اعلان یہ کتاب خاص حضرات شیعہ کیواسطے چھاپی گئی ہے لہذا اہلسنت و جماعت نہ دیکھیں اور نہ خریدیں ورنہ ...

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد لله المنعم المنعام که درین ایام برکات انضمام جواب کتاب آیات بینات متعلق بحث عقد ام کلثوم علیها السلام جلد ثالث فرع التشریفات و فرع التلبیسات ملقب

رمی الجمرات

از رشحات قلم افادت شیم یکے از ناصران خاندان اہل بیت رسالت و قامع اساس اہل بدعت و ضلالت ادام اللہ ظلہ افاضاتہ العالیہ ما کر الدہور و مر الشہور

در مطبع نامی مطبع العلوم محسن منشی محمد حسین مطبوع گردید

فہرست کتب موجودہ کہ راقم اثم بنا بر طلب فرمائی ارسال کر سکتا ہی مع شرح قیمت کہ حسب ذیل ارسی کی گئی ہے

شرح قیمت	نام کتاب
[illegible]	قرآن مجید مترجم بترجمہ اردو مع خلاصہ تفسیر عمدۃ البیان چھاپ دہلی -
[illegible]	اصول کافی چھاپ طہران -
[illegible]	من لایحضرہ الفقیہ چھاپ لکھنؤ عربی
[illegible]	استبصار چھاپ لکھنؤ عربی
[illegible]	نفس الرحمان فی فضائل سلمان چھاپ طہران عربی
[illegible]	مدینۃ المعاجز در معجزات دوازدہ امام علیہم السلام چھاپ طہران عربی
[illegible]	اسرار الشہادۃ چھاپ طہران در مصائب مظلوم کربلا علیہ السلام عربی
[illegible]	منتخب المراثی و الخطب مشتہر بہ بیاض فخری در مصائب مطبوعہ بمبئی عربی
[illegible]	ناسخ التواریخ احوال امیر المومنین علیہ السلام چھاپ طہران فارسی
[illegible]	ناسخ التواریخ احوال سید الشہدا علیہ السلام مطبوعہ بمبئی فارسی
[illegible]	شرح زیارت عاشورہ چھاپ بمبئی زبان فارسی
[illegible]	خصائص حسینیہ چھاپ طہران عربی
۵ر	لہوف در مصائب چھاپ بمبئی عربی
[illegible]	تحفہ احمدیہ جلد اول مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی بزبان اردو
۴ر	رسالہ حج اردو ترجمہ رسالہ جناب شیخ مرتضی رضوان اللہ علیہ
۹ر	دیوان مولانا امیر المومنین علیہ السلام عربی چھاپ بمبئی
۹ر	حیات القلوب در امامت فارسی
[illegible]	رسالہ در اصول دین از تصنیف سید کاظم رشتی فارسی
[illegible]	مصطلحات وارستہ چھاپ زمانہ شاہی فارسی
۸ر	دیوان مجنون چھاپ بمبئی عربی
[illegible]	حیات الحیوان جلد کی چھاپ بمبئی عربی
۹ر	پارہ از روضۃ الصفا قلمی فارسی
[illegible]	دعای ہلال قلمی مترجم بخط میر کاظم علی صاحب خوشنویس مطلا
[illegible]	منہج الیقین فی معرفۃ اصول الدین مولفہ جناب سید ابو صاحب قبلہ مد ظلہ فارسی کاغذ عمدہ مجلد
[illegible]	رسالہ تحفہ عملیہ جناب میرزا مد ظلہ چھاپ بمبئی فارسی
[illegible]	ہدیۃ النملہ رد مذہب شیخیہ چھاپ بمبئی عربی
[illegible]	مسائل متفرقہ از جناب سرکار میرزا مد ظلہ مطبوعہ بمبئی فارسی
[illegible]	جلد اول رمی الجمرات بر کاغذ معمولی — [illegible] — بر کاغذ عمدہ
[illegible]	جلد ثانی رمی الجمرات
[illegible]	تحفہ لاریہ در بیان اصول دین و مسائل فروع دین از طہارت تا دیات مصنفہ میرزا محمد مشہدی لکھنوی [illegible]

اعلان یہ کتاب خاص حضرات شیعہ کیواسطے چھاپی گئی ہے [illegible]

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ المنعم المنعام کہ درین ایام برکات انضمام جواب کتاب آیات بینات متعلق بحث عقد ام کلثوم علیہا السلام جلد ثالث دافع التحریفات ورفع التلبیسات ملقب بہ

رمی الجمرات

از رشحات قلم افادت شیم یکی از ناصران خاندان اہلبیت سالک مسالک قاطع اساس اہل بدعت وضلالت ادام اللہ ظلہ افاضاتہ العالیہ ماکر الدہور ومر الشہور

در مطبع نامی مظہر العلوم بحسن سعی مظہر حسین مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی حل عقدة عقد ام کلثوم ببنان بیان اهل الفهوم ولقد کان امرا غیر معلوم ولا محتوم وسلطانه معدوم بل هو مفهوم مزعوم باطل موهوم ولا یثبت بافعال کانیاب الاغوال واضغاث الاحلام عند اولی الحلوم وان کان قد یفرض الزاما للخصوم ثم غرر الصلوة ودرر السلام من المنثور والمنظوم عن الحی القیوم علی خیر مجوز النکاح ومحرم السفاح المذموم وعلی اهلبیته الذین هم ذریته عصمتهم وهم قوام لا یحوم وباحقاقهم الحق المکتوم ببنان الباطل المشئوم للفصیح الجهول الظلوم الذی نوره دیبة هدهم ما طلعت الشمس وهوت النجوم وتلذذ موالیهم فی النعیم بنفایس الطعوم ومشوی اللحوم وعذب اعادیهم فی الجحیم بحمیم وسموم وظل من یحموم وبالضریع والزقوم

اما بعد یہ جزو مجلد ثانی رمی الجمرات ہے جو دکتاب آیات بینات ہے جسکے مصنف عالی منزلت والاشان رفیع المرتبۃ والمکان جناب مولوی محمد علیخان ہداہ اللہ والیانا سبل الایمان وطرق الجنان ہین یہ خاص مبحث نکاح ام کلثوم ہے حضرات اہل سنت مین اسکی بڑی دھوم ہی ہماری مخاطب الاخطاب

سے بڑا شور وغل مچایا ہی اور کس اہتمام سی خلاف واقع یہ بیاہ رچایا ہی ہان صاحبو سمجھ بوجھ کے اس تقریب مین آنا دیکھو سب کچھ کھانا اگر فریب نہ کھانا یہان دال مین کالا ہی یہ بیاہ دنیا سی نرالا ہی بلکہ بالے میان کے بیاہ سی بھی دوبالا ہے اسی کا گیت بی تال و سُر گانا اور ٹوٹے پھوٹے رباب نے بجانا اور اعلان النکاح بالدف کی سنت عمل مین لانا ان صاحبونکا دستور ہے یعنی بے احترامی خاندان رسالت سی شیفتہ دل ان متوالون کا معمول ہے قدما و محدثین فی حضرت عمر کے بیاہ کا عجب رنگ جمایا ہے کہ عمر شصت سالگی مین اونکی لیئی شہانہ جوڑا رنگایا ہے اور خلیفہ بنے کو کہ بنا بنایا ہی لباس عروسی پہنایا ہے اس شادی کی بڑی عید ہی اور روداد اسکی قابل دید و شنید ہی ایک چار پانچ برس کی لڑکی سی بیاہ ہی وہ بھی بصد جبر واکراہ ہی پھر تین سال کے بعد بڈھا میان کی وفات ہی لیکن بڑی تعجب کی بات ہی کہ وہی چار سال کی بچی با این کمسنی اسی تین سال کے اندر پہلی تو لڑکا جنی پھر لڑکی بھی جنی حیرت ہی کہ کیونکر جنی اور کسطرح جنی اگر یہ کرامات حضرت عمر جنی تو بیشک اور بجا طرح جنی لیکن اس خرق عادت کا مقام محل وہی ہنگام زمانہ کا یادگار اور اعجوبہ روزگار اور قابل اشتہار اور لایق درج اخبار ہے سه عجب واقعہ و طرفہ ماجرائی ہست ۔ اور طریف تر یہ کہ مخبر خبر حیرت اثر کسی امر کا الزام اپنی سر نہین لیتا بلکہ ثبوت اسکا روایات صحیحۂ اہلسنت سی دیتا ہی صاحبو انکار نہ کرو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو واہ ری چالاکیان اور عیاریان مخاطب والاخطاب کی کہ کس بیباکی و چالاکی سی جو الزامات حضرات اہل سنت پر تھی وہ سب شیعون کے گلے منڈھے اور کیسے کیسے افترا اور بہتان اپنے دل سی گڑھے اور نہ خلق سے شرمائی اور نہ خدا سی ڈری حقیقت حال اور صدق مقال انشاء اللہ المتعال عنقریب ظاہر ہوا جاتا ہی و ہا انا شرع فی المقصود متوکلا علی الرب المعبود و قد صرتہ علی نسق ما سبق و اعوذ برب الفلق من شر ما خلق

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبیل السلام

نوین شہادت بیان حضرت عمر کے نکاح کا ساتھ جناب ام کلثوم کے یہ بات ازروی کتب معتبرۂ شیعہ اور اہل سنت کے ثابت ہی کہ حضرت عمر کا نکاح ساتھ حضرت ام کلثوم کے ہوا جو کہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تہین اس امر کے ثبوت سی چند فایدہ ظاہر ہوتے ہین اول اوس نکاح سے یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ باہم حضرت علی اور حضرت عمر فاروق کی کچھ عداوت نتھی بلکہ نہایت ہی دوستی تھی

اگر دوستی نہوتی تو حضرت علی اپنی بیٹی کا وہ بھی وہ بیٹی جو کہ خاص حضرت فاطمہؓ کی بطن سے تھین نکاح حضرت عمر
کے ساتھ نہ کرتے اور دشمن کو اپنے خاندان مین نہ لیتے دوسری اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر
کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے ورنہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا غالب علی کل غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب
والغرائب اپنی ایسی پیاری بیٹی کا نکاح اونکی ساتھ نکرتے اور اگر اونکی ایمان اور عبادت اور زہد اور
پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہ ہوتا تو وہ کبھی اونکو اپنا داماد نہ بناتے تیسری اس سے
یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیرؑ کو یا حضرت فاطمہؓ کو نہین دیا
اور کبھی کسی قسم کی دشمنی یا عداوت اونکے ساتھ نہین رکھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ حضرت امیرؑ ایسے شخص سے
ساتھ جیسنے اونکو یا حضرت فاطمہؓ کو رنج دیا ہوتا اس نکاح کا ہونا جائز رکھتے بہرحال یہ امر اخلاص اور
اتحاد اور محبت پر باہم جناب امیرؑ اور حضرت عمر کے ایسا شاہد عادل ہی کہ کسیطرح بعد ثبوت اس امر کے
شیعون کے زبان پر عداوت کا نام نہین آسکتا اور باوجود ہزار سعی باطل کے کوئی عذر و حیلہ اونکا اس
معاملے مین پیش نہین جاتا کسی معاملے مین ایسے دق اور زچ نہین ہوئی جیسے کہ اس معاملے مین ہوئی
ہین حقیقت مین یہ بحث لائق غور سے دیکھنے کی ہی کہ حضرات شیعہ نے عبد اللہ ابن سبا کے زمانے سے لیکر
جناب قبلہ و کعبہ کے وقت تک اس معاملہ مین کیا کیا رنگ بدلے ہین اور کیسے کیسے توجیہات لاطائل
کیے ہین کسی نے اس نکاح کے ہونے ہی سے انکار کیا ہی کوئی ام کلثوم کے بنت مرتضوی ہونے ہی کا منکر ہوا ہی
کسی نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہے کوئی بعد نکاح کے ہمبستر ہونے سے ساتھ حضرت عمر کے
منکر ہوا ہے کوئی کہتا ہے کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم حضرت عمر کے پاس آتی تھی اور وہ ہمخواب ہوتے
تھے کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلیٰ درجہ کے صبر کا نتیجہ کہا ہی کسی نے اسکو تقیہ پر ٹالا ہی بہرحال ہر شخص کا جدا
ترانہ اور ہر متنفس کا نیا افسانہ ہے جسکے سننے سے فقط ایک ہمین محو حیرت نہین ہین بلکہ اونکی نغمہ سرائی
اور ترانہ سنجی کو سنکر ایک عالم اپنے قابو سے نکلا جاتا ہی اور وجد مین آکر مرحبا اور احسنت پڑھتا ہے
بیت اک ہم ہی تری چال سے بستی نہین صنم ٭ پامال کبک بھی تو ہوئی کوہسار مین ۔ اب مین
علماء شیعہ کے اقوال مختلفہ کو بیان کرتا ہون پہلا قول بعض متعصب شیعون نے اس نکاح کے

ہونے ہی سی انکار کیا ہی اور اس روایت کو بے اصل محض کہکر اپنا دامن چھوڑا یا ہی جیسا کہ مجتہد صاحب
قبلہ وکعبہ اپنی ایک رسالہ مین لکھتے ہین فاستاب تزویج حضرت ام کلثوم با بن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ
ومثل سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود وغیر ایشان انکار بلیغ از ان نمودہ اند
لیکن یہ دعوی مجتہد صاحب کا چند دلائل سی غلط معلوم ہوتا ہی پہلی دلیل جناب قبلہ وکعبہ کا یہ ارشاد فرمانا
کہ جناب سید مرتضی نی جو کہ آئمہ کے زمانے سے قریب تھے نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے
صحیح نہین ہی اس لیی کہ سید مرتضی دو ہین ایک ابو القاسم ثمانینی برادر رضی دوسرا سید مرتضی رازی
صاحب تبصرة العوام پہلے سید صاحب تو قدمائی متکلمین اور فقہائی شیعہ سی ہین اور موافق تحریر شہید ثالث
کے جو مجالس المومنین مین کی ہی ۳۵۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور دوسرے میر صاحب اونسے بہت
پیچھے ہوئے ہین پس وہ سید مرتضی جنکی نسبت مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود
منکر روایت نکاح نہین ہین اور انکی تالیفات مثل شافی اور تنزیہ الانبیاء والائمہ اسپر شاہد ہین معلوم
نہین کیا اونکی طرف انکار روایت نکاح کو مجتہد صاحب نے کیونکر منسوب فرمایا اور اگر دوسرے
سید مرتضی مراد ہین اور شاید اونھون نے انکار کیا ہو تو اونکی نسبت مضمون اس فقرہ کا قریب العہد
از زمان معصومین بود صحیح نہین ہوتا اب ہم اون سید مرتضی کے تالیفات کو جو کہ زمانہ معصومین سے
قریب تھے مجتہد صاحب کے قول کی تکذیب کے لیے پیش کرتے ہین واضح ہو کہ سید صاحب موصوف
نی دو کتابون مین اسکا ذکر کیا ہی ایک کتاب شافی مین مفصلاً دوسری تنزیہ الانبیاء والائمہ مین مجملاً چنانچہ
ہم ترجمہ اثنا عشریہ سے جو جواب تحفہ کا ہی اونکی قول کو نقل کرتے ہین سید مرتضی علم الہدی در کتاب تنزیہ الانبیا
می فرماید فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب
عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد و مراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ماثور ما اشفق معہ من سوء الحال وظہور
ما لا یزال یخفیہ الخ یعنے نکاح عمر کا ساتھ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کے فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب
ہمنے اپنی کتاب شافی مین بتفصیل دیا ہی اور وہان ہمنی بیان کیا ہی کہ حضرت امیر نے عقد اپنی بیٹی کا
عمر کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد اسکی ہوا ہے کہ عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست

کی اور نوبت منازعت اور تخویف و تہدید کی پہونچی جب حضرت امیر نے دیکھا کہ کار دین و ملت فاش
ہوتا ہی اور دامن تقیہ ہاتھ سے نکلا جاتا ہی اور حضرت عباس نے بھی بخیال فتنہ و فساد کے سمجھایا تب
بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیر علیہ السلام نے یہ نکاح کر دیا فقط اس تحریر کو سید مرتضی کی کوئی شخص جناب
قبلہ و کعبہ کی تحریر سے ملا دے اور اس فقرے کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین
بود انکار بلیغ ازان نمودہ تنزیہ الانبیا کی عبارت مذکورہ سے تقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دے
اگر کوئی شخص اس تحریر پر بھی مجتہد صاحب کی صداقت میں شبہہ نہ کرے تو خود اونکے والد ماجد کی زبان سے
اونکی تکذیب ہم کرتے ہیں جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ مواعظ حسینیہ میں فرماتے ہیں کہ سید
مرتضی نے فرمایا ہی کہ تزویج ام کلثوم حضرت امیر کے اختیار سے نہیں ہوئی اور بہت سی احادیث اونہون
نے اس قول کے ثبوت میں بیان کیے ہیں اور جب کہ باختیار حضرت امیر کے نکاح کا ہونا ثابت نہین
ہوا تو یہہ محل اشکال باقی نہ رہا چنانچہ محصل کلام مواعظ حسینیہ کا کمال نے ازالۃ الغین یہ ہی سید مرتضی
گفتہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نہ شدہ و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ
و ہرگاہ باختیار حضرت امیر واقع نشدہ محل اشکال نیست پس ان تحریرات سے صاف ظاہر ہی کہ بیچارہ
سید مرتضی حضرت عمر کے نکاح کا منکر نہین ہی بلکہ اسکا ہونا قطعی و یقینی جانتا ہی ہان اسکا ہونا بخوشی خاطر
جناب امیر کے اور برضامندی اونکی بیان نہین کرتا اور یہ امر آخر ہی اور انکار وقوع اصل واقعہ سے
دوسرا امر ہی مگر قربان صداقت پر جناب قبلہ و کعبہ کے کہ ایسے دعوی کے کرنے مین جسکا غلط ہونا محتاج
بہ بیان نہین ہی باین تقدس و اجتہاد کچھ لحاظ و خیال نفرمایا غرضکہ یہ قول مجتہد صاحب کا کہ سید مرتضی
نے وقوع نکاح سے انکار کیا ہی خود سید مرتضی کی تحریر سے اور خود اونکے والد ماجد کی تقریر سے غلط ٹھرا
لیکن یہ قول اونکا کہ سوائی اونکے اور ون نے بھی انکار کیا ہی کسی قدر صحیح ہی چنانچہ منجملہ منکرین اس
قصہ کے اگلے علما شیعہ مین سے ایک قطب الاقطاب راوندی مولف خرائج ہین کہ اونہون نے دعوی کیا
ہی کہ اس نکاح کا ہونا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا چنانچہ اونکے قول کو جناب مجتہد صاحب قبلہ نے کتاب مواعظ
حسینیہ مین نقل کیا ہی اور ترجمہ اوسکا یہ ہی جسکو ہم ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین گفت عرض ملوم مجد بست

حضرت صادق علیہ السلام کہ مخالفین برما حجت می آرند و میگویند کہ چرا علی دختر خود را بخلیفۂ ثانی داد پس
حضرت صلوات اللہ علیہ کہ تکیہ کردہ نشستہ بودند درست نشستہ فرمودند کہ آیا چنین حرفہا می گویند
بدرستیکہ قومی کہ چنین زعم می کنند لا یہتدون سواء السبیل لیکن یہ دعوی قطب الاقطاب صاحب کا سراسر باطل
ہی اور بروایات آئمہ کرام نکاح کا ہونا ثابت ہی چنانچہ ہم اوسکو انکی کتب احادیث و فقہ اور کلام سے ثابت کرتے ہین

یقول الملتمس بولاء علی ابن ابیطالب ع

آنجناب حضرت مخاطب و الاخطاب فی راگ فضائل عمری اور بکری کا بی تال و سُر گایا و بحمد اللہ جواب
ترکی بہ ترکی پایا اب آخر کلام محتمل النظام مین خاص فضیلت عمری بعلاقہ سببی ثابت کیا چاہتی ہین غافل اس سی کہ اگر
بطور فرض محال مثل شریک الباری اسکا ثبوت بھی ہو جاوی تو اس سی شدنی کیا ہی جب قرابت نسبی ابوجہل
و ابولہب و دیگر کفار کی جناب رسول خدا سے بکار آمد نہین ہی اور علاقہ سببی فرعون بنی اسرائیل سے
نکاح حضرت آسیہ بنت مزاحم جو بروایات اہلسنت پھوپھی حضرت موسی کی تھین فرعون کے لئے موجب
کسی فضیلت کا نہوا تو اسیطرح علاقہ سببی فرعون آل محمد بنی ہاشم سی کیا فایدہ دیگا اس لئی کہ حدیث مین
وارد ہی کلیس بین فرعون من الفراعنۃ و فرعون ہذہ الامۃ قیس شبر ای قدر شبر کما فی النہایہ یعنی
درمیان مین اور فرعونون کے اور فرعون مین اس امت کے کچھ فرق نہین بالجملہ ایمان و صلاح و تقوی
اور چیز ہے کہ جس سی انتظام امورات آخرت ہی اور علاقہ نسبی و سببی اور چیز ہی کہ بنظر ضرورت
انتظام امور دنیا ہی بنا بر مذاق اہلسنت تین بیٹیان پیغمبر کی تین کافرون یعنی ابو العاص اور عتبہ و
عتیبہ ابنای ابولہب کو دی گئین حالانکہ اون کافرون کے لئے موجب کسی فضیلت کا نہین ہوا اگر
کوئی کہی کہ اوس وقت مین یہ جائز تھا بعد اوسکے بسبب نزول آیہ لاتنکحوا المشرکین منسوخ ہوگیا تو ہم
کہین گے کہ ہان مشرکین سی منسوخ ہوگیا نہ منافقین سی جو ظاہر مین مسلمان تھی اور بلا ضرورت شرعیہ
تو منسوخ ہوگیا مگر بضرورت شرعیہ بھی منسوخ ہوگیا اسکی لئی کسی آیت کسی حدیث کسی دلیل عقل سی ہمکو سند درکار ہی
اور جب اظہار کفر کہ اوس سی بڑھکر کوئی حرام نہو گا بضرورت شرعیہ جائز ہو جیسا کہ سابق مین ہم بیان کر آئی فی ہدایہ الا من اکرہ
و قلبہ مطمئن بالایمان مین تفاسیر اہلسنت مثل بیضاوی و امام رازی سی ثابت کرچکے تو بضرورت شرعیہ

نکاح کفار سے بدرجہ اولی جائز ہوگا چہ جائی اینکہ نکاح مشرک سے ہو بلکہ ایک منافق مظہر الاسلام فی الظاہر
سے ہو اسی باعث سے ہمارے اکثر علمانے بنای جواب سنیان مبحث نکاح ام کلثوم مین بفرض و تسلیم نکاح رکھی ہے
اگرچہ جواب حقیقی و سخن تحقیقی عدم ثبوت النکاح بلکہ ثبوت عدم النکاح با بنت فاطمہ علیہا السلام ہے طرفہ
یہ ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب والاخطاب ابتدای بحث مین کس زور و شور سے دعوا کرتے ہین
کہ خاص بیٹی فاطمہ کی انھی اور بعد اسکے جو دلائل سقیم غیر مستقیم ذکر فرمائے کہین ان مین نام تک
حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نہین ہے بلکہ اگر کہین ہے بھی تو بنت علے ہے اور بعد اسکے معلوم
ہوگا کہ بنا اوسکی یا علی الفرض و التسلیم ہے یا بسبب موافقت عامہ کے محمول بر تقیہ ہے یا بسبب
معارض مثل یا معارض اقوی یا مخالف مجمع علیہ ہونیکی مطروح یا محمول بر اشتباہ رواۃ ہے
بجہت اسکی کہ جسطرح عمر عاص نے دربارۂ نکاح ام کلثوم بنت ابی بکر عمر خطاب سے گفتگو کی تھی جیسا کہ کتاب
کامل جزری مین ہے ویسا ہی جناب امیر نے بھی گفتگو کی لوگونکو باشتراک اسمی اشتباہ ہوا کہ شاید یہ
گفتگو اپنی ہی بیٹی کے بارہ مین ہے اس لیے بنت ابوبکر کو تعبیر بہ بنت علی کیا یا بسبب عدم شہرت اول کے
اور شہرت ثانی کے لوگ لفظ ام کلثوم سے بغلط بنت علی سمجھے یا مراد بنت مجازی ہے چونکہ ام کلثوم
بنت ابی بکر کو بعض لوگ ربیبہ جناب امیر کہتے ہین بایں معنی کہ وہ بھی مثل اپنے برادر حقیقی یا برادر علاتی
محمد بن ابی بکر کی تربیت جناب امیر مین تھی اور ربیب و ربیبہ کو ابن و بنت کنایت متعارف ہے
جیسے زینب اور رقیہ بنت رسول اللہ کہلاتی ہین حالانکہ وہ بنت حقیقی رسول اللہ نہ تھین بلکہ
یا بنت خدیجہ تھین یا بنت اخت خدیجہ تھین کہ جناب رسولخدا کی تربیت مین تھین بہرکیف دعوی
تو بڑی شد و مد سے فرماتے ہین مگر کوئی انجام کو نہین پہونچا کما ستطلع عنقریب انشاء اللہ ایک امر
قابل تنبیہ حضرات اہل سنت کے یہ ہے کہ حضرت مخاطب نے انتہا کی بدزبانی اور بدلگامی
اور بے تہذیبی کو اس مبحث مین صرف کیا ہے کہ ہر جگہ شیعون کو بیعقل و بیدین اور مذہب شیعہ کو
لائق تنفر اور ذم و تہجین لکھا ہے بلکہ صفحہ ۱۳۱ سطر ۲۸ مین تو تشیع کو عین کفر و الحاد و زندقہ بنایا ہے اور
ہمکو بمقتضای ولقد امر علی اللئیم یسبنی فمضیت عنہ وقلت لا یعنینی کچھ اسکی شکایت نہین ہے مگر حیرت یہ ہے

کہ پرانی پشگونی کے سیلئے اپنی بھی ناک کاٹی ہی کہ حضرت خلیفہ ثانی کو بھی گالیان دین اور اونکا کفر و نفاق اور
ارتداد بلکہ صفحہ ۴۴ مین اونکا ولد الحرام بلکہ ولد الزنا ہونا ثابت کیا ہی مگر بہانہ یہ ہی کہ ہم زبان اہل تشیع
سی کہتی ہین اور اسی طرح اہل بیت معصومین کا بجمیت اور بیغیرت اور بیحیا اور ذلیل اور رذیل ہونا
ثابت کیا ہی مگر حیلہ یہ ہی کہ ہم بقول شیعہ کہتی ہین حالانکہ یہ شیعون پر بہت بڑا بہتان و افترا ہے سبحانک
ہذا افک مبین ہرگز ہرگز یہ قول شیعہ نہین اور اگر ہماری حضرت اپنی غلط دانی اور غلط فہمی اور غلط اندیشی
سی لازم کسی قول کا سمجھے ہین تو کتاب مستطاب استقصا مین بتحقیق علمای محققین اہلسنت ثابت کیا گیا ہی کہ
لازم مذہب مذہب نہین ہی چہ جائی اینکہ لزوم بھی اوسکا بنا بر آپ ہی کے زعم باطل کے ہو جیسا کہ عنقریب
معلوم ہوگا بالجملہ یہ فضیحتی اور رسوائی حضرت عمر کی اور حضرات ذوات مقدسات کی جو مخاطب نی
زبان ہندی مین عوام کالانعام پر ظاہر کی دعوای مسلمانی کے ساتھ راست نہین ہوسکتی بلبت
ہو اجب کفر ثابت کیا ہے دعوائے مسلمانی نہ چھوٹی ہاتھ سے تسبیح زنار سلیمانے
اور اہل انصاف کے نزدیک اونکے لیئے سوائی سواد الوجہ فی الدارین کی کچھہ نہ ملا دنیا مین سبکی
نزدیک بہ تحجریت و دہریت خارج از دائرہ اسلام کہلائی آخرت مین انشاء اللہ القہار فی الدرک
الاسفل من النار ہونگے ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہی کہ شیعونکو انکار اس سی نہین ہی کہ کوئی ام کلثوم
نامی زوجہ عمر نہ تھی بلکہ ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی ایام جاہلیت سی زوجہ عمر بن الخطاب مادر
عبید اللہ و زید بن عمر تھی جیسا کہ کتاب کامل ابن اثیر اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور تاریخ طبری اور
اسمار الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور ازالۃ الخفا سے ثابت ہی دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط بھی زوجہ عمر تھی جیسا کہ تفسیر فخر رازی مین ہی کہ بعد صلح حدیبیہ نکاح عمر مین آئی تیسری
ام کلثوم بنت ابی بکر ہی اور عمر کا خطبۃ النکاح کرنا اوس سی تاریخ کامل ابن اثیر جزری اور کتاب
اسمار الرجال اور دیگر کتب سی ثابت ہی بلکہ بعض کتب مثل کتاب ابو المحاسن جرجانی و بوارق محرقہ
وغیرہ سی اوسکا منکوحہ عمر ہونا بھی بعد الانکار و الاصرار لوگون نے لکھا ہی اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق
مین اسطرح ہی کہ بعد مرنے ابو بکر کے ایک لڑکی زوجہ ابو بکر سے پیدا ہوئی عایشہ نے اوسکا نام

چہار ام کلثوم منکوحہ و مخطوبہ عمر بودند

ام کلثوم کا کہا عمر نے اوس سی درخواست نکاح کی تو ام کلثوم نے انکار کیا اور عائشہ سی کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر
فظ غلیظ ہی یعنی نہایت بدمزاج اور کج خلق ہی واللہ اگر نکاح میرا اوس سی کیا تو مین قبر رسول پہ
جا کے فریاد کرونگی انتہی محصلاً بقدر الحاجۃ بالجملہ ان ام کلثومون کے حالات از راہ اولاد اور از راہ
مہر اور از راہ سن اور از راہ انکار من النکاح اولاً اور اقرار بمجبوری بعد الاصرار ثانیاً اور بیان کذابین
اہلسنت فی طرف ام کلثوم بنت حضرت فاطمہ کے منسوب کیی بعضون فی باشتباہ بشارکت اسمی اور
بعضون نے بغرض فاسد و کاسد اثبات فضیلت عمری اور توہین و تحقیر جناب مرتضوی اور
اظہار مجبوریت و مقہوریت انحضرت کے باضافہ لغویات چند مثل بوس و کنار و کشف ساق
اجنبیہ کا انتساب کیا مگر عجب قدرت خدا ہی کہ ایسی جھوٹھی روایتین نہین کہ جس سی جناب امیر علیہ السلام
کا کچھ نہ بگڑا اسلئے کہ غایۃ الامر یہ ہی کہ اونکی مظلومیت ثابت ہوئی اور مردان خدا کے لیے
مظلومیت مایہ افتخار ہی خود جناب امیر جواب مکتوب معاویہ مین فرماتے ہین لا غضاضۃ للمرء المسلم فی
ان یکون مظلوماً یعنی مرد مسلم کے لیے مظلوم ہونے مین کوئی برائی نہین ہی اور مظلومونکی گو ہتک حرمت
ظاہر مین ہو مگر حقیقت مین اونکی عزت و حرمت دنیا و آخرت مین باضعاف مضاعف ہو جاتی ہی
دیکھیے کربلا مین جناب سید الشہدا ارواحی لہ الفدا کی کیسی ہتک حرمت کی گئی کہ بنات رسول اللہ
بلکہ خود انہین حضرت ام کلثوم کے شانون مین رسن ظلم و ستم بندھے مگر خدا نے اونکو دنیا مین نظر ہر مومن
و کافر مین کیسا معزز و مکرم و محترم کیا اور یزید کے گلے مین طوق لعنت تا قیامت ڈالا اور آخرت
مین اونکی علو درجات اور اسکی شدت عقوبات کی انتہی نہین ہی **قولہ** یہ بات از روی کتب معتبرہ
شیعہ و اہلسنت کے ثابت ہی **اقول** اگر کتب اہلسنت سے باحادیث مکذوبہ موضوعہ مجعولہ ثابت
ہی تو ہوا کرے شیعہ کو اوس سی کیا مطلب کتب اہلسنت کا ذکر مقام مناظرہ شیعہ مین قدیم حماقت جناب
شاہ صاحب اور اونکی والد ماجد کی ہی کما یظہر من اکثر مقامات التحفۃ المسروقۃ و ازالۃ الخفا علاوہ اسکے
کتب معتبرہ اہلسنت مین صحاح ستہ سی بڑھکر کوئی کتاب معتبر نہین ہی اونمین کہین اسکا ذکر نہین ہی اور اہلسنت کے
محققین اسپر کہ جو حدیث صحیحین یعنی مسلم و بخاری مین نہین وہ قابل اعتبار نہین بلکہ اسی باعث سی حدیث صحیح علیہ

ف حال روایات نکاح ام کلثوم در کتب اہلسنت

غیر معتبر ہو گئی کیونکہ صحیحین میں نہیں ہی گو صحاح دیگر میں ہو تو ہوا کرے پھر تعجب ہی کہ حدیث نکاح ام کلثوم جو کسی میں صحاح ستہ
سی نہیں ہی کیونکر معتبر ہو گئی یہ ایک بات ہی دوسری یہ کہ جن روایات نکاح کی تصحیح متعصبین اہلسنت
نے کی ہی اونہیں کے علمای رجال اونکی راویوں کو کذاب او شیطان اور دجال کہتے ہیں پھر شیاطین اور
دجالین کی روایتیں کیونکر معتبر ہونگی تیسری یہ کہ انہیں روایات جبر و اکراہ میں کچھ مضامین واہیہ قبیحہ
مستہجنہ ایسے ہیں مثل ضم الصدر و التقبیل و کشف الساق و المنبر کہ جسکے معتبرین علمای اہل سنت
امثال سبط ابن جوزی علانیہ تکذیب کرتے ہیں پھر اون روایتوں میں آدھا سچ اور آدھا جھوٹ
ہونیکی کیا معنی کہ یک بام دو ہوا او خواب نیمہ راست و نیمہ دروغ نہیں ہوتا سچی تفصیل کل ذلک
عنقریب چوتھی اختلاف و اضطراب ان احادیث کا باہم کہ ایک دوسری کی مکذب ہی پوری
دلیل کذب اصل خبر کی ہی کسی میں ہی کہ جناب امیر نے بعد الانکار و عند الاصرار خود نکاح کر دیا کسی میں ہی
کہ انہیں عباس کے سمجھانے سے اونہیں کو متکفل اسکا کر دیا کسی میں ہی کہ صغیر السن تھیں اور کوئی اولاد
ہونے نہیں پائی کہ حضرت عمر اپنی سفر کو سدھارے کسی میں ہی کہ نہیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی
کسی میں ہی کہ بعد عمر عہد معاویہ میں مرین اور امام حسین نے اونپر نماز پڑھی کسی میں ہی کہ نہیں عمر کے
ساتھ ہی گذشتی مرین و لا تعقب لہا کسی میں ہی کہ بعد امام حسین ایک زمانہ دراز تک زندہ
رہیں کسی میں ہی کہ بعد عمر نکاح اونکا محمد بن جعفر سے ہوا کسی میں ہی کہ عون بن جعفر سے ہوا کسی میں ہے کہ
عبد اللہ بن جعفر سے ہوا مہر میں بھی بڑا اختلاف ہی کسی میں چالیس ہزار کسی میں کم الغرض جس بات میں
اسقدر اختلاف ہوا کوئی عاقل اسکو خبر معتبر کہیگا یا گوز شتر و خر کہیگا شاہ صاحب تحفہ مسروقہ میں
اختلاف و اضطراب روایات کو مانع عمل بالبداہۃ العقلیہ فرماتی ہیں پس ضروری کہ حصول علم و یقین
کو بھی بالبداہۃ العقلیہ مانع ہو پھر مقام دیگر میں فرماتی ہیں کہ تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکی
قصہ واحد چیزی روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قابل صحت خبر نمیشود و نہ مفید شہرت انتہی روایات
کتب اہلسنت کا تو یہ حال ہی باقی رہیں کتب شیعیہ اوس میں کچھ اقوال ایسی ہیں کہ ام کلثوم سے نکاح
بجبر و اکراہ پر نہ بخوشی خاطر دلالت کرتی ہیں اور روایات صحیحہ اہل سنت کے مطابق اور موافق ہیں کہ وہ بھی

فصل
حال کتب شیعیہ در روایات نکاح ام کلثوم

نکاح بجبر واکراہ پر دلالت صریحی رکھتی ہین اور ان روایات کو صاحب استغاثہ نے مجمع علیہ محدثین
اہلسنت سمجھا ہی پس جو ہماری روایتین مطابق روایات اہل سنت ہین ہماری علما اوسکی تصدیق اور
تصحیح نہین کرتے بلکہ اونکی ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کرتے ہین اور بسبب مخالفت اجماع و موافقت
عامہ کے اوسکو مطروح یا ماوّل یا محمول بر تقیہ کرتے ہین اسلئی کہ خود آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ جو
حدیث کہ موافق سنیونکی ہو اوسکو چھوڑ دو اور جو مخالف اونکے ہو اوسی پہ عمل کرو اسلئے کہ وہی بہین
اور راستی اونکی خلاف مین ہی اور کچھ حدیثین کتب شیعہ مین ایسی ہین جو صاف صاف دلالت کرتے ہین
اوپر انکار اہلبیت کے اس نکاح سی اور صاف تصریح ہی کہ جو لوگ معتقد نکاح ہین وہ کذاب اور گمراہ ہین
اور یہی حدیثین معمول بہ اور مجمع علیہ ہماری اصحاب کی ہین پس یہی قابل تصدیق و تصحیح ہین کہ خود آئمہ
نے فرمایا ہے کہ جو حدیث مجمع علیہ تیری اصحاب کی ہو اوسکو لے اسلئے کہ مجمع علیہ مین شک نہین ہی
اسی سبب سی ہماری کل علما نے اس نکاح سے انکار کیا ہی مگر بعضون نے بفرض تسلیم روایات
قسم اوّل بھی جوابات شافی دیئے ہین اور شیعون کا بلکہ اہلبیت کا منکر ہونا اس نکاح سے
کتب اہلسنت سے بھی ثابت ہی چنانچہ صاحب صواعق کہتا ہی کہ تعجب ہی اس زمانے کے بعض
اہلبیت سی کہ انکار اس نکاح سی کرتے ہین اور باعث اسکا اونکی جہالت ہی کہ جہل روافض اونکی
عقلون پر غالب آیا ہی اور بتقلید روافض اس حکایت تزویج کو جھوٹھا سمجھی ہین اور موچی صاحب ازالۃ الغین مین فرماتے
ہین کہ نور الدین سمہودی کہتا ہی کہ مجھکو تعجب ہی روافض سی کہ روایات اہلبیت کو جو اس نکاح پر دلالت کرتے ہین
ہرگز نہین سنتے اور جو روایتین بعض ان روافض کی ہین کہ جسکو جنید ابلیسون اور دجالون نے بنایا ہے اوسپر عمل
کرتے ہین یعنی اس نکاح سی انکار کرتے ہین انتہی بالجملہ ان عبارتون سی ثابت ہوا کہ روایتین انکار اہلبیت کی شیعونکی بیان
کی ہین اور شیعہ اوسی پر عمل کرتی ہین گو اہلسنت اونکی راویونکو ابلیس و دجال کہین تو کچھ مضائقہ نہین یہی ابلیس و دجال کی کہنی کا
شیعہ کب برا مانین گے اسلئی کہ خود اہلسنت اپنی بڑی بڑی پیرونکو دجال و کذاب وغیرہ سی ملقب کرتی ہین شیعہ تو
اونکی پہلے پیران پیر بلکہ کل پیران پیر بالخصوص حضرات ثلٰثہ خصوصًا شر الثلثہ کو وہ کہتی ہین جو ہزار دجال اور ہزار
ابلیس کہتی ہی ٹھیک ہے جسکا سننا اونکی جگر کو خون اور چونہ در چون کرتا ہی کہ جس سی ہر شخص جیتا ہی اور ہزار

چون وچرا کرکے چون چون کرتا ہی الحاصل جب دو حدیثین متناقض و معارض یکدگر ہوتی ہین تو اقوی پر
عمل کرتے ہین اور اقوی ہماری نزدیک بجہت رواۃ اور بجہت مجمع علیہ ہونیکی اور بجہت مخالفت عامہ
کے وہی روایات انکار ہین پس اگر معارض کو ہم اقوی نہ کہین تو لا اقل مساوی کہین گے جب بھی حکم
اذا تعارضا تساقطا بموجب حکم موچی صاحب کے جاری ہوگا اور قاعدہ اصولیہ الاصل فی الحوادث العدم
دلالت اوپر عدم ثبوت کے کریگا بہر کیف کسی حدیث مین و لو کان ضعیفا بنت فاطمہ نہین ہی اور مجموعہ
درمیان ہماری اور اہلسنت کے یہی ہی **قولہ** خاص بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تہین **اقول**
بموجب آپکے ارشاد لغویت بنیاد کے ہم یہ تو سمجھے کہ عام بیٹی فاطمہ کی نہ تھین بلکہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ
کی تھین لیکن جو دلائل آپ نے ذکر فرمائے اسمین تو کہین نہ فاطمہ ہی نہ فاطمہ کے بیٹی کا ذکر ہی ہم خاص
بیٹی کہان سے سمجھین دعوی تو اس شد و مد سے کیا مگر دلیل ندارد اب ہم کہتے ہین کہ آپکا دعوی محض
غلط ہے ہرگز خاص بیٹی حضرت فاطمہ کی نہ تھین دلیل تحقیقی اسپر ہمارے لیے احادیث آئمہ کرام علیہم السلام
ہین کہ اونمین سے ہی حدیث جعفر صادق علیہ السلام کی ہی کہ فرمایا کہ جو لوگ ایسا کہتے ہین وہ در غلو
ہین اور راہ راستی سے کج ہین جیسا کہ خود مخاطب فی قطب راوندی علیہ الرحمہ سے اسی قول کے آخر مین
نقل فرمایا ہے اور یہ روایتین مجمع علیہ ہماری اصحاب کے ہین اور مخالف عامہ ہین پس واجب العمل
ہونگے اور جو روایت اسکے مخالف ہوگی تو بسبب مجہول السند ہونیکے اور خلاف مجمع علیہ
ہونیکے اور موافقت عامہ کی یا مطروح یا محمول علی التقیہ یا ماول ہے اور دلیل الزامی ہماری
اولا قول شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ میسر وقہ مین ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ یہ متواترات سے ہے کہ
زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین قتل ہوا اور اوسکی مان ام کلثوم بھی اوسکی ساتھ ہی مری اور اوسپر عبداللہ
بن عمر اور امام حسین نے ملکر نماز جنازہ پڑہی اور موچی صاحب بھی تواتر کے مدعی ہین اور عہد
معاویہ کا یہ واقعہ فرماتے ہین اب بندہ کہتا ہی کہ یہ بھی متواترات سے ہے کہ جو خاص بیٹی فاطمہ
کی ہین امام حسین کی تھین وہ معرکہ کربلا مین موجود تھین اور آپ کے علما نے اونہین کی زبانی
مرثیہ مدینتہ جدنا لا تقبلینا فبالعبرات والحسرات جینا نقل کیا ہے اسپر کل اہل تواریخ کا اتفاق ہی

دلیل تحقیقی بر عدم النکاح

دلیل الزامی بر عدم النکاح

مثل روضۃ الشہدا اور روضۃ الصفا و حبیب السیر و مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحاق
وغیرہ کے بیانات کہ تحریر الشہادتین سلامت اللہ شرح سر الشہادتین
شاہ جی دہلوی مین بھی مکالمات ام کلثوم با ابن زیاد عنید و با یزید پلید موجود ہین پس ان دونو خبرہائی
متواتر سے ثابت ہوا کہ وہ ام کلثوم جسکا بیٹا زید بن عمر تھا خاص بیٹی فاطمہؑ کی نہ تھین اور خود انہاری
علما کی تصریح اسپر ہے کہ زید بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا و قدمر ثانیاً دلیل
اسپر وہ ہے جو بعض فضلائی کرام اعلی اللہ مقامہ سے فخر الدار المقام نے ایک رسالہ مین لکھی ہے اور وہ
مستند وصحیح تین صحاح کتب معتبرہ اہل سنت مثل صواعق محرقہ وغیرہ سے ہین کہ اون سب روایات سے
صغر سنی ام کلثوم منقولہ بعمر ثابت ہے بلکہ بعض مین سن چار برس کا یا درمیان چار یا پانچ برس کے ہے
اور راوی اپنی ہے کہ سن شریف حضرت عمر وقت خطبہ یعنے درخواست نکاح ساٹھ برس کا تھا
منہا ما فی الصواعق قال صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا و بانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال
ما اردت الباہ ولکن سمعت رسول اللہ یقول کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ ما خلا سببی و نسبی
یعنے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ عمر نے درخواست ام کلثوم کی علی سے پس عذر کیا انھون نے صغر سن
کا اور یہ بھی عذر کیا کہ مقرر کی ہے مین نے اسکی نسبت اپنے بھتیجے ابن جعفر سے پس کہا عمر نے کہ
مین خواہش کی راہ سے نہین چاہتا مگر مین نے سنا ہے رسول خدا سے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہے
روز قیامت سوائی میرے سبب و نسب کے اور کتاب ذخائر العقبی مین ہے فاقبل علی وقال انہا صغیرۃ
فقال عمر لا واللہ ما ذلک بک ولکن اردت منعی یعنی عمر نے درخواست ام کلثوم کی پس آئے علی اور کہا کہ
وہ صغیرہ الس ہے پس کہا عمر نے نہین قسم خدا کی ایسا نہین ہے بلکہ اس حیلہ سے تم چاہتے ہو کہ مجھکو باز رکھو
اس نکاح سے اور عسقلانی شارح صحیح بخاری سے منقول ہے ان علیا لما ابی عن نکاح ابنتہ بعمر و اعتذر
بصغرہا لم یقبل منہ ذلک العذر حتی الجأ ان یبعثہا الیہ فارسلہا الیہ فلما راہا عمر اخذہا و ضمہا الیہ وقبلہا یعنی
ہرگاہ انکار کیا علی نے نکاح سے اپنی بیٹی کے عمر سے اور عذر کیا صغر سن کا تو عمر نے اسکو قبول نہ کیا اور ملجا
او مضطر کیا علی کو اسپر کہ انکو دکھا دی پس علی نے اوسکو عمر کے پاس بھیجا پس عمر نے اوسکو لیکر اپنی چھاتی سے

لگایا اور اوسکے بوسے لیے اور ابن البر نے استیعاب مین لکھا ہے خطبہا عمر الی علی فقال انہا صغیرۃ الی ان قال
وضع یدہ علی ساقہا فکشفہ فقالت اتفعل ہذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم خرجت یعنی عمر نے خواستگاری
ام کلثوم کی اور علی نے کہا کہ وہ صغیرہ ہی یہانتک کہ جب علی نے اوسکو بھیجا تو عمر نے کشف ساق اوسکا کیا پس
کہا اوسنے کہ یہ کیا کرتا ہے اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو مین تیری ناک توڑ ڈالتی بعد اسکے عمر کے پاس سے وہ
فوراً چلی گئی پھر وہی صاحب استیعاب دوسری طرح سے روایت کرتا ہے ان عمر ابن خطاب خطب الی
علی ابنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا فقیل انہ ردک فعاودہ الی ان قال فارسلہا فکشف عن ساقیہا فقالت لہ لولا انک
امیر المؤمنین للطمت عینیک یعنی خواستگاری ام کلثوم عمر نے کی پس علی نے اوسکا صغرسن بیان کیا پس لوگون
نے عمر سے کہا کہ علی نے بہانہ سے تیری بات رد کی پس پھر کہا عمر نے یہانتک کہ لکھتا ہی کہ جب علی نے اوسکو
بھیجا تو عمر نے کشف ساقین کیا پس کہا اوس لڑکی نے کہ اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو وہ طمانچہ مارتی کہ تیری دونو
آنکھین پھوٹ جاتین اور انہین مضامین کے احادیث استیعاب اور اصابہ سی خود مولوی صاحب ازالۃ الغین
مین ناقل ہین اور اوسکا انکار نہین فرماتی بلکہ قبل صاحب ہو اور آخر ضم الصدر والتقبیل مین عذر صغرسنی پیش
کئے ہین اور حضرت عمر کی قسم کو واللہ ما ذالک بک ولا کن اردت منعی کو جھوٹھ ٹھہراتی ہین اور کتاب المودۃ
سے یون منقول ہی ان عمر بن الخطاب لما خطب ام کلثوم واعتذر علی بصغرہا الی ان قال وہی بنتہ اربع سنین الی مابین
الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرہا ومسح یدہ علی راسہا فجرد ساقہا فرفعت یدہا
وکادت ان تلطمہ قالت اولا انت امیر المؤمنین للطمت خدک یعنی عمر نے خواستگاری ام کلثوم کی اور علی نے عذر
صغرسن کیا یہانتک کہ کہا کہ وہ چار برس کی تھی یا چار و پانچ کے درمیان مین تھی اور عمر کا سن ساٹھ برس کا
تھا پس عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹھایا اور اوسکی چادر کو اوٹھایا اور سر پہ ہاتھ پھیرا پس کشف ساق کیا پس
اوسنے ہاتھ اوٹھایا اور قریب تھا کہ طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو تیرے منہ پر
طمانچہ مارتی انتہی اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی کی (۱۱) باب مین ہی ام کلثوم خطبہا عمر بن الخطاب
فی خلافتہ فامتنع علی من تزویجہا وقال ہی صغیرۃ وانی ارصدہا لابن اخی جعفر فشق ذالک علی عمر فقال العباس
زوجہا منہ فقد بلغنی عنہ کلام فزوجہ ایاہا یعنے ام کلثوم کی درخواست کی عمر نے اپنی عہد خلافت مین پس علی نے

انکار کیا اوسکی تزویج سی اور کہا کہ صغیرہ ہی اور مین نی اپنی بھتیجی کے لیئے اوسکو رکھا ہے پس شاق ہوا یہ انکار علی عمر پر پس کہا عباس
نی علی سی کہ عمر سی تزویج کر دو اوسکو اسلیئی کہ عمر نے اس بارہ مین جو بات کہی ہی اوسکی خبر مجھکو پہونچی ہی یعنی ایک فساد عظیم ہوگا اگر تزویج
نہوگی آخر علی نی تزویج ام کلثوم کر دی انتہی اور جناب امیر کا انکار اور عباس کا سمجھا کر نکاح کر دینا ذخائر عقبی مین بھی ہی بلکہ
اوسمین مشورہ لینا آنحضرت کا اس بارہ مین امام حسنؑ و عقیل و عباس سی بھی ہی و عقیل کا اس نکاح پر راضی نہونا اور جناب امیر
کو سختی جواب دینا بھی مذکور ہی اور صواعق محرقہ مین امام حسینؑ کا بھی انکار مثل انکار عقیل وقت مشورہ مذکور ہی الغرض ان
روایتون سی اور اسکی امثال سی کہ اہل سنت راوی اوسکے ہین اور شیعونکی نزدیک یہ کل افترا ات محضہ مین ثابت
ہی کہ مخطوبہ عمر چار سالہ یا پنج سالہ تھی اور حضرت عمر شصت سالہ تھی اور ہدایۃ السعداء دولت آبادی سی بھی ثابت
ہی کہ درخواست عمر سن شصت سالگی مین تھی اور دیگر کتب معتبرہ اہلسنت مثل استیعاب وغیرہ سی ثابت ہی کہ عمر سنہ ۲۳ ہجری
مین ساٹھ برس کے تھے اور سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین وفات پائی اور بیچارے بازی حیات کو ملک الموت سے
ہاتھون ہارے اور بمعرفت شجاع الدین ابو لولو اپنی مقر کو سدھارے اور اسماء الرجال مین ہی قتل عمر لاربع بقین من
ذیحجہ سنہ ثلث و عشرین و لہ من العمر ثلاث و ستون سنۃ یعنی قتل ہوی عمر ذیحجہ مین کہ چار دن ماہ مذکورہ مین باقی رہے تھے
سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین اور اوسوقت عمر ۶۳ برس کی تھی تو سنہ بیس ۲۰ ہجری مین عمر صاحب ساٹھ برس کی ہوئی اور یہ امر بھی اتفاقی
ہی کہ اوائل سنہ گیارہ ۱۱ ہجری مین وفات جناب رسالتمآب اور اوسی سنہ مین وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہما ہی اور
یہ بھی اتفاقی ہی کہ آخر اولاد جناب سیدہ حضرت محسن تھے کہ حسب اعتقاد بعض اہلسنت مثل نظام وغیرہ شہادت اون معصوم
کی ہنگام کارروائی خلافت ابوبکر ہوی جسکی صدمہ سی جناب سیدہ نی وفات پائی جیسا کہ ملا معین اپنی سیر مین لکھتی ہین
بہرکیف بنا بر اسکی ضرور ہے کہ ولادت حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ کہ حسب روایات سنیہ قبل ولادت رقیہ ہی سنہ سات
یا آٹھ ہجری مین ہوا اور بیس ۲۰ ہجری تک کہ سنہ خطبہ عمر ہے تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ برس ہوتی ہی اور اس سن کی لڑکی خصوصا ہاشمیات
مین صغیر السن نہین ہو سکتی اور شارح مواقف نے نام ام کلثوم کا بھی مثل علی اور حسنین کے گواہان فدک مین
لکھا ہے ہرچند حسنین اور ام کلثوم کی گواہی بسبب فرعیت کے روکی ہے مگر اتنا تو ثابت ہوا کہ ام کلثومؑ
لائق ادائے شہادت تھین اور اسی طرح محدثین معتبرین اہل سنت مثل محمد بن عبد بن احمد مقدسی اور شمس الدین محمد
بن محمد جزری وغیرہ جناب سیدہ سی بسلسلہ حضرت ام کلثوم روایت کرتے ہین جیسا کہ اسنے المطالب مین

مذکور ہی چنانچہ آخر سلسلہ روایت مین ہی عن ام کلثوم بنت فاطمہ بنت النبی عن فاطمہ بنت رسول اللہ چنانچہ
تفصیل اسکی عبقات الانوار مین ہی اس سی بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثوم وقت وفات جناب سیدہ
قابل تحمل روایت نہین بلکہ اقل لہ پانچ برس کی ہون اسلیئی کہ اس سی کم عمر والی شہادت اور تحمل
روایت علمائی اہل سنت جائز نہین کہتی اور سنہ بلوغ تک ۱۵ برس کی ہوئین پس چار اور پانچ برس کسی طرح صحیح
نہین ہوسکتی بنا براسکے قطعاً وحتماً ویقیناً وجزماً ثابت ہوا کہ ہرگز ہرگز خاص بیٹی فاطمہ کے مخطوبہ و منکوحہ
عمر نہ تھین اور جب بمضمون خاص بیٹی ہونیکا کہ نمبر اول کا دعوای مخالف تھا باطل ہو گیا تو اور دعوون کا
خدا حافظ ہے مخفی نرہے کہ جسطرح سے ان احادیث کو دلالت ہی اسپر کہ ام کلثوم مخطوبہ عمر خاص بیٹی فاطمہ
کی نہ تھین اوسی طرح دلالت ہے اسپر بھی کہ یہ تزویج جسکے اہلسنت مدعی ہین بخوشی خاطر جناب امیر نتھی
بلکہ جناب امیر کو اس سی انکار رہے تھا چنانچہ فقرہ فاعتل بصغرہا واعتذر بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ
ای عن نکاح ابنتہ وفامتنع علی من تزویجہا ولم یکن یقبل منہ ذلک العذر وما ذلک بک ولکن اردت منعی وقال
العباس زوجہا فقد بلغنی منہ کلام یعنی عذر کیا صغر سن کا اور عذر کیا منسوب کرنیکا اپنی بھتیجی سی ورنتھا کہ عذر
اونکا مقبول ہوا اور کہا عمر نے کہ یہ عذر جھوٹھا ہی اصلی باز رکھنی کے نکاح سی اور انکار کیا علی نے اپنی بیٹی کی نکاح سی
اور باز رہی تزویج سی یہانتک کہ عباس نی کہا کہ تزویج کردو ورنہ فساد عظیم ہوگا تب مجبوری تزویج ہوئی اس
بات کو خوب یاد رکھنا چاہیی کہ جوابات تسلیمی و فرضی مین بیکار آمد ہی اور جبکہ دعوی خاص بیٹی فاطمہ کے ہونیکا ان احادیث صحیحہ
سی باطل ہوگیا تو اب مین بعض مؤیدات وتنبیہات وشواہد دیگر کا ذکر کرتا ہون جو نہونے پر اس عقد کے دلالت کرتی ہین
ایک یہ کہ خود مصنفین اہل سنت ایسی روایتون کا جس سی ثبوت فسق وفجور وجبر وظلم حضرت عمر ہے
انکار کرتے ہین اور راویان روایات کو کاذب سمجھتی ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ
باب ۱۱ مین فرماتے ہین وذکر جدی فی کتاب المنتظم ان علیاً بعثہا الی عمر وان عمر کشف ساقہا ولمسہا
بیدہ قلت ہذا قبیح واللہ لو کانت امۃ لما فعل بہا ہذا باجماع المسلمین لا یجوز لمس الاجنبیہ فکیف ینسب
الی عمر مثل ہذا محصل یہ ہی کہ بعد روایت لمس وکشف ساق فرماتی ہین خدا کی قسم یہ امر بہت ہی قبیح
ہی کیونکہ اگر کوئی لونڈی ہوتی تو اوسکے ساتھ بھی حضرت عمر ایسا نکرتے چہ جائیکہ خاندان رسالت

کے ساتھ ایسا کرین اس لئی کہ زن اجنبیہ کے بدن کو چھونا باجماع مسلمانان حرام ہے پس کیونکر ایسے امور کی
نسبت کیجا سکتی ہی طرف خلیفہ صاحب کے انتہی اور ظاہر ہے کہ مدار اثبات نکاح تحقیقا اہلسنت کی
نزدیک ایسی ہی احادیث واہیہ باطلہ پر ہے اور جب وہ خلاف عقل ور باطل و کاذب ہوئین تو
ثبوت نکاح کہان سے ہوگا دوسری یہ کہ جو لوگ فضائل جعلیہ بکریہ و عمریہ کی باحادیث کاذبہ ظاہر کرنیوالے
اور فضائل واقعیہ جناب امیر کے چھپانے والے ہین یعنی اصحاب صحاح ستہ اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو اوسکو
سرسبد فضائل عمری کرتے خصوصا صحیحین والے کہ اونکو چھپانیمین فضائل علویہ اظہار فضائل بکریہ و عمریہ
مین تعصب ہی کہ حدیث غدیر ایسی صحیح اور متواتر خبر کو یعنی من کنت مولاہ کو کھا گئے ہر چند اور
صحیحون مین موجود ہی لیکن حدیث نکاح ام کلثوم کو کسی صحیح والے نے صحاح ستہ سی نہین لکھا اور علمای
اہلسنت نے کہا ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ مین نہین ہی وہ قابل اعتبار نہین بلکہ اگر صحیحین مین نہین تو قابل
اعتبار نہین ہی سی حدیث غدیر غیر معتبر ہوگئی تیسری کل احادیث نکاح ام کلثوم کے راویون کو گو
متعصبین موثق کہین مگر علماء رجال اونکو کذاب اور مفتری اور دجال کہتی ہین چنانچہ اول او
اقدم رواۃ زبیر بن بکار ہی کہ میزان الاعتدال ذہبی مین اسکو منکر الحدیث اور وضاع لکھا ہی اور ابن
حجر عسقلانی نے بھی اسکی روایت کی تکذیب کی ہی اور منجملہ رواۃ سفیان ہی کہ شرح شرح نخبۃ الفکر
ملا علی قاری مین اوسکو مدلسین مین لکھا ہی کہ تدلیس ابلیسی کرتا تھا اور عبدالرحمن بن زید ہی کہ جسکو ذہبی
زبان یحیی سی لیس بشی کہا ہی یعنی وہ کوئی چیز نہین ہی اور ابن اسحاق ہی جسکے بارہ مین علامہ ذہبی نے
کہا ہے کہ سلیمان تیمی نی اوسکو کذاب اور امام مالک نے اوسکو دجال کہا ہی بالجملہ حال رواۃ
رجوع کتب رجال اہل سنت سی ظاہر ہے پس اس خبر کذابین کا موضوع اور کاذب اور باطل ہونا
دلیل بطلان نکاح ہے قولہ اس امر کے ثبوت سے چند فائدے ظاہر ہوتے ہین **اقول** ثبت العرش
ثم انقش فایدے کسی شئی کے بعلت غائی ہوسکتے ہین اور وہ گو تصور مین مقدم ہی مگر وجود خارجی مین مؤخر
ہی آپنے مؤخر کو مقدم کیون کیا مناسب تھا کہ اوسکو اپنی تصور باطل ہی مین ہنی دیتی پہلے ثبوت
ماثبت علیہ الفائدہ کرتے تب فائدونکی طرف آتے جس سے کچھ فائدہ ہوتا ورنہ ابھی تو محض بیفائدہ ہی مگر یہ

فرمایئے کہ روز خلافت خلیفہ اول سی ہماری ہی عادت جاری ہی کہ ہم مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کردیا
کرتے ہین اسی سی تو علی کو خلیفہ چہارم بنایا ہی **قولہ** اول اس نکاح سی یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ باہم حضرت
علیؑ اور حضرت عمر فاروق کے کچھ عداوت نتھی **اقول** بفرض وقوع نکاح اسی قیاس پر ہم کہسکتے ہین کہ
درمیان رسول پروردگار اور کفار نابکار کے کچھ عداوت نتھی بلکہ نہایت دوستی تھی اگر دوستی نہوتی تو
حضرت پیغمبر اپنی بیٹیون کا وہ بھی وہ بیٹیان کہ جو اہلسنت کے نزدیک خاص صلب رسول اور حضرت خدیجہ
مادر بتول کے بطن سے تھین نکاح ابی العاص بن ربیع و عتبہ و عتیبہ ابنا ابولہب کے ساتھ نہ کرتے
اور اپنے دشمنونکو خاندان مین نہ لیتی اگر فرمایئے کہ اوسوقت دشمنونکو خاندان مین لینا بلاضرورت
جایز تھا تو ہم کہین گے کہ جب اوسوقت دشمنان ظاہر کو بلاضرورت خاندان مین لینا جایز تھا تو اوسوقت
مین دشمن باطنی یعنی ایک منافق کو بضرورت داعیہ خاندان مین لینا بدرجہ اولے جایز تھا ومن جاز
ذلک وانکرہ فعلیہ البیان تعجب ہے کہ حضرات اہلسنت خود اقرار کرتے ہین کہ درمیان عمر کے اور درمیان امثال
واقران عمر کے انقباض خاطر تھا اور ہرگز صفا فات نہ تھے اسی سبب سے طلحہ و زبیر و علی خلافت عمری پر راضی
نہ تھی جیسا کہ کنز العمال مین ہی اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین ناقل ہین کہ ابوبکر پر لوگ معترض تھی
کہ اس فظ غلیظ کو کیون خلیفہ کرتا ہے اور پھر دوسری جگہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ صحابہ ابتداء ہی خلیفہ
اور فکر شکست خلافت سے ببرکت صحبت نبوی باز رہے مگر کبھی خالی انقباض خاطر سے نہ تھے
اور اسی سبب سی چندان اہتمام نصرت خلیفہ جی مین نہ کیا انتہی محصلاً ہمارے مخاطب صاحب بیان فرماتی
ہین کہ کوئی عداوت فیما بین نتھی بلکہ کمال محبت و اخلاص و اتحاد تھا صحیح مسلم مین حضرت عمر کو کاذب
وغادر و خاین سمجھنے کی حدیث تو موجود ہے علاوہ اسکے جو حدیث چھ مہینے کے بعد بیعت کرنیکی
اوسی صحیح مسلم مین ہی اوس مین مذکور ہے کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو اپنے مکان پر تنہا بلایا اور فرمایا کہ تیرے
ساتھ کوئی نہ آوے کراہتہ ان یدخل معہ عمر یعنے عمر کا آنا حضرت مکروہ رکھتے تھے یہ کیسا انکا
اتحاد تھا کہ ملاقات سی بھی کمال نفرت و کراہت تھی بالجملہ حدیثین نکاح ام کلثوم کے جو باہم کمال اتحاد او
خلت پر دلالت کرتے ہین اول تو پہلے ان سی ایک بھی صحاح ستہ مین نہین ہی کما اشرنا الیہ سابقًا دوسرے حدیثین

باہم بغض و عناد کی صحاح ستہ مین بلکہ صحیحین مین بکثرت موجود ہین اب اہل انصاف کہین کہ حدیثین نکاح کی جو کمال محبت پر دلالت کرتی ہین یا ذکو ہم صحیح جانین یا احادیث صحیحین کو جو کمال بغض پر دلالت کرتی ہین ہم انکو صحیح مانین ہم اب علمائی اہل سنت سے بطور استفتا پوچھتے ہین تاکہ درمیان خود و خدا اپنی اصول کے موافق جواب دین کیا فرماتی ہین علمائی اہل سنت و مفتیان ربع ملت اس مسئلہ مین کہ چند حدیثین خارج از صحاح ستہ معارض اور مخالف ہین احادیث صحاح ستہ کے بلکہ صحیحین کے آیا ہمین سے خارج والے حدیثونکو ہم صحیح جانین یا داخل والی کو بینوا توجروا طرفہ یہ ہے کہ جو حدیثین خارج از صحاح ستہ ہین انہین بجبر و اکراہ کے حدیثین مجمع علیہ محدثین اہلسنت ہین پھر سا تجبر و اکراہ کے دعوائی اتحاد سراسر لغو ہے **قولہ** دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے **اقول** بیان قضیہ مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو یا حقیقیہ نہین ہے کہ حاجت بہ تردید پڑی اور یا ئے مردّدہ لانیکی ضرورت ہو بلکہ شیعیون کا اعتقاد تو یہ ہے کہ بیشک منافق اور اس سے بھی بالاتر تھی ور نہین سکے اور انکے امثال کے شان مین حق تعالے نے اذا جاءک المنافقون نازل فرمایا تھا پس قضیہ حملیہ متعددۃ المحمول ہی خواہ بواو عاطفہ جامعہ خواہ بدون واو بطور خبر بعد خبر مثل ہذا احلو حامض ای مز فذالک کافر منافق مرتد اسے من الذین سے فی الدرک الاسفل من النار **قولہ** حضرت علی مرتضی شیر خدا غالب کل غالب **اقول** امنا و صدقنا وہ حضرت ایسے ہی تھے اگرچہ تم براہ تمسخر یہ و استہزا کہتے ہو سخر اللہ منکم و اللہ یستہزئ بہم و یمدہم سے فی طغیانہم یعمہون لیکن بحکم خدا ایسے تھے اور جسوقت حکم خدا نہوتا تھا اوسوقت عبد خاشع و خاضع للہ تھے خود فرماتے ہین قلعت باب خیبر بقوۃ ربانیۃ لا بقوۃ جسدانیۃ اور دیکھیے آپ کے شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** گہی بر طارم اعلی نشینم ٭ گہی بر پشت پائی خود نہ بینم **قولہ** اپنے پیاری بیٹی کا نکاح انکی ساتھ نکرتے **اقول** واقعی ہرگز نکاح نہین ہوا نہ اسکا تذکرہ آیا اور اگر بالفرض کوئی ضرورت شرعیہ ہوتی تو پابند شریعت نبوی ضرور کرتے **قولہ** اگر انکے ایمان اور عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہوتا **اقول** اس قیاس پر ہم کہ سکتے ہین کہ اگر کفار نابکار کے ایمان اور عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت پیغمبر کو نہوتا تو وہ کبھی انکو اپنا داماد نہ بناتے

حالانکہ وہاں بلا ضرورت شرعی بخوشی خاطر تھا اور بیان علی الفرض والتسلیم بجبر واکراہ بضرورت داعیہ شرعیہ تھا قولہ
تیسری اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیرؑ کو یا حضرت فاطمہؑ کو نہین
دیا اقول حضرت مخاطب نہایت سچ فرماتے ہین کہ اس نکاح فرضی سے جو بجبر واکراہ بضرورت داعیہ شرعیہ
ہوا حضرت فاطمہؑ کا نہایت درجہ خوش وخرم خلیفہ اول وثانی سے ہونا ثابت ہو گیا اب جتنی حدیثین صحاح
اہل سنت مین خصوصاً صحیح بخاری مین سات جگہ اور صحیح مسلم مین بھی چند جگہ غصب فدک کی موجود ہین اور
بعض مین وجدت فاطمہ اور بعض مین غضبت فاطمہ ولم تتکلم حتی ماتت اور بعض مین فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت
ای غضبت فاطمہؑ
ودفن لیلاً ولم یوذن بہا ابا بکر ہے یعنے جناب سیدہ فدک کے غصب کی بابت اسقدر غضبناک ہوئین کہ
مرتے دم تک ترک ملاقات کی اور ترک کلام کیا یہانتک کہ اپنی جنازہ پر انکی بھی روادار نہوئین اسی
باعث سے شب کو دفن کی گئین اور ابوبکر کو خبر تک نہ کی گئی یہ سب حدیثین جھوٹھی ہو گئین فقط ایک نکاح
فرضی سے جناب مولوی مہدی علی صاحب نے کل صحاح ستہ کو جھوٹھا کر دیا اے سنیون کے
بھائیو اے کنجڑی اور قصائیو آؤ اور ایک دمڑی کی دیا سلائی لاؤ اور ان جھوٹھی کتابون کو جلا دو
اور جب حضرت عثمان نے خدا کی سچی کتاب صادق جلائی تو تمکو جھوٹھی کتابونکی جلانے مین کیا عذر ہے
کیون صاحبو یہی انصاف اور دینداری کے معنی ہین ٹھہری ہی ایسی انصاف اور دینداری پر یہ حقیر
خدمت شریف مخاطب تحریر مین بصد ادب عرض کرتا ہے کہ جسطرح حضور نے خاص بیٹی فاطمہؑ کا
ہونا کتب شیعہ سے اپنی زعم باطل مین ثابت ہی کر دیا اوسی طرح اس نکاح فرضی کا بخوشی خاطر جناب امیر علیہ السلام
ہونا بھی ثابت کر دیتے تب اوسپر متفرع کرتے کہ جناب امیرؑ وجناب فاطمہؑ بلکہ جناب رسولخداؐ بلکہ خدا بھی اوسی
راضی تھا تو ہو سکتا تھا اوسوقت ہم قائل ہو جاتے کہ جناب رسولخداؐ کا لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ
اور خدا کا غضب اللہ فارین عن الزحف کو فرمانا یہ سب غلط ہی اس لئی کہ اس نکاح فرضی نے
جو بفرض روایات کاذبہ اہلسنت ہی کل قرآن وحدیث کو بتحقیق مولوی مہدی علی صاحب غلط کر دیا
قولہ ممکن نہ تھا اے قولا اس نکاح کا ہونا جایز رکھتے اقول اسیطرح ممکن نہ تھا کہ پیغمبر خدا بھی اپنی بیٹیون کو
بزعم اہل سنت کفار او منافقین کو دینا جایز رکھتے پس ثابت ہو گیا کہ پیغمبر خدا بھی کفار و منافقین

سی نہایت رضی تھی بلکہ خدا نے بھی انہیں کی شان میں رضی اللہ عنہم فرمایا ہوگا گردست جہان فروز قرآن سوز
حضرت عثمان سی شاید یہ فقرہ چلگیا **قولہ** ایسا شاہد عادل ہی **اقول** شیعون کے نزدیک شاہد کاذب ہی
مگر لاریب کہ شاہد دلفریب بصد زینت و زیب دلبر دلربائی اہلسنت ہی کہ فحول شیعہ کا ہمیشہ محل نظر
رہتا ہے **قولہ** کسی معاملہ مین ایسی دق اور زچ نہین ہوئے **اقول** الحق یعلو و لا یعلی

و لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا شیعہ کبھی کسی معاملہ مین دق نہین ہوئے بلکہ سنیون
کو ایسا دق کرتے ہین کہ اونکو تپ دق ہو جاتی ہے ایک ہی چھری مین سو ہزار سنیون کو بہکا
دیتے ہین کسی شیعہ سے آپ نے زچ ہونیکا اقرار نہ سنا ہوگا بخلاف سنیون کے کہ ہم اقراری ہین
اور اپنی زچ ہونیکا اقرار کرتی ہین دیکھیے اپنے بڑے محدث شاہ عبد الحق دہلوی صاحب
کو کہ شرح مشکوۃ شریف مین فرماتی ہین کہ مقدمہ باغ فدک بڑا مشکل مقدمہ ہی کہ بہت بعید ہے کہ
حدیث لا نرث و لا نورث کو فاطمہ زہرا نجانتی ہین اور اگر فرض کرین کہ نجانتی تہین تو جب حضرت
ابوبکر نے اونسے کہا تو اوسکی تصدیق کیون نکی اور مادام الحیات اونسی خفا کیون رہین اور
اگر جانتی تھین تو پھر ایسا دعوائی بیجا کیون کیا انتہی محصل کلامہ اسی طرح ہزارون مقام پر اپنے
دست پاچہ ہونیکی مقر ہین مثل حدیث اثنا عشر خلیفۃ و امیرا او اماما کہ فاضل رشید نے صاف
صاف لکھدیا اسکا مطلب حل نہین ہوتا معلوم نہین کون لوگ مراد ہین وغیرہ وغیرہ دیکھیے زچ
ہونا اسکو کہتی ہین نہ یہ کہ شیعہ جو ہر جگہ دندان شکن جواب دیتی ہین اور آپ اپنی بھائیون جلاہیون
دہنیے قصائیون کے فریب دینے کی لئے کہی جاتی ہین کہ شیعہ خوب زچ ہوئی سبحان اللہ
کسقدر آپ سچے ہین کیون نہو کاذبین غادرین خائنین کے مرید ایسی ہی ہوتی ہین بحمد اللہ
باقرار آپکے شیعون کا ہر جگہ غالب ہونا باستثنا اس بحث کے بخوبی ثابت ہوا انشاء اللہ
غلبہ الحق آپ لوگون پر یہان بھی ہویدا ہوتا ہے **قولہ** عبد اللہ ابن سبا کے زمانہ سی **اقول**
شیعون فی عبد العزی ابن ابی قحافہ کے زمانہ سے جناب قبلہ و کعبہ سنیان یعنے موچی صاحب
کے وقت تک اس معاملہ مین کیا کیا رنگ بدلے ہین اور کیسی کیسی اکاذیب باطل لا طائل گڑھی ہین

کبھی اپنی ام کلثوم خیالیہ کو بالغہ رشیدہ بتلاتی ہین اور زید بن عمر کو اوسکی بطن سی ٹہراتی ہین حالانکہ پیشتر ہمنے
چند کتب اہلسنت سی ثابت کردیا کہ زید بن عمر جنا ہوا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا جو ایام جاہلیت سے
خلیفہ کی جورو تھی نہ ام کلثوم دیگر کا اور کبھی ام کلثوم کو چار یا پانچ برس کی لڑکی بتلاتی ہین اور شصت سالہ عمر
مین یہ عقد کراتی ہین اور ہشتاد برس کی عمر مین عمر کو عنین ہوجانا بتاتی ہین اور کبھی اسی سات
آٹھ برس کی مدت اور سن مین لڑکی سی ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی پیدایش کے
قائل ہوتے ہین کبھی گلی لگانے اور بوسہ لینے اور ساق پاکھولنے کی بدولت عمر کو زانی بالیدین والعینین
بتاتی ہین کیونکہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے العینان تزنیان والیدان تزنیان والرجلان تزنیان کما
فی تفسیر الرازی کبھی خود علی کو جبرا و قہرا اسکا متکفل بتاتی ہین کبھی عباس سی یہ عقد کراتے ہین کبھی امام حسن
اور عباس سی اسکا مشورہ دلاتے ہین اور امام حسین اور عقیل کو اس سی بہت ناخوش بتلاتے
ہین بلکہ عقیل کو اس غصہ مین لاتے ہین کہ کلمات غیر مناسب اونکی زبان سی نکلواتے ہین جیساکہ ذخائر
العقبی اور صواعق اور ازالۃ الخفا سی ظاہر ہے اور کبھی بعد بہت حیلون کے اور عذرون کی ناچاری
وقوع اسکا ظاہر کرتے ہین کبھی بخوشی خاطر کہتے ہین اور بکمال خلت و محبت اوسپر متفرع کرتے ہین
غرض عجیب رنگ ہین عجب عجب گل بوٹے ہین بڑی بڑی کھیل بڑے بڑے تماشے ہین **قولہ** کسی نے
اس نکاح کے ہونیسے انکار کیا ہے **اقول** نسبت بنت حضرت فاطمہ کے حقیقۃً ایسا ہی ہے جمیعا
وفرادی سبھی منکر ہین نہ نسبت ام کلثوم بنت ابی بکر یا ام کلثوم دیگر **قولہ** کوئی ام کلثوم کے بیٹی نصفی
ہونیکا منکر ہوا ہے **اقول** اسکا کوئی منکر نہین ہی کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
و جناب سیدہ نہ تھین یا حضرت کی کوئی صاحبزادی اس نام کی نہ تھین باقی رہا حضرت ام کلثوم
بنت جناب سیدہ و جناب امیر کے زوجہ عمر ہونیسے سبھی منکر ہین حقیقۃً کوئی شیعہ اسکا قائل نہین اور
خود روایات اہلسنت سے بھی ثابت نہین **قولہ** کسی نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہی **اقول**
مراد وہ غصب نہین ہی جو سفاح ہو بلکہ غصب سی مراد نکاح جبری ہی کہ بلا طیب خاطر اولیا نکاح
واقع ہوا **قولہ** سل عن نکاح ام کلثوم اور پھر بھی فرضا و تنزلا ہی نہ حقیقۃً و تحقیقا باعتبار

فرض کر لیجئے تمہاری ہی احادیث کا ذ بہ کی کہ حسینین نے کر نکاح بجبر و اکراہ ہی نہ بخوشی خاطر حسب دلخواہ کما سمجھئے
قولہ کوئی بعد نکاح کے ہم بستر ہوئیں اقول تمہارے یہاں خود ہدایۃ السعداء میں خزانہ جلالیہ سے یہ
روایت ثابت ہے کہ صغر سنی میں ام کلثوم نے عمر کے گھر میں وفات پائی قبل از ہم بستری پھر شیعہ جو تمہاری
جواب میں تمہاری جوتی تمہارے سر پر مارین تو کیوں روتے ہو علاوہ بران یہ تقریر فرضی و تنزلی
شیعوں کی بنظر اون احادیث سنیہ کے ہے کہ سن یا وس مفروضہ لڑکی کا چار یا پانچ برس کا اور بڈھا کھوسٹ
ساٹھ برس کا تھا جو خود ہی بقول تمہارے اقرار کرتا تھا کہ انی لا ارید الباہ یعنی میں کسی طرح کی خواہش نہیں رکھتا
چنانچہ ایکدفعہ ایک لڑکی جو انکو پسند آئی تو اپنے نامزاد لڑکو نکو بلا کر کہا کہ یہ لڑکی تو بہت خوب ہے
مگر ہم کیا کرین کہ ذرا بھی قوت ہم میں نہیں تم ہی لوگوں سے کوئی اس مرغوبہ سے عقد کرلے قولہ کوئی کہتا ہی
کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم کے حضرت عمر کے پاس آتی تھی اقول یہ بھی فرضًا و تنزلًا ہی یعنی اگر بالفرض
نکاح عمر ہوا تو کوئی جنیہ شیطانہ بجوابہ شیطان تھی نہ بنت سید الانس والجان اور یہ بعینہ مثل و یسکی ہی کہ
امام علیہ السلام نے تفسیر بل فعلہ کبیرہم میں فرمایا ای فعلہ ان کانوا ینطقون یعنی بڑی بت نے سب بتوں کو
توڑا ہی اگر یہ بت گویا ہوں پس یہ قضیہ شرطیہ ہی کہ اگر بت ناطق ہیں تو بڑی بت نے توڑا ہے
اوسی طرح جسی بیان بھی مقصود یہی ہی کہ اگر نکاح ہوا تو جناب امیرؑ نے فلان مقام کی جنیہ بلوائی تھی جیسا کہ آئندہ
آویگا کہ محصل کلام امام علیہ السلام ہی یہی ہی کہ جناب امیرؑ کیا استبعاد تھی کہ کسی جنیہ کو اونکی صورت پر متشکل
کرتے لیکن حقیقت میں نہ نکاح ہوا نہ جنیہ آئی جیسے نہ بت ناطق تھے نہ کسر صنام فعل کبیرہم تھا اوسی
کلام بلاغت نظام مغز سخن کو نہ پہونچا اور جو خود سمجھا اوسنے بیان کیا جسطرح سے آیہ مزبورہ میں اہلسنت نے
مغز سخن کو نہ پایا اور اس بات کو ایک کذب کذبات ثلثہ ابراہیمی سی ٹھہرایا جیسا کے صحاح ستہ میں ناقل ہوئے
قولہ کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلی درجہ کے صبر کا نتیجہ کہا ہے اقول یہ بھی جواب بفرض و تسلیم وقوع
نکاح غیر واقع فی الواقع ہی قولہ کسی نے اسکو تقیہ پر ڈالا ہے اقول ہاں یہ بھی فرضًا و تنزلًا ہی اور چونکہ
صبر تقیہ تھا اور تقیہ بصبر پس ہر ایک کو وجہ جداگانہ قرار دینا عین حماقت ہی و اس سی بڑی حماقت یہ ہی کہ
ہر ایک جواب کو ایک ایک شخص کا جواب جداگانہ ٹھہرانا حالانکہ یہ کل جوابات کل شیعوں کی طرف سی بر تقدیر

فرض وتسلیم وقوع نکاح غیر واقع فی الواقع ہین یعنی ہم اگر اسکو فرض بھی کرلین تب بھی ہم سینکڑون بیس ہزار جواب دیسکتی ہین کہ
وہ وہین سگ بلقمہ دوختہ بہ۔ کما نشاہد اہلسنت معاویہ عاویہ عو عو کرینگے کسی تقریر سی تو اونکی دندان شکنی
ہوجاویگی **قولہ** ہر جال ہر شخص کا جدا ترانہ ہے **اقول** ابھی ہمنی بیان کیا کہ نہ کوئی جدا ترانہ ہے نہ جدا افسانہ
بلکہ سب جواب ایک ڈھنگ کے ہین کہ مبتنی بر تنزل وفرض وتسلیم ہین اور جواب اصلی حقیقی عدم ثبوت النکاح
بلکہ ثبوت عدم النکاح ہی ہان حضرت مخاطب کا عجب نیا ترانہ اور نیا فسانہ ہی کہ اونکے بے تال وسُر
کے نغمہ سرائی اور ترانہ سنجی سُن سُن کے تمام عالم کے عالم وجاہل قابو سے نکلے جاتے ہین اور گویا نبیذ
عمری کے نشہ مین آآکر ہر بن موسی صد تحسین وہزار آفرین فرماتے ہین **شعر** ایک ہم ہی تیری نخرون سی
ہنستے نہین صنم ہے کبک بھی تو قہقہہ زن کوہسار مین **قولہ** اب مین علمای شیعہ کے اقوال مختلفہ
بیان کرتا ہون **اقول** کل شیعونکی اقوال متفق ہین یہان اقوال مختلفہ کہان سی آئے سب یہی کہتی ہین کہ
جواب تحقیقی عدم الثبوت بلکہ ثبوت العدم ہے اور جواب فرضی تنزلی کی بیس ہزار توجیہین ہوسکتی ہین
کسی نے ایک دو پر اکتفا کی کسی نے دس پانچ بیان کین اسکو اقوال مختلفہ کہنا خوش فہمی مخاطب والاخطاب
ہی **قولہ** پہلا قول بعض متعصب شیعون نے اس نکاح کے ہونیسے انکار کیا ہے **اقول** کل شیعون نے
ثبوت سے اس نکاح کے انکار کیا ہے اور کسی نے اقرار نہین کیا چنانچہ شافی مین جناب سید مرتضی
نے اسکی طرف اشعار بھی فرمایا ہے کہ شیعہ وسنی مین ہمیشہ سی اس نکاح کے بارے مین اختلاف ہی وشیعون
نے اقرار کیا ہی کہ شیعہ منکر نکاح ہین مگر ہماری علمانی فرضا وتنزلا جوابات دندان شکن دیے ہین اور
اکثر علمانے اسی طریقہ پر اکتفا کی ہی بنظر اسکے کہ تقریر تنزلی چونکہ بفرض قول مخالف ہی ابلغ فی الالزام
واکد فی التبکیت والتوبیخ واشد فی الاسکات للخصوم ہوتی ہی کما لایخفی علی من لہ عقل سلیم وطبع مستقیم
قولہ اپنی ایک رسالہ مین لکھتی ہین **اقول** چونکہ حضور والا کادار ومدار صرف ازالۃ الغین کی چوری پر
ہی ورنہ بوجہ قلت فرصت یا عدم تحمل صعوبات اوسکا مطالعہ بھی من اولہ الی آخرہ نصیب نہین ہوا اسیوجہ سے
نہ آپ کو قایل کا نام معلوم ہوا نہ کتاب کا نام یا حضرت سنیے رسالہ کا نام تشیید مبانی الایمان ہے
جو بجواب البصارۃ العین مولوی حیدر علی لکھنؤی نے لکھا گیا ہی اوسکی مصنف مولوی سید باقر صاحب

ابن سلطان العلما جناب مولانا السید محمد صاحب قبلہ و کعبہ اعلی اللہ مقامہ ہین آپنی حیدر علی کی فریب دہی ہی اس رسالہ ور اس قول کے نسبت جناب قبلہ و کعبہ کے طرف کی ہی دیکھیے ہمین کی غلطیان آپکی ہوین اسلیئے کہ آپ سے نے نقل عبارت مین بھی خیانت اور چوتھا یہ کیا ہے کہ نام شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ کا جو اوستاد جناب سید مرتضی جناب ثراہ تھی نکال ڈالا ہے اسلیئے کہ چونکہ جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نی اپنی کتب مین فقط جواب تنزلی پر اکتفا کی ہی آپ نے بنا فہمی سے سمجھی کہ یہی جواب تحقیقی ہی اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے ایک رسالہ خاص مین جو کثیر الوجود اور اکثر کتب خانون مین موجود ہی اوسمین بشدومد انکار بلیغ کیا ہے اور مکرر نابکار زبیر ابن بکار کے جو اصل راوی اس حدیث کا ہی خوب ہی جتا دی ہی کہ کبھی وہ شقی کہتا ہی کہ علی خود متولی اس نکاح کے تھے اور کبھی متکفل وسکا عباس کو بتاتا ہے اور کبھی برضا و رغبت روایت کرتا ہی اور کبھی بجبر و اکراہ حکایت کرتا ہی غرض بمقتضائی آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد متناقض باتین بناتا ہے پیر اوسکا کلام سراپا ملام کب قابل اعتبار عند اولی الاحلام و الافہام ہوسکتا ہی بالجملہ اس انکار شدید کا چونکہ حضرت مخاطب کو کوئی جواب نہ سوجھا اسلیئے اصل عبارت رسالہ قبلہ و کعبہ مین اس نام نامی اور اسم گرامی کو ساقط کر کے فقط اسم سید مرتضی رکھ لیا اور جناب سید کا انکار کرنا ایک رسالہ جدا گانہ مین ہی لیکن وہ رسالہ بالفعل ہمکو تلاش سی نہین ملا مگر اوسکی بعض عبارات کو بعض متقین نی اپنی کتاب مین نقل کیا ہے اور وہ کتاب جناب مولانا السید حسن دام اللہ ایامہ کے پاس موجود ہے مع تحفہ و ضلع سارن مین موجود ہی کہ اوسمین جناب سید کی عبارت منقولہ مین الاولے انکار اصل الروایۃ لکھا ہوا ہے کیونکہ جناب سید کا کتاب شافی یا تنزیہ مین بنائی جواب او پر تقریر تنزلی و فرضی کے الزاماً للخصم رکھنا دلیل اسکی نہین ہی کہ کبھی انہون نی انکار اصل روایت سی نہ کیا ہو **قولہ** صحیح نہین ہی **اقول** بہت صحیح ہی اور آپکا کلام صحیح نہین اور آپکی دلیل بہت علیل اور آپکا دماغ بھی علیل ہی آپ اپنی دوا کیجئے شاید تنقیۃ الطائر فائدہ کر جائے **قولہ** دوسرا سید مرتضی رازی **اقول** یہی وہی شخص ہونگی تقلید سی کہ جسکے چوں تحقیق سی کوئی سروکار نہ تھا اور نہ صاحب تبصرہ شیخ مرتضی رازی علیہ الرحمہ ہین نہ سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ شافی و تنزیہ **اقول** ہان اسمین بنائی جواب او پر فرضا و تنزل کے ہے بنابر فرض اون

روایات اہلسنت کے جسمین وقوع نکاح بجبر و اکراہ موجود ہے اور اس سی لازم نہین آتا ہی کہ یہی جواب تحقیقی ہو
بلکہ یہ جواب الزامی ہی **قولہ** مجتہد صاحب کے قول کی تکذیب کے لیے پیش کرتے ہین **اقول** ہم بھی آپ کے
سچے پیش کرکے آپکو زیر کرتے ہین کہ اگر کہین اس عبارت مین تصریح اسکی ہو کہ یہ جواب تحقیقی ہی تو آپ سچے
ہین ورنہ حضور والا اکذب الکذابین اور مصداق علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ہین **قولہ** نے اسکو
عمر کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا **اقول** یہ بطیب خاطر قبول ہونا بنا بر فرض ہمارا رہے ہی روایتونکے
ہے جسمین مضمون جبر و اکراہ کا ہے **قولہ** نیز حضرت عباس نے بھی بخیال فتنہ و فساد سمجھایا **اقول** جن
لفظون کا یہ ترجمہ آپ فرما رہی ہین وہ لفظین جو عبارت آپنے نقل فرمائی اوسمین تو نہین ہین شاید یہ الفاظ حضور کے
الیف بطن کی تصنیف ہونگے معلوم نہین کہ اوس تصنیف شریف سی کتاب شریف مین کیون نہ درج کیے اور
اگر تھی تو ترجمہ مین کہانسے آگئی **قولہ** اس تحریر کو سید مرتضی کی **اقول** اس تحریر کے کسی لفظ کو دلالت
اسپر نہین ہی کہ یہ جواب تحقیقی ہی بلکہ یہ جواب علی الفرض والتسلیم الزاماً للخصوم ہی کما نبہنا سابقاً فان الجواب
التسلیمی اتم وابلغ الزاماً وتبکیتاً واسکاتاً **قولہ** اور بہت سی احادیث انہون نے اس قول کے ثبوت مین
بیان کیی **اقول** ہان بیان کیی ہین مگر سب مطابق احادیث سنیہ ہین کہ الزاماً للخصوم بیان کیی ہین اور یہ بدیہی
ہی کہ کوئی شخص خاص اپنی احادیث سی الزام خصم نہین دیسکتا گو اس حماقت مین شاہ صاحب دہلوی اور اونکے
والد ماجد گرفتار ہین اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ جناب اپنی مذہب کے اخبار احاد کو حجت فی العمل نہین سمجھتی
فضلاً عن الاعتقاد تو سنیون کے احادیث مکذوبہ موضوعہ مجعولہ کو کب قابل اعتقاد سمجھین گے یہی بات
ایک پوری دلیل ہماری ہی اسکی کہ جناب سید علیہ الرحمہ نے جو اس بارہ مین تحریر فرمایا ہی حتماً وجزماً و
یقیناً بفرض قول مخالف الزاماً للمخالف ہی نہ حسب اپنی اعتقاد کے اور جب بفرض قول مخالف بیان فرمایا
تو اس سی سمجھ لیا گیا کہ فی نفسہ وہ منکر وقوع نکاح فی الواقع ہین گو فرضاً وتسلیماً اوسکے وقوع کے وجوہ بیان کرین
چنانچہ اول دلیل اور برہان قوی اسکا کہ یہ جواب فرضی وتسلیمی ہی جملہ اخیرہ اوسی عبارت شافی کا ہی کہ جناب
سید بعد اس جواب تسلیمی کے فرماتی ہین وفی الخلاف فیہ مشہور یعنی اختلاف اس بارہ مین درمیان شیعہ سنی کے مشہور ہی جس سی
بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جناب سید نے محض بطور فرض وتسلیم جواب دیا ہی اور وجوہ عقلی سی عقد ہونیکو

مضر اہلسنت بیان فرمایا ہے اس سے کمال ظلم وتشدد خلیفہ دوم ظاہر ہوا ورنہ اسکی ضرورت نہین کیونکہ
اختلاف فریقین کا اس مسئلہ مین نہایت مشہور جسکی نہ لکھنی کی ضرورت ہی نہ بیان کرنیکی حاجت غرض شیعون کا
انکار اس عقد سے اور سنیونکی مخالفت اسقدر مشہور ہے کہ محتاج اظہار نہین اس لیے اون وجوہ انکار سے اور
اوسکی دلیلونکو نہ لکھا صرف جواب تسلیمی کے وجوہ بیان فرمائے کہ باوصف تسلیم ہماری مضر نہین واضح ہو کہ چونکہ
یہ جملہ مختصر تمامی تمہمات اہلسنت کو مثل ریح عاصف اڑا دیتا ہے اسوجہ سے مولوی حیدر علی نے خیانت کرکے نقل مین
خیانت کی اور اس جملہ کو نہین لکھا ہماری مخاطب جنہون نے شافی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی کفش دوز
کی صرفت مین گول کھا گئے ورنہ شاید اس لن ترانی سے تکذیب جناب قبلہ وکعبہ طاب ثراہ کا دعوی نہ کرتے
قولہ بیچارہ سید مرتضی حضرت عمر کے نکاح کا منکر نہین **اقول** بیچارہ موچی فیض آبادی کہانسے اتنی
لیاقت لایا کہ جناب سید رح کے کلام کو سمجھے آپکو اسقدر بھی نہین سوجھا کہ جناب سید مطابق احادیث
اہلسنت جبر واکراہ ثابت فرماتے ہین اور اوسی پر بنا کر کے جواب الزامی دیتے ہین اور آخر مین جواب
تحقیقی لکھتے ہین کہ واختلاف فیہ مشہور **قولہ** بلکہ اوسکا ہونا قطعی ویقینی جانتا ہے **اقول** کوئی امر الزاما فرض
کرلینے سے قطعی ویقینی نہین ہوجاتا اگر یقینی جانتے تو سنیون کے مطابق احادیث ذکر نہ کرتے بلکہ اپنی کوئی
حدیث بیان فرماتے اور بنا بر اپنی رائی کے کہ احاد کو مطلقا حجت نہین جانتے اوسکے تواتر کو بھی بیان
فرماتے واذ لیس فلیس **قولہ** برضامندی اونکی بیان نہین کرتا **اقول** بنا رضامندی کہنا بنا بر احادیث
اہلسنت کے ہے ورنہ اپنی اعتقاد کے بیان مین ذکر احادیث اہلسنت کی کیا ضرورت تھی **قولہ** اور
انکار وقوع اصل واقعہ سے دوسرا امر ہے **اقول** ہان دوسرا امر ہے مگر عدم ثبوت اقرار انکار
کی لیے کافی ہے اس لیے کہ ثبوت اقرار بنا بر فرض احادیث سنیہ کے ہے اور کل شیعہ کے نزدیک احادیث
سنیہ باطل ہین پس کل شیعہ منکر وقوع اصل واقعہ ٹھری ومنہم جناب سید علی اللہ مقامہ **قولہ** خود سید مرتضی
کی تحریر او خود اونکے والد ماجد کی تقریر سے غلط ٹھرا **اقول** نہ خود سید کے اور نہ اونکے والد کی تقریر
سے غلط ٹھرا جیسا کہ ہم مشرح بیان کیا البتہ خود مخاطب اور اونکے والد ماجد روحانی آغا حضرت
موچی صاحب کی تقریر ناسمجھی ونادانی سے غلط ٹھرا اسپر اس سے کیا ہوتا ہے کافر ہمہ رابکیش خود سید اند

قولہ سید صحیح ہی اقول کس قدر سے گیا سننے پہ پھوٹے منہ سے کیون نکلا کہ ہان بالکل صحیح ہے
قولہ چنانچہ منجملہ منکرین اس قصہ کے اگلے علمائے شیعہ مین ہی اقول لفظ اگلے دلالت کرتا ہے اسپر کہ متقدمین
علمائے شیعہ سے بہت سے لوگ منکر اس قصہ کے ہین کہ منجملہ اونکی قطب الاقطاب ہین اور جس قصہ کے علمائے متقدمین
شیعہ منکر ہوں متاخرین علمائے شیعہ برخلاف اونکی منکر ہو گئے ہوں ایک شاہد کافی وافی ہی اس بات پر کہ جن
متاخرین کو آپ قائل سمجھے ہین وہ سب بفرض تسلیم قول مخاصم قائل ہین نہ فی الواقع قائل ہین قولہ اور
ترجمہ اوسکا یہ ہے اقول اس حدیث کو جناب قطب راوندی علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق سے نقل کیا
ہے اور دلالت صریح کرتی ہی اوپر انکار وقوع نکاح کے اور اوس حضرت نے کل راویان حدیث وقوع
نکاح کو کاذب اور گمراہ از راہ راستی فرمایا پس یہ حدیث منافی و معارض حدیث اول فروع حسبت
مسالک سے ہے کہ جس مین نہ ذکر بنت علی ہی نہ بنت فاطمہ ہے اور اوسکی سند بھی ضعیف اور راوی بھی
مجہول اور دلالت اوسکی اوپر وقوع نکاح کے حقیقۃً نہین ہے بلکہ اگر ہے بھی تو فرضاً ہے جیسا کہ
عنقریب معلوم ہوگا پس معارض قوی کے سامنے ضعیف قابل اعتبار نہین ہے اور لا اقل فاذا تعارضا
تساقطا ہوگا اور حکم الاصل فی الحوادث العدم دلالت اوپر عدم ثبوت نکاح کے کریگا فلیکن ہذا آخر ما
ذکر قولہ سراسر باطل ہی ور بروایات آئمہ کرام نکاح کا ہونا ثابت ہی اقول حضور والا کا قول بالکل
از سرتاپا باطل اور حلیہ صدق سے عاطل ہی اور کسی روایت آئمہ کرام سے وقوع نکاح حقیقت مین
ثابت نہین اور اگر کسی روایت کو دلالت ظاہری ہی تو وہ مثل آیات و روایات تشبیہ و تجسیم کے
ماؤل ہی یا بسبب ضعف سند کے اور معارض قوی کے مطروح ہے قولہ چنانچہ ہم اسکو اوپر کئی احادیث
اور قصہ اور کلام سے ثابت کرتے ہین اقول تحفہ موچی صاحب اور رساطی صاحب نے ثابت کیا تم کیا
ثابت کروگے دیکھو پہلے سے کہی دیتی ہین کہ ہر جگہ منہ کی کھاؤ گے اور حضرت عمر کی فضیحتی کراؤ گے اور اونکی
مولود شریعت مین اونکی عدم لیاقت کا راگ گاؤ گے اور بعد بہت ناچنے کودنے کی سوائے ثلثہ کے کچھ نہ پاؤ گے

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

ثبوت نکاح ام کلثوم کا ساتھ حضرت فاروق کے پہلا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں
اس نکاح کا اقرار کیا ہے اور ان لفظوں سے اسکی صحت کا اظہار فرمایا ہی اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد دوسرا ثبوت شرایع جو مشہور کتب فقہ شیعہ سے ہی اوسکا شارح ابو القاسم قمی شرح شرایع میں جسکا
نام مسالک ہی صاحب شرایع کے اس قول کے نیچے کہ یجوز نکاح العربیۃ بالعجمی والہاشمیۃ غیر الہاشمی وبالعکس
فرماتا ہی کہ زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر کہ نکاح کیا علی نی اپنی بیٹی ام کلثوم کا ساتھ عمر کے تیسرا ثبوت ابو الحسن علی
بن اسماعیل شیعی اثنا عشری جنکی نسبت امام اعظم امامیہ کے خلاصۃ الاقوال میں فرماتے ہیں کہ وہی پہلا
شخص ہی جسنے موافق قاعدہ علماء کلام کے مذہب اہلبیت کے اثبات میں گفتگو کی ہی وہ بھی اس نکاح کے ہونیکا
مقر ہی چنانچہ اوسکی اس قول کو قاضی نور اللہ شوستری نی مجالس المومنین میں نقل کیا ہی اور سہم ازالۃ الغین
میں اوسکو نقل کرتی ہیں اور از جملہ امور پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی است جواب داد کہ داون
دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و بزبان اقرار
بہ فضیلت رسول می کشود و دران باب مغالطت و قطاعت از نیز سطور بود چوتھا ثبوت مجالس المومنین
میں لکھا ہی کہ بعد وفات حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ام کلثوم کا دوسرا نکاح ساتھ محمد ابن جعفر طیار کے
ہوا اور نہاد عبارتہ محمد بن جعفر الطیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود پانچواں ثبوت تہذیب میں جو نہایت
معتبر کتاب حدیث کی مذہب امامیہ میں ہی لکھا ہے کہ حضرت عمر کی اولاد ام کلثوم کے بطن سے
ہوئی اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام زید بن عمر تھا اور یہ روایت بسند ائمہ کرام کے اس محدث
نے بیان کی ہی کہا قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال
ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم
یورث احدہما من الاخر وصلی علیہما جمیعا چھٹواں ثبوت قول سید مرتضی کا جو شافی اور تنزیہ الانبیاء
میں لکھا ہی وہ جسکو کشمیری نے اپنی کتاب تہہ میں بجواب تحفہ کے اور مجتہد صاحب نے مواعظ حسینیہ
میں نقل کیا ہی اور جسکا ہم اوپر بیان کر چکے انہ علیہ السلام ما اباح عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد

ساتوان ثبوت کتاب کافی مین ملا یعقوب کلینی لکھتے ہین کہ کسی نے امام جعفر صادق سے اس نکاح کا حال پوچھا آپ نے جواب دیا کہ یہ اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہم اہلبیت مین سے غصب کی گئی ہے آٹھوان ثبوت مصائب النواصب مین لکھا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہ نکاح جبر و اکراہ سے ہوا غرضکہ روایت نکاح حضرت ام کلثوم شیعون کی کتب احادیث اور اخبار اور فقہا و کلام مین اس کثرت سے مذکور ہین کہ کسی طرح اوس سے انکار نہین ہو سکتا اور ایسی متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہین سکتا اہل انصاف اس فرقہ کے تعصب عناد کو دیکھین اور انکی کج بیانی کو ملاحظہ فرماوین کہ باوجودیکہ خود ہی آئمہ کرام علیہم السلام سے اس روایت کی صحت کا اقرار کرین اور اپنی احادیث کی کتابون مین سنداً اوسکو روایت کرین اور اپنی فقہی مسائل کا اوس سے استخراج فرماوین اور نہ ایک شخص بلکہ خلفاً عن سلف و اباً عن جد بطور میراث کے اس روایت کی صحت بہ سند صحیح نقل کرتے آوین اور اوسکے توجیہات سے سیکڑون ورق سیاہ کرین اور پھر بھی بعض حضرات غیرت اور انصاف کو چھوڑ کر بیساختہ اس روایت کے غلط ہونیکا دعوی کرین اور اصل واقعہ کے منکر ہو جاوین اور یہ نہ خیال کرین کہ اگر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح مین حضرت عمر کے رہتین اور کسی کو خبر نہوتی اور اوسکی شہرت بدرجہ تواتر نہ پہونچتی تو شاید کوئی موقع انکار یا تکذیب کا ہوتا لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزای خانۂ فاروق ہوئی ہون اور تا حیات اونکے اونکے نکاح مین رہی ہون اور اونسے اولاد بھی ہوئی ہو اور اونکی بیٹی کا نام بھی زید بن عمر خطاب رکھا گیا ہو اور بعد حضرت عمر کے مرنیکے اونکا نکاح جعفر طیار سے ہوا ہو تو ایسے متواتر اخبار کو کون چھپا سکتا ہے اور آفتاب روشن کو کفن سے کون پوشیدہ کر سکتا ہے ہمنے یہ جو کچھ بیان کیا اس مین اپنے علما کے قول کو نقل کیا ہے نہ اپنی کتابون کے سند لائی ہین جو کچھ حضرات شیعہ نے فرمایا اور جو کچھ اونکی محدثین اور علماء نے تحریر کیا وہی ہمنے نقل کیا اور اسی سے ثبوت نکاح کا دیا پس اگر باوجود اس ثبوت کے بھی کوئی اس نکاح سے انکار کرے تو وہ تواتر کا منکر ہے

بقول التمسک لولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

حضور والا کیا جلد بات کو بھول جاتی ہین ابھی تو ماشاء اللہ سن خرافت کو بھی نہین پہونچے اسقدر نسیان

کیوں غالب ہو گیا یہ خیال کسار رکھیال انکسار عرض پرداز ہی کہ حضور نے ابھی تو ابتدائی بحث میں فرمایا تھا کہ
خاص بیٹی فاطمہ کی تعین مگر آپکے دلائل میں نظر کرنے سے خاص بیٹی علی کا ثبوت بھی نہیں نکلتا خاص بیٹی فاطمہ کا
ثبوت کیونکر ہوگا چنانچہ اول دلیل آپکی جسکو سر سید دلائل آپ نے ٹھیرایا ہی خاص بیٹی فاطمہ کا دعوی کر بلکہ خاص
بیٹی علی کا نفی کرتی ہیں جیسا کہ ابھی آپکو معلوم ہوا جاتا ہے قولہ پہلا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین
میں اس نکاح کا اقرار کیا ہے اقول حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ کتب احادیث اور فقہ اور کلام سے
ثابت کرتے ہیں یہ کتاب مجالس نہ کتب احادیث سے ہے نہ فقہ و کلام سے بلکہ کتب رجال سے ہی بہت اچھا
یہی سہی جو آپکے دعوے کا ثبوت کردی واقعی انکے نزدیک قولہ اقرار کیا ہے اور ان لفظوں سے صحت کو اظہار
فرمایا ہے اقول ہاں حضور اقرار بھی ہی اور صحت کا اظہار بھی ہی اور سچی صاحب اور اونکے
چیلوں کا اسی پر افتخار بھی ہی اگر عقل کا فتور اور فہم کا قصور ہی کہ اقرار فرضی کو اقرار حقیقی بتاتے ہیں اور انکار
حقیقی کو اقرار فرضی ہی ثابت کرتے ہیں بیان واضح اسکا یوں ہی کہ نبی کو عثمان کے تئیں دختر دینا ایک امر فرضی
ہے اور نکاح علی کا عمر کے تئیں دختر دینا بھی فرضی ہی اسلئے کہ شیعوں کے نزدیک سوائی جناب سیدہ کے
کوئی خاص بیٹی پیغمبر کی نہ تھی اور بیٹیاں کہار اور منافقین کو دیگئیں انمیں کوئی بیٹی حقیقی نہ تھی بلکہ سب بیٹیاں
مجازی یعنی ربائب اور تربیت کردہ رسول اللہ تھیں اور اسپر استدلال کیا ہے شیعوں نے ساتھ
قول جناب امیر علیہ السلام کے تفسیر عیاشی آیت انی ہذا بحیلہ ابنتاہ و صہر امین کہ اسرا ہیم کو خداوند تعالے نے
خاص میرے واسطے کیا ہی کہ میں ہی نام نسب و صہر رسول اللہ ہوں اور جو کوئی دوسرا صہر رسول
ہی وہ کذاب ہیں اور رضا لیس فی الدین ہی ہی تب تو غرض اس کلام بلاغت نظام سے جناب علامہ شوستری کی
یہ ٹھیری کہ تمنی فرض کیا بنا بر تمہارے عقیدے کے کہ ولی نے اپنی دختر ایک منافق کو دی تو کیا قباحت ہی
کہ بنا بر تمہارے عقیدے کے نبی نے بھی اپنی دختر ایک منافق کو دی تھی اور بنا بر اعتقاد شیعہ نبی نے
دی نہ ولی نے دی اور لفظ اگر جو اسکے قول میں ہی کہ اگر نبی دختر بعثمان داد مبداء اخیلی اسی مطلب کو
پکارتا ہے اسلئے کہ یہ لفظ موضوع واسطے فرض کی ہی اور یہ فرضی اقرار دلیل ہی اوپر حقیقی انکار
کے ورنہ بنا اوسکی اوپر امر فرضی کے رکھنا ایک امر لغو ہوتا ہی اور علی التنزل کہ سکتے ہیں کہ جیسا نکاح نبی کا

بیٹی مجازی عثمان کو دیگئی اسیطرح علی کی بیٹی مجازی عمر کو دیگئی کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہیں جناب امیر کی
کما قیل وقد مر پس اس عبارت سے تو خاص بیٹی علی کی ہونا بھی نہ ثابت ہوا خاص بیٹی فاطمہ کی کہاں سے نکلا حالانکہ
ابتدائی کلام میں اپنی خاص بیٹی فاطمہ سے فرمایا تھا خدا کیواسطے اتنو کچھ شرم کیجئے حیا سے عثمانی تو کام فرمائیے اور سر تو کاٹئے اور
اپنے اونٹ کی گردن پھاڑ کے پیچھے اسپے کسطرف گئے تھے سی خاص بیٹی فاطمہ کا دعوی کیا تھا کہ حضور کے دلیل مثبت دیکھ
کو شتر کیطرح اوڑا دیا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کفشین ندامت کی شامت کا عکس دو دو سی سر مبارک پر پڑگئی ہوگی یقین
ہے کہ بہت سی چوٹ لگی ہوگی آسیئے ذری آپکا سر سہلا دیں یا گرد جھاڑ دیں مگر پھر ایسا کام نہ کیجئے گا اور یہ بھی مناسب
ہے کہ کھلون اور ٹاٹ بافیوں کی طرف نجائیے گا اور انکی سجادٹ کو انہیں کے مریدوں کے لیے
چھوڑ دیجیے وانا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزہم ازا **قولہ** دوسرا ثبوت شرایع جو مشہور کتب فقہیہ
شیعہ سے ہے اوسکا شارح ابو القاسم قمی شارح شرایع میں جسکا نام مسالک ہے **اقول** ہے جو شرح کہ ہے
سے ہی دستیاب ہے الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا سے مولانا ابو القاسم قمی شارح شرایع میں نہ نام اونکی
شرح کا مسالک ہے مسالک جناب علی القاسم حضرت زین الدین شہید ثانی اعلی اللہ مقامہ کی ہے اور جناب
محقق ابو القاسم علی علیہ الرحمہ مصنف شرایع الاسلام ہیں نہ مولانا ابو القاسم قمی صاحب قوانین ابو علی
قمی بھی شرایع کی نسبت جناب محقق کیطرف کی ہے مگر شارح علام صاحب مسالک الافہام کا نام تو دریافت
کو بھی معلوم تھا فارسی عبارت اوسکی کچھ مجمل واقع ہوئی جس سے ہمارے مخاطب کو ل کہاں تک مغلطہ
میں پڑے ہیں مبتلا ہوئے **قولہ** فرماتا ہے کہ زوجہ علی بنت ام کلثوم من عمر **اقول** واہ رے انا سے کے
کاریگر صاحب آپ نے گھٹلی کی کاٹ چھانٹ یہاں بھی دکھائی اور سیاق اور سباق چھوڑ دیا
تا کہ لوگ دھوکھا کھائیں لیکن ان کہا دیں اور مکاریوں سے کیا کام نکلتا ہے مقصود شہید ثانی علیہ الرحمہ
کا یہ ہے کہ قول صاحب شرایع یجوز نکاح العربیۃ بالعجمی والہاشمیۃ بغیر الہاشمی رد ہے بعض علمای اہل سنت
کا جو کفو ہونیمین قائل بمساوات فی النسب بھی ہوئے ہیں اور اوسپر متفرع کیا ہے کہ ہاشمی غیر ہاشمی کا
کفو نہین ہے اور نکاح ہاشمیہ غیر ہاشمی کے ساتھ جائز نہیں پس جناب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ
بات تو خلاف اونہی اعتقاد کے کہو شیخ کہتا ہے حالانکہ تیرے اعتقاد میں یہ ہے کہ زوجۃ النبی ابنت

لعثمان وزوج ابنتہ زینب بابی العاص بن الربیع لیسا من بنی ہاشم وکذالک زوج علی ابنتہ بعمر انتہی یعنی تزویج کردیا پیغمبر نے اپنی بیٹی کو عثمان سے اور تزویج کردیا اپنی بیٹی زینب کو ابی العاص بن ربیع سے اور یہ دونوں بنی ہاشم نہین ہین اور اسیطرح سے علی نے اپنی بیٹی کو عمر سے تزویج کردیا یعنی یہ تینون تزویجین تیری عقیدہ مین ہوئین حالانکہ یہ تزویجین ہاشمیات کے غیر ہاشمیین سے ہین پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ کفاءت فی النسب شرط جواز نکاح ہے پس یہ کلام جناب شہید ثانی رح الزاما للخصم ہے کہ اوسکے نزدیک سب نکاح ہوئے ہین نہ بنا بر عقیدۂ شیعہ کہ اونکے نزدیک نہ نبی کی بیٹی عثمان و ابی العاص کو دی گئی نہ علی کی بیٹی عمر کو وعلی التنزل سے بیٹی مجازی نبی کی تھی ویسے ہی بیٹی مجازی علی کی بچی تھی یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر و مثلہ قدمر کیون حضرت بیان سے بھی حضور نا کام از مزخرفات ازالۃ الغین اور موچی صاحب بھی مصداق رجع بخفی حنین رہے **قولہ** تیسرا ثبوت ابو الحسن علی بن اسمعیل الی قولہ اس نکاح کے ہونیکا مقر ہے

اقول یہ بھی جواب فرضی و تسلیمی ہے لالزام المخاصم جیسا کہ سابق مین گذرا کہ اکثر علما نے بنائے جواب شیان اوپر فرض و تسلیم نکاح کے رکھی ہے کہ اونکی دندان شکنی کی لئے اسیقدر کافی ہے نہ یہ کہ فی الواقع بھی وہ مقر ہون تھے جناب شیخ ابو الحسن علیہ الرحمہ بہت حدید الطبع اور ذکی الذہن تھے مناظرہ مین ایسے جوابات برجستہ دیتے کہ دو باتون مین سینون کو بند کردیتے تھے چنانچہ ایک سنی نے انسے چند سوالات کیے منجملہ اوسکے ایک سوال یہ تہا کہ علی نے ابو بکر کے پیچھے کیون نماز پڑھی انہون نے جواب مین فرمایا کہ امام حقیقی تو خود وہ حضرت تھے اور جو امام پر تقدم کرتا ہے جماعت مین وسے کی نماز باطل ہوتی ہے نہ امام کی اور امام نے ابی بکر کے قد دراز کو محراب نماز مین بجائے ستون مسجد قرار دیکر نماز پڑھی اسی طرح اوس سنی نے چند سوالات کیے اور جناب شیخ مذکور نے جواب برجستہ دیئے آخر مین وہی نکاح ام کلثوم سے سوال کیا اگر جناب شیخ جواب بانکار دیتے تو مثل موچی صاحب کے اور اونکے چیلون کے وہ سنی بھی کچھ لغویات اوسکے اثبات مین بکتا تو بحث کو طول ہوجاتا پس جواب تحقیقی چھوڑکر جواب فرضی و تسلیمی دیا کہ جس سے فی الفور اوسکا منھ بند ہوگیا زق و بق بق نہ کرسکا **قولہ** اور ہم ازالۃ الغین سے اسکو نقل کرتے ہین **اقول** صاحب ازالۃ الغین نے کہ مبتلائے غشاوۃ العین ہے

نقل عبارت مین کچھ خیانت اور کچھ تصحیف بھی کی ہی اور ہم اوسکو مجالس المومنین چھاپۂ طہران سی بطور صحیح نقل
کرتے ہین فرماتی ہین کہ پھر اوس سنی نی پوچھا کہ چرا آنحضرت دختر خود را بعمر بن خطاب داد گفت بواسطہ آنکہ
اظہار شہادتین می نمود بزبان و اقرار بفضل حضرت امیر میکرد و دران باب اصلاح غلاظت و فظاظت
او نیز منظور بود و این معاملہ دشوار تر از ان نبود کہ حضرت لوط پیغمبر عرض دختران خود بر قوم کافر نمود
بمضمون آیہ کریمہ ہولاء بناتی ہن اطہر لکم الآیہ زبان مبارک میکشود یہ ہے اصل عبارت کہ جسکو حضرت
مخاطب اور ادنکی گروہ نی غلط سلط نقل کیا اظہار شہادتین می نمود بزبان یعنی اقرار فقط لسانی تھا تصحیف
جناب لفظ بزبان کو وزبان بنا کر متعلق بفقرہ مابعد کیا اور فقرہ اقرار بفضل جناب امیر میکرد اسکو
وزبان اقرار بفضیلت رسول میکشود بنایا اس احمق من الحنفیہ سی کوئی پوچھے کہ جسنے اقرار شہادتین
کیا وہ مقر فضیلت رسول ہو چکا پھر اس فقرہ سی کیا فائدہ ان تصحیفون سی ہمارے حضرت یہ فائدہ
سوچے کہ جواب باصواب نامربوط نظر آوے لیکن ان جعل سازیون اور روباہ بازیون سی کیا ہوتا ہی
جز خسر الدنیا والآخرہ کے کچھ نہین ملتا اب ہم توضیح اس تقریر دلپذیر کی کرتے ہین کہ مقصود اس عبارت
سے یہ ہے کہ ہمنی بقول تمھاری فرض کیا کہ جناب امیر نے ایسا کیا تو کیا قباحت لازم آئی اسلئی کہ
باتفاق ہماری اور تمھاری عمر زبان سی اظہار شہادتین کرتے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بنکے تھے
گوازراہ قلب تمھاری نزدیک وہ پکے مسلمان اور ہمارے نزدیک وہ پکے منافق تھی بہر کیف بمقتضی
شہادتین ہر گو منافق ہون ظاہر شرع مین احکام اسلام جاری تھی اور عہد رسول مین انسی مناکحات
مواصلت و مناکحت جاری تھی پس اگر جناب امیر نے بھی بطریقہ جاریہ فی الاسلام بعض منافقین سی مواصلت
اور مناکحت بخوشی خاطر کی تو کیا قباحت لازم آئی فضلاً عن کونہ بالجبر والاکراہ اور یہ فقرہ جو فرمایا کہ
اقرار بفضل حضرت امیر میکرد اس سی مقصود یہ ہے کہ ظاہر بظاہر ناصبی معلن بعداوت اہلبیت علیہم السلام
بھی نتھا کہ وہ بھی باتفاق امت خارج از اسلام ہے اور اقرار کرنا فضل جناب امیر کا عمر سے اور اکابر
سے کتب اہلسنت مین بکثرت موجود ہے حضرت ابوبکر ہمیشہ فرماتے تھے اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم
وعلی فیکم یعنے مجھکو چھوڑ دو مجھکو چھوڑ دو کہ مین بہتر تمھارے لیے نہین ہون جس حال مین کہ علی تم مین موجود ہین یعنی

فضل علی کے کہ یہ خلافت تھین ہی اور حضرت عمر نے بارہا فرمایا لولا علی لہلک عمر روز غدیر خم بخ بخ او ہنیالک
یا علی اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ کس ذوق و شوق سے فرماتے تھے اور یہی کتب اہلسنت مین موجود
ہی کہ حضرت عمر سے کسی نے پوچھا کہ جسقدر حضور التفات اور مراعات علی کی فرماتے ہین کسی کی طرف
حضور کے توجہ خاص ایسی نہین پاتا آپ نے فرمایا کیونکر نہو کہ وہ میرے مولا اور کل مومنین اور
مومنات کے مولا ہین چند یہ سب باتین لسانی تھین اور روز سقیفہ جب خلافت اپنی منظور تھی تو یہ سب
باتین بالائے طاق رکھدی گئین تھین اور بعد خلافت غصب کر لینے کے یہ اقرار زبانی جو ہوتا تھا فقط
اسلیے تھا کہ عوام الناس ناصبی معلن بعداوت اہلبیت علیہم السلام نہ کہین اور اسلام سے خارج
کر کے خلافت مین بٹا نہ لگا دین اور اکثر ان باتون کو اہلسنت اوپر ہضم نفس کے محمول کرتے ہین اور
شیعہ بھی اونکی ہضم النفس ہونے کے قائل ہین کہ بقول سیوطی مخصوص ہضم نفس سے یہ باطل کرتے ہین
بلحاظ متصل کلام بالاختصار ظاہر یہ ہوا کہ حضرت عمر نہ بظاہر مشرک تھے اور نہ معلن بعداوت اہلبیت
کہ جو صلاحت و صباحت اونکی نمایان ہو پھر کیا قباحت اس کلام فرضی مین ہی اور یہ جو فرمایا کہ وران باب
صلاح و فلاح علامات و فغانا فلت اور مشتغل رہو داس فقرہ کو بھی موجی صاحب نے کیسا مہمل کر دیا اور لفظ
صلاح کو تحریف کر کے لفظ شغلو کے تصحیف بلفظ مسطور کی نہین معلوم کہ اس نری استری کی کاٹ
چھانٹ سے ونکو کیا ملا مقصود اس فقرہ سے یہ ہی کہ جناب امیر نے اس نسبت مغفور ضمنہ کو بخوبی نمایان نہین شغلو
کیا بلکہ فظا غلیظا ہونیسے پیدا اکراہ ہی کیا اور افظ و اغلظ ہونا عمر کا جسکا مقتضی جبر و اکراہ ہی صحاح
اہلسنت سے ثابت ہی چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین ترمذی اور
مستدرک سے بھی روایت کرتے ہین ان ابا بکر اذ احضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف
علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ و اغلظ اور کتاب ملل و نحل مین بھی ہی کہ لوگ کہتے تھے ولیت علینا
فظا غلیظا یعنی جب وقت موت ابوبکر قریب آیا تب عمر کو خلیفہ کرنیکے واسطے بلایا تو لوگون نے کہا
کیا تو ایسا خلیفہ کریگا جو بہت بدخو اور بدمزاج ہو اور اگر تو اوسکو حاکم کریگا تو بدخو تر اور بدمزاج تر ہو جائیگا
اور ریاض النضرۃ مین بھی قریب اسی مضمون کے ہی اور تاریخ خمیس مین ہی کہ یہ مضمون اشتمال طلحہ

زبیر بھی جو عشرہ مبشرہ سے ہین اور کنز العمال مین ہے کہ علی اور طلحہ نے انکار کیا تھا مگر ابوبکر نے کسی کی نہ سنی
اور سب کا کہنا کہا بدی اور کیونکر سنتے کہ آپس مین پہلی ہی سے کہی ہوچکی تھی کہ تو مجھکو خلیفہ بنا دے مین بھی تجھکو
خلیفہ بنا دونگا سے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو اور جب فظ و اغلاظ ہونا حضرت عمر کا ثابت ہوا اور
وہی کا مقتضی جبر و اکراہ تھا پس حضرت امیر نے واسطے اصلاح غلاظت و فظاظت فظ غلیظ کے اور
واسطے دفع شر اوس موذی کے جبرا وقہرا نہ بخوشی خاطر اگر نکاح فرضی کو کیا تو اوسمین کیا قباحت لازم آئی
اور عمر کے لیئے اس نکاح جبری قہری مین کیا فضیلت ہوئی بلکہ بجائے فضیلت اونکی لیئے ہزار رذیلت لازم آئی کہ مثل
فرعون موسی کے فرعون آل محمد بھی جابر و قاہر و دستان خدا ہوا بعد اسکے جو فرمایا کہ این معاملہ و شوا تر
از ان نبود کہ حضرت لوط پیغمبر عرض دختران خود بر قوم کافر نمودے یعنی جب حضرت لوط پیغمبر نے نظر باصلاح
قوم و دفع شر و فساد کافران ظاہری و باطنی سے اپنی بیٹیونکے ساتھ خود درخواست نکاح کی تھی اگر جناب امیر نے بھی نظر باصلاح غلاظت
و فظاظت و رفع شر و فساد بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر اپنی فرضی بیٹی کو نکاح مین ایک منظہر الاسلام کے دیا تو کیا قباحت لازم آئی اور اوس
منافق منظہر الاسلام کیلیئے کیا شرف حاصل ہوا اصل کلام مقام یہ ہے کہ اہلسنت مدعی اسکی ہین کہ اگر شیعہ اس نکاح کا اقرار کرینگے تو ضرور ہے
کہ یا عمر کے ایمان کا اقرار کرین یا جناب امیر کے قائل فعل قبیح ہونیکا اقرار کرین ہم کہتی ہین کہ دونو باتین غلط ہین یہلیئے کہ ہم عمر کے
ایمان ظاہری کی جسکو معتبر با سلام کہتا ہین قائل ہین جیسا کہ کل منافقین کی حق مین قائل ہین اور اونکی ایمان حقیقی کے اور فاعل
فعل قبیح ہونا جناب امیر کا جب لازم آتا کہ حضرت عمر منظہر الاسلام ظاہری بھی نہوتے بلکہ ظاہر بظاہر مشرک
ہوتے اور مجمع علیہ بین اہل الاسلام ہے کہ وہ ظاہر بظاہر مشرک نہ تھی بلکہ شیعون کے نزدیک پکی منافق
اور سنیونکے نزدیک پکے مومن تھی پس اگر کوئی شخص کہے کہ گو درمیان منافقین اور مومنین کے مواصلت
و مناکحت جاری تھی مگر جناب امیر کو کیا ضرورت تھی کہ منافقون سے وصلت کرین تو ہم کہینگے کہ ضرورت
یہ تھی کہ دفع شر و فساد ایک باغی طاغی کا منظور ہوا اسی سبب سے رضامندی اس نکاح پر بجبر و اکراہ تھی نہ بخوشی
خاطر پس اگر کوئی کہے کہ جناب امیر کے نسبت جبر و اکراہ کا قائل ہونا استلزام اونکی ہتک حرمت کا ہے
تو ہم کہینگے کہ روایات نکاح بجبر و اکراہ تو سنیون ہی نے اپنی کتابون مین نقل کی ہین پس یہی لوگ خواہان ہتک
حرمت اپنی خلیفہ چارمی کے ہوئے اور شیعہ تو اسکی نافی یا تسلیماً فرض کرنیوالے اون روایات کی ہین

پھر حقیقۃ اہلسنت ہی گناہگار و تقصیر وار ہین جنہوں نے یہ روایتین جعلی بنائی ہین نہ شیعہ علاوہ اسکے لا نسلّم
کہ جو امر انسان سے بخوشی خاطر عمل مین آوے وہ خواہ مخواہ موجب ہتک ہوگا اگر بائیکاح
درمیان مین ہوتا تو اس احتمال کو کچھ گنجایش ہوتی لیکن باوجود فرض نکاح ایک ظاہر الاسلام سے اگرچہ
وہ منافق ہی ہو کسیطرح گنجایش اسکی نہین ہی اسلیے کہ ہتک یا نظر عامۃ الناس مین ہی یا نظر خواص مین
اور دونو شقین باطل ہین اس لیے کہ عوام تو یہ سمجھے تھے کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی ایک بادشاہ وقت
کو جو سب مسلمانونکا افسر ہی بیاہ دے ہے اور اہل دنیا بادشاہون سے رشتہ داری کر نہین اپنے
چند پشت کا شرف جانتے ہین چنانچہ خود حضرت عمر نے اپنی صاحبزادی ثیّبہ فرسودہ کو کس ذوق و شوق
بیش از بیش سے خدمت رسولخدا صلعم مین پیش کیا تھا حالانکہ خلیفہ صاحب کے ان پیش بندیون اور
دور اندیشیونکو عقلا خوب سمجھتے ہین بلکہ بعضے جلے بھنون نے تو صاف صاف کہدیا ہی سے
ڈھولا دیا بیٹی کو خلافت کے واسطے ورنہ اسکا ناظرین تواریخ پر مخفی نہین ہی کہ رسولخدا کو ان ذات شریفہ
کی طرف میلان خاطر نتھا مگر حضرت عمر کے اصرار چند بار سے بمروت عمر نہ برغبت امر و کر ذات شریفہ کو
رکھلیا اور اس کیا دہ نے بھی آخر وہ کیا کہ حضرت نے غصہ مین آکر طلاق بھی دیا اور گھر سے نکالدیا کما
فی الیقہا دی ما تکبیر پر گیئت عوام کے نزدیک تو کوئی شائبہ ہتک بھی نہین ہوسکتا باقی چند خواص کہ جنکے
نزدیک نفاق عمری حتماً و جزماً بسبب غصب خلافت و غصب فدک و دیگر امور کے ثابت تھا وہ خوب
سمجھتے تھے کہ یہ فعل جناب امیر کا بغرض دفع اضطراری بضرورت داعیہ شرعیہ تھا اور کل فعل
حرام بضرورت داعیہ حلال ہوجاتی ہین حتی کہ اظہار کفر کہ اوس سے بڑھکر کوئی حرام نہوگا وقت جبر و
اکراہ حلال ہوجاتا ہے جیسا کہ بحث تجوم مین بیان معنی آیہ وافی ہدایہ الامن اکرہ مین تفاسیر اہلسنت
کروا یہ صرف نسبت فعل حرام تا فضلا عن الفعل المستکرہ المباح وسیاتیک مزید ایضاح وافضاح
حتی یصیر الامر فے الوضاح کالصبح اذا لاح قولہ چوتھا ثبوت مجالس المومنین مین لکھا ہے **اقول**
صاحب مجالس نے اس روایت کو کتب اہلسنت سے لکھا ہے چنانچہ ابن عبد البر جو معتبرین علمای
اہلسنت سے ہین کتاب استیعاب مین ترجمہ محمد بن جعفر مین لکھتی ہین وہو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی

بعد موت عمر بن الخطاب جناب سیدؑ چونکہ نکاح عمری کو فرض کرکے بقول خود کہ اگر بنی دختر بشان داد جواب دندان شکن بیچکی ہین پہر اس روایت سنیہ کے نقل مین کوئی قباحت نہین ہی کہ صاحبان ادراک بموجب قاعدۂ کلیہ مقرر کردہ ائمہ کرام علیہم السلام سمجھ لینگے کہ کون امر اس مین قابل قبول اور کون امر نامعقول و غیر مقبول ہے اسلیئے کہ ائمہ علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ دع ما وافقہم وخذ ما خالفہم فان الرشد فی خلافہم یعنی جو قول کہ مطابق عامہ ہی اوسکو چھوڑ دے اور اونکے مخالف کو لے اسلیئے کہ راستی اونکی خلاف مین ہی الغرض اس روایت سنیہ مین مطابق شیعہ فقط فقرہ اولے ہے یعنے نکاح ام کلثوم کا ساتھ محمد بن جعفر کے ہوا اور فقرۂ ثانیہ یعنی بعد موت عمر پس چونکہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہؑ عمر سے شیعونکے نزدیک فی نفسہ باطل ہی جیسا کہ ہمنے ابتدا مین وسکی بعض دلائل کیطرف اشارہ کیا پس یہ فقرہ قابل قبول نہوگا علاوہ اسکے مبطل اس فقرۂ ثانیہ کے خود روایات تاریخی اہل سنت ہین کہ متفق ہین اسپر کہ انہین ام کلثوم کا نکاح ساتھ عون بن جعفر کے بھی ہوا گو اسمین اختلاف ہے کہ مقدم عون بن جعفر ہین جیسا کہ ازالۃ الغین اور سرور المحزون شاہ ولی اللہ اور اسماء الرجال اور اسد الغابہ اور اصابہ اور تاریخ خمیس وغیرہ مین ہی یا مقدم محمد بن جعفر ہین جیسا کہ ذخائر العقبی مین ہی کہ دارقطنی نے کہا ہی کہ ان محمدا تزوجہا اولا ثم عونا اور باتفاق علماء ثقات اہلسنت مثل ابن حجر و ابن عبد البر و صاحب ذخائر شہادت عون بن جعفر بمقام تستر عہد خلافت عمر مین ہوئی پس بعد عمر وہ عون کیا دوبارہ زندہ ہوئی کہ انسے نکاح قبل محمد بن جعفر یا بعد محمد بن جعفر ہوا اسی سے ثابت ہوا کہ فقرۂ ثانیہ اسکا یعنے بعد موت عمر محض غلط ہی **قولہ** پانچوان ثبوت تہذیب مین جو معتبر کتاب **اقول** کتب معتبرہ شیعہ مین کوئی کتاب ایسی نہین ہے کہ شیعہ کل احادیث کو اوسکے صحاح جانین بلکہ صحاح اور حسان اور ضعاف مین تمیز کرتے ہین اور اقوی کو واجب العمل اور غیر اقوی کو مطروح یا ماول کرتے ہین کما لا یخفی علی من جاس خلال ہاتیک الدیار برخلاف سنیونکے کہ اپنی صحاح کو خصوصاً صحیح بخاری کو ایسا بڑھاتی ہین کہ اگر کوئی سنی تعلیق طلاق اپنی جورو کی اوسکی صحت احادیث پر کرے تو واقع مین وہ مطلقہ ہوجائیگی اور لیاقت اسکی بہم پہونچائیگی کہ اگر کسی شیعہ کے سامنے مین در آئے تو وہ اوس سے لڑکے مثل عبد اللہ زبیر کے حلال زادے جنوا ئے خفا نہو جیئے گا فقرہ اولی معتبرین علمائی اہلسنت کا ہے اور فقرہ ثانیہ

ہمارا جانا ہوا ہے مطابق قول حضرت عبداللہ بن عباس کے کہ اہلسنت اونکو بہت معتبر سمجھتے ہین قصہ
اسکا صراحت حدیبیہ فی کسر شوکت عمر میں بیان اہل السنت عن بریدہ عوسجہ میں موجود ہی **قولہ** یہ روایت
بسند آئمہ کرام **اقول** اصل آل روایت جو بسند آئمہ کرام ہی وہ کتاب مطالب جواہر الکلام میں جناب
شیخ محمد حسن نجفی اعلی اللہ مقامہ نے یون روایت کی ہے ان ام کلثوم وابنہا زید بن عمر فی ساعۃ واحدۃ
الحدیث تکمین یعنی بنت علی ہی خواہر عمر الخطاب ہے پس جو روایت تمنے نقل کی ہی وہ ضعیف ہی
کہ اسکی قدام راوی کو بعضوں نے مقدوح ٹہرایا ہے یا محمول بر وہم و اشتباہ راوی ہی یا محمول ہی
اوپر کہ لفظ بنت علی کتاب ہی خطا ان الکلام ہے یا محمول بر الحاق و تسبیب نواصب لیام ہے جیسا کہ حضرت عمر
کا بہت ابنی صحاح استقام کے کلام سے کہ دو سو حدیثین صحیحین مین موضوع ہین یا محمول بر بنت مجازی علی ع
ہے یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر کہ وہ بھی بنت علی کہلاتی تھی کمامر پھر خاص بیٹی علی کی ہونیکا
ثبوت کس لفظ سے ہوا جیسا کہ اپنکو خاص بیٹی فاطمہ کی ثابت کرنی تھی حالانکہ اصل دعوی یہی تھا لیکن اس مقام پر
اگر آپ اوسکو باطل نہ کرینگی **قولہ** چھٹوان ثبوت قول سید مرتضی کا ہے **قولہ** جسکو ہم اوپر بیان
کر چکے **اقول** جواب اوسکا ہم بھی اوسکے نیچے داخل کر چکے ہیں تکرار ذکر و ذکر **قولہ**
ساتوان ثبوت کتاب کافی میں ملا یعقوب کلینی لکھتے ہین الی قولہ ہو اول فرج غصبنا **اقول** یہ
روایت اخبار احاد سے ہے جو اصول اعتقادیہ میں بکار آمد نہین اور نہایت ضعیف و مجہول ہے
کسی عالم نے علمای شیعہ سے اسکی تصحیح نہین کی ہی بلکہ تصریح اسکی ضعیف و مجہول السند ہونیکی کی ہی اور
فرمایا ہے کہ اسکے رواۃ میں ابراہیم بن ہاشم مجہول ہے اور روایت مجہول کی تصحیح باتفاق کل باطل
ہے اور قطع نظر اسکے یہ ارشاد ہی ساتھ اوس حدیث آوی کے جو خود مخاطب نے قطب راوندی
سے نقل کی ہی اسطرح ہی یا محمول بر تقیہ ہے یا ماول ہے بفرض نکاح لیکن تفصیل
اسکی پس اسطرح یہ کہ احادیث کثیرہ اہلسنت سے ثابت ہے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ ہوا اور بخوشی خاطر
نہین ہوا بلکہ صاحب منتہا نے دعوی اسکی کی ہی کہ یہ بات متفق علیہ شیعہ و اہل سنت ہے جیسا کہ عنقریب
آتا ہی تو اس صورت میں معنا جبر و اکراہ کا اور معنا غصب کا ایک ہی ہے اسلیئے کہ جو نکاح بجبر و اکراہ

اور پھر نکاح نظلم وجور صادق ہی بدیں وجہ کہ معنی غصب عرف لغت مین اخذ الشی ظلماً کے ہین کما فی القاموس اور
اخذ النکاح بالجبر و اخذ النکاح بالظلم مین محاورہ مین کوئی فرق نہین ہی کیونکہ تصرف ملک غیر مین بنا رضا مندی
مالک ہی اور یہی معنی ظلم کے ہین عند اہل السنہ بالجملہ بڑا فرق ہی درمیان اخذ الشی ظلماً بالنکاح اور درمیان
اخذ الشی ظلماً بالسفاح کے کہ اول مین نکاح فساق و فجار اور منافقین و کفار سے بلا ضرورت شرعیہ ناجائز
اور بضرورت شرعیہ جائز اور کسیطرح موجب ہتک حرمت نہین اور ثانی ہرطرح ناجائز اور موجب ہتک حرمت
اور یہ اگر کہا جاوی کہ حدیث مین فقط لفظ غصب ہی نہ نکاح غصب تو ہم کہین گے ابتدائی حدیث تو لفظ
نکاح ہی ہی یعنی سُئل عن نکاح ام کلثوم لیکن ثنا وہی اور اونکے چیلون نے دونو باتون مین بفریب وہی عوام
فرق نہ کرکے زبان درازیان کین فقطع اللہ لسانہم بما یعیش الناس حیث لم یفرقوا بین فعل الابرار و الاشرار
وشنعوا علی الاخیار بالعار و الشنار بغیر المصحح من الاخبار کما سیجئ تفصیل ذالک عنقریب فانتظر پس ہرگاہ مضمون
اس روایت کا مطابق مضمون روایات اہلسنت ہوا تو حمل علی التقیہ کو کون امر مانع ہی لیکن تفصیل تاویل
پس بعد اس تمہید کے ہے کہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام طبیب نفوس ہین پس بمقتضائے کلموا الناس علی قدر عقولہم
کے کاربند ہوتے تھے اور جواب ہر سوال مین وہی ارشاد فرماتے تھے جس سے تسکین سائل ہوجاوی پس
اگر سائل صاحب فہم ہے تو جواب حقیقی اور سخن تحقیقی سے اوسکا جواب تھا ورنہ جواب اقناعی پر اکتفا فرماتی
تھے کہ تسکین سائل کے لیے کافی ہوتا تھا جسطرح جسنے کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ خداوند تعالی بڑی چیز
کو چھوٹی چیز مین درلا سکتا ہے درحالیکہ دونو اپنی حال پر رہین یعنی بڑے چھوٹے نہو اور چھوٹی بڑی
نہو حضرت نے جواب حقیقی کے فہم کی لیاقت اوسمین نپائی اور جانا کہ اگر مین نہین کہونگا تو اپنی نافہمی
عجز جناب باری پر محمول کریگا اسلیے جواب مین فرمایا کہ تیری آنکھ کی پتلی کتنی چھوٹی ہی اور آسمان کتنا بڑا
ہی حالانکہ تیری آنکھ مین سماتا ہے سائل کی تسکین خاطر ہوگئی حالانکہ یہ جواب حقیقی نتھا بلکہ جواب حقیقی وہ
تھا جو جناب امیر نے دیا تھا یعنی فرمایا تھا کہ خداوند تعالی موصوف بعجز نہین ہوسکتا اور کون شخص
قادرتر اوس سے ہی کہ آسمان کو ایک آن مین مثل انڈی کے کرے اور انڈی کو مثل آسمان کے
کردے و اما الذی سألت انت فلا یکون یعنی لیکن جوبات تو نے پوچھی اوسمین صلاحیت و لیاقت کونیت

ووجود نہین ہی مقصود یہ ہے کہ عاجز وہی ہو شی ممکن ہو اوفاضہ وجود نکرسکے اور جو شی کہ محال ہی اوسکی عاجزیت
کا نقص ہی کہ قابلیت افاضہ وجود نہین رکھتی نہ نقص قدرت قادر علی الاطلاق اور کتب نجوم مین حدیث ابن ملقن مین
گذرا کہ جناب رسول خدا نے جواب سوال اعرابی مین جو سائل متی الساعۃ تھا اعددت لہا پر اکتفا کی اوراسیطرح یہ
جواب سوال ایسا ہوا کہ مین اکتفا کی اور کلام رست قنبر کا فر فلیشرہ بالنار حالانکہ یہ کوئی جواب حقیقی نہ تھا
اور علمائی اہلسنت نے کہا ہی کہ آنحضرت نے جواب حقیقی نفرمایا کہ مقصد ارشاد و سائلین و بیان اسلام تھا آمدم
بر اصل مطلب کہ اس مقام پر بھی امام علیہ السلام نے دیکھا کہ سائل نکاح ام کلثوم کے دلمین ہمینون نقش
اور مرتکز کردیا ہے کہ یہ نکاح کہ مستلزم حسن وخوبی عمر ہے ضرور بالضرور واقع ہوا تو اگر جواب تحقیقی جو
بعدم الوقوع کا ہے اسکو دیا جاویگا تو یہ سائل دین امامیہ سے پھر جائیگا اسلئے جواب کو مبنی اوپر
فرض وقوع نکاح غیر واقع کے کیا اور خیال حسن وخوبی عمر کو جو سائل لازم نکاح فرضی سمجھا تھا اسطرح سے
مٹایا کہ بفرض وقوع غاصب خلافت نے بمقتضائے غلظت اپنی ہم اہلبیت سے جبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر
یہ نکاح کرایا پس نہ غاصب خلافت اس نکاح مین بھی غاصب ہی پس یہ جواب امام علیہ السلام
جو بفرض قول سائل ہی اوپر وقوع نکاح واقعی کے دلالت نہ کریگا اور مرجع اس تاویل کا طرف تقدیر
شرط کے ہوا یعنے امام نے فرمایا کہ اگر یہ نکاح ہوا جیسا کہ سائل کا زعم باطل ہی تو غاصب خلافت
اس نکاح مین بھی غاصب ہوا پس اگر یہ نکاح ہوا شرط محذوف ہے اور غاصب خلافت غاصب
فی النکاح ہی جزا ہوئی شرط محذوف کی اور اگر کوئی کہی کہ کلام امام مین شرط کا محذوف و مقدر ہونا
خالی از استبعاد نہین ہے تو ہم کہینگے کہ یہ بات سچ ہے مگر بعید ہونا لازم معنی تاویلی ہی اگر بعید نہو
تو وہ معنی تاویلی کیون کہلائین بالجملہ معنی تاویلی کا انسان بضرورت قائل ہوتا ہے اور بلا ضرورت
کوئی معنی تاویلی کیطرف نہین جاتا ہے اور اہلسنت کے مجال نہین ہے کہ صحت مین اس قسم کے
تاویل کے کچھ چون وچرا کرسکین اسلئے کہ اس قسم کے تاویل ونکے علمانے بھی بجائے خود کی ہی
چنانچہ حدیث کاذب وغادر وخائن واثم ہونے ابوبکر وعمر مین جو صحیح مسلم وبخاری مین ہے
بعینہ یہی تاویل یعنے بحذف شرط کے ہے جیسا کہ امام نووی فرماتے ہین قولہ فاحکم بینی وبینہا

ہذا الکاذب اہ قال جماعۃ من العلماء معناہ ہذا الکاذب ان لم ینصف فحذف یعنے کاذب وغادر وخائن
وآثم جب ہے کہ اگر انصاف نکرے پس شرط ان لم ینصف کے محذوف ہی مقصود حضرات علمائی اہلسنت
یہ ہے کہ حضرت عمر کے قول مین بھی فرأیتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما شرط ان لم ینصف محذوف ہی یعنے
مجھکو تم ای علی وعباس ایسا سمجھتے اگر مین انصاف وعدل نکرتا پس حضرت ابوبکر وعمر کے کاذب وغادر و
خائن نہونیکے لیئے ان لم ینصف او ینصف کی شرط کو محذوف اور مقدر کیا پس ہمنی بھی بنظر اسکے کہ کلام امام مین خلاف واقع
لازم نہ آوی ایک شرط کو مقدر کیا پس انصاف نہین ہی کہ اپنی واسطے تو ایسی تاویل باطل ہو اور دوسرو نکے
لیئے باطل ہوجائی آنچہ برخود نہ پسندی بردیگران ہم مپسند بلکہ ہم کہتی ہین کہ ہماری تاویل بنظر سیاق وسباق کی بہت
مناسب ہی اسلیئی کہ ظاہر یہی ہے کہ سائل مستفسر وقوع وعدم وقوع نکاح نہتا ورنہ جواب امام بلا ولعم کافی تہا بلکہ منظور
سائل سوال از کیفیت صحت وعدم صحت اوس نکاح سے تہا جسکو اپنی زعم باطل مین واقعی سمجھتا تہا حضرت نے جواب
مین فرمایا کہ اگر نکاح ہوا تہا تو بجبر واکراہ وغصب ہوا تہا تو پہر اوسکی صحت مین اور غاصب کی شقاوت مین
کیا کلام ہے لیکن تاویل اہل سنت کی حدیث کاذب وغادر وخائن مین بنظر سیاق وسباق محض مہمل اور
بیجا اور بیمحل ہی اس لیئی کہ صدر حدیث مین مضمون منازعت علی وعباس ہی میراث رسولخدا مین جب عمر کے
پاس واسطے انفصال کے آئے تب عمر نے کہا کہ مین خوب سمجھتا ہون کہ تم دونو جنگ زرگری باہم کیے
آئے ہو مجھے الزام دینی کو اور پیشتر ازین ابوبکر کے پاس بہی گئی تہی مطلب تمہارا یہ ہے کہ مستحق میراث
دونو ہین نہ تم دونو اور تم دونو ہم دونو کو دعوای میراث رسولخدا مین کاذب اور غادر اور خائن
وآثم سمجھتے ہو اس مضمون کو عمر اور ابوبکر کے انصاف کرنے اور ظلم کرنیسے کیا واسطہ کہ اگر انصاف کرین
تو وارث میراث رسولخدا ہوجائین تو اب بھی جو کوئی بعد غصب حق کسیکی عدل وانصاف کرے وہ
وارث ہوجائیگا بڑے اندھیر کی بات ہے کہ غاصبین بوجہ انصاف لوٹ پوٹ کے وارث بنجاین
قطع نظر اسکے پیغمبر اور امام کا کلام محمل کہنا بنظر اسکے تہا کہ اگر جواب حقیقی صاف صاف دیاجاتا تو سائل
مرتد از دین ہوجاتا اسلیئے جواب ایسا دیا کہ محتاج تاویل ہوا حضرت عمر کو کسیکے ارتداد کا ڈر تہا جو
خود کو اور بیچارہ مردہ ابوبکر کو کاذب وغادر وخائن وآثم بحذف شرط کہا اور حذف شرط بغیر کسی وجہ کے

کوئی عاقل قبول نہین کرتا علاوہ اسکے ہم کہسکتے ہین کہ راوی کو کل حدیث محفوظ نہین رہی پس آخر حدیث کو
روایت کیا اصل یہ ہے کہ یہ ایک بات تھی کہ معتقد وقوع نکاح تھا اسی واسطے اثبات فضیلت
عمری کے واسطے یہ سوال کیا جناب حضرت نے جواب بعدم وقوع نکاح دیا لیکن اسنے نمانا اور وقوع
نکاح پر اصرار کیا جناب حضرت نے غصہ ہو کر فرمایا کہ اگر نکاح ہوا تو فضیلت عمری پر دلالت نہین کرتا اسلیے کہ
ہم کہتے ہین کہ یہ اول فرج غصبیت تھا سو یہ نکاح غاصب کے ظلم و جور و غصب پر دلالت کریگا نہ اسکی
فضیلت پر اور بعد التیا والتی یہ حدیث مین مذکور بنت علی ہی نہ بنت فاطمہ ہی حالانکہ دعوی خاص
بنت فاطمہ کا تھا اگر یہان پر تسلیم کرین کہ ام کلثوم ہی ہے پس کیون نہین جائز ہے کہ مراد ام کلثوم بنت ابی بکر
ربیبہ جناب امیر علیہ السلام ہو جو تربیت خاندان نبوت مین تھی اسی سبب سے فرجنا یا فرج لنا نہین فرمایا
باقی رہا اچھلنا کودنا مخاطب کا بتقلید سیالکوٹی صاحب اور موچی صاحب اوپر لفظ الغصب و فرج کے
پس یہ عقل ہیچمدان کی ہے اسپر تھوڑی اسی پر بلکہ تھوڑے وقت سے اپنی سزا کو پہونچ جاتے ہین فانتظروا
قولہ آٹھوان ثبوت مصائب النواصب مین لکھا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہ نکاح جبر و اکراہ سے
ہوا اقول مراد محدثین سے محدثین اہل سنت ہین اور بنائے جواب چونکہ الزاما علی الخصم ہے پس ضرور ہوا
کہ محدثین اہل سنت مراد ہون ورنہ الزام علی الخصم تمام نہوگا اور شیعہ محدثین اہل سنت کو محدثین [illegible]
سمجھتے ہین [illegible] کا مخالف نکلا حالانکہ حضور والا مدعی ہی سے کہ ہین الحمد للہ کہ دلائل تمامہ
اسکی [illegible] کے سامنے کا دھڑا کوئی [illegible] اور آپ کی اندھون کی طرح بہت ہاتھ پاؤن
مارے [illegible] کا مصداق ہوگئے آپکو اپنے عمر ہی کی قسم سچ سچ فرمائیے کہ جب
آپکے موچی صاحب اور سیالکوٹی صاحب کی پہیلیون سے لغویت ثابت کردے تو آپ کچھ شرمائے
یا نہین اگر فرمائیے کہ نہین تو ہم کہینگے کہ ضرور ہے دنیا مین کوئی باحیا تر اور باغیرت تر نہوگا کہ
جسکی ایک دلیل بھی درست نہو [illegible] ثابت نہو اور کسی دلیل مین نہ ذکر فاطمہ کے نہ ذکر بنت فاطمہ
[illegible] سے خاص بنتی فاطمہ کی کا اقتضا جو مثل گوز شتر اوڑا دیا آپ اس لغویات
[illegible] قولہ غرض کہ روایت نکاح

حضرت ام کلثوم شیعہ کے کتب اقول افسوس ہی کہ ان کتب سے کوئی حضور کے کام نہ آئی اور کسی بی بی خاص
بیٹی فاطمہ کا ثبوت ایسے ہو سکا پھر شیعوں کا انکار کیا قصور اور حضور تو ہر گلی و کوچہ میں پھرے گر کسی سے کچھ ملا
بلکہ جسکی طرف گئی اوسی اور ہی کچھ ہاتھ میں پکڑا دیا آپ نے اوسی کو غنیمت سمجھکر شکم مبارک میں رکھ لیا پیٹ
سگے را اگر کلوخے بر سر آید ز شادی برجہد کین استخوان است۔ اور یہ نہ سمجھے پیٹ تو ران کا ظالم بر دن شکم او ان
ورشت و دلے شکم ہر دو چون بگیر و اندازنا قولہ اور ایسے متواتر خبر کو کوئی چھپا نہیں سکتا اقول الطیب
جس دروغ بے فروغ کو اپنے مطلب کے مطابق سمجھا اوسکو متواتر کہدیا حدیث بکو تم کو جبکہ کل محققین علمائے اہلسنت
مکذوب و موضوع و باطل کہتے ہیں متواتر بنا دیا اور حدیث غدیر خم کو جسکے قریب قریب سو صحابی کے راوی
اور صحاح میں موجود ہی غیر صحیح اور غیر متواتر کہدیا اور اسیطرح روایت عقد ام کلثوم کو جسکا ایک صحابی بھی راوی
نہیں ہی اور ایک حدیث صحیح بھی اوسمیں نہیں اور چند بعض اخبار ضعیفہ مجہول السند کے خلاف صحیح علیہ اصحاب
ہی وہ ہیں وارد نہیں ہی متواتر کر دیا ہیہ تو سنیوں کا اختیاری امر ہے بقول شیعوں کے خدا نے سب
بندوں کو مجبور کیا ہے مگر دو باتوں میں سنیوں کو اختیار کامل دیدیا ہی ایک تو یہ کہ جسکو چاہے خلیفہ
بنا لیا کریں دوسرے جس روایت کو چاہیں متواتر بنا لیا کریں قولہ اہل انصاف اس فرقے کے
تعصب اور عناد کو دیکھیں اقول اہل انصاف فرقہ سنیہ کے تعصب اور عناد کو دیکھیں اور راویوں کے
صحیح بیانیوں کو ملاحظہ فرماویں کہ جن حدیثوں کے دو سو صحابہ کرام عدول میں راوی ہیں اور صحاح میں
موجود وہ تو غیر صحیح اور غیر متواتر ہے اور جس حدیث ضعیف کے دو ایک راوی وہ بھی مجہول ہیں
نہایت صحیح اور نہایت متواتر ہے ان بیہودہ سیوں کا جواب ہماری زبان سے کیا ہو سکتا ہے مگر
انشاء اللہ امام زمانہ کے زبان سے ملیگا فانتظروا انا معکم من المنتظرین قولہ اس روایت کی صحت کا
اقرار کریں اقول جس ضعیف اور مجہول السند ہونے کا کسی نے صحت کا اقرار کیا ہو تو کسی جھوٹے منھ
سے اوسکا نام بھی تو لے ہاں اکثر علما نے بفرض صحت جوابات دندان شکن دیے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ
اور بات ہے اور اقرار صحت اور بات ہے لیکن کیا کیجیے کچھ گدھے ایسے بھی ہیں کہ گھوڑے
گدھے میں کچھ فرق نہیں کرتے اور گھوڑے گدھے سب ایک ہی لکڑی سے ہنکاتے ہیں قولہ

اور اپنی احادیث کے کتابون مین سنداً اسکو روایت کرین **اقول** ہماری کتب احادیث مین اخبار صحاح اور
حسان اور ضعاف سب روایت کیے جاتے ہین اس سے ہر حدیث کا صحیح ہونا کہان سے نکلا **قولہ**
اور اپنی فقہی مسائل کا اوس سے استخراج فرماوین **اقول** کسی مسئلہ کا استخراج حدیث نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ
سے نہین ہوا کیون اسقدر جھوٹھ کہنے پر کمر باندھی ہی ہان جواہر الکلام مین موت ام کلثوم اور اوسکی بیٹی زید بن
یعنی ہی ہمعاً استخراج ایک مسئلہ کا ہوا ہی اگر کوئی شخص اوسکو حدیث نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ سمجھے تو اوسکی عقلمندی
ہی شیعون کا ہمین کیا قصور **قولہ** اور نہ ایک شخص بلکہ خلفاً عن سلف الی قولہ بسند صحیح نقل کرتے ہین **اقول** جھوٹھ
کے منہ مین کیا تعجب ہی کہ اس جھوٹھ پر آسمان کیون نہین پھٹ پڑتا کہ یہ دسجادی زمین کیون نہین شق ہوتی کہ
سجادی کسنی بسند صحیح نقل کیا ہی یا کسنی صحت سند کا اقرار کیا ہی جو جو دلائل لغویہ آپ نے لکھے اوس مین
تو کسی کا ادعی صحت سند ہونا آپنے نہین بیان کیا پھر اس مقام پر دعواے صحت سند کہان سے کود پڑا اور
اگر فرماییے کہ دلائل مین ذکر صحت سند بھول گئے تھے مگر اب نتائج مین یاد پڑ گیا تو ہم کہینگے کہ ہان بیل
نہ کودا کودے گون اس جگہ کے واسطے ٹھیک مثل ہے حقیقت یہ ہے کہ بعض روایات بظاہر
دال بر وقوع نکاح بجبر واکراہ مطابق روایات کاذبہ اہلسنت کہ نکاح جبری پر دال ہین وارد ہوے
ہین اور ہمارے علماء نے بفرض تسلیم مثل روایات سنیان کے جوابات اوسکے دیے لیکن
تصریح اوسکی ضعیف اور مجہول السند ہونیکی ہی کی ہی اور کسی نے اوسکی تصحیح نہین کی برخلاف روایات انکار
از ائمہ اطہار کہ شیعون نے ابا عن جد و خلفاً عن سلف اوسکی تصحیح کی ہی اور وہی معتقد اونکا ہے
جیسا کہ اہلسنت بھی اسکے مقر ہین کما ذکرنا سابقا **قولہ** اور اوسکی توجیہات سے سیکڑون ورق
سیاہ کرین **اقول** مقصود سیاہ کرنے اوراق سے توجیہات مین سیاہ کرنا مخالفون کے منہ کا ہے
کہ بفرض تمہاری قول باطل کے ہم بیس ہزار جواب دے سکتے ہین خدایا اس فرض تسلیم سے اور اقرار
صحت سند و عدم صحت سند روایت سے کیا واسطہ مگر کیا کیجیے کہ ایسے کور نظرے کیطرف روئی خطاب
ہے کہ لائق خطاب اولے الالباب نہین **قولہ** اور پھر بھی بعض حضرات غیرت اور انصاف کو چھوڑ کر **اقول**
بیغیرت دیکھا دیے انصاف وہی حضرات ہین جو بے اثبات کسی بات کے دعواہاے بے سروپا کرین

قولہ اور یہ نہ خیال کریں کہ اگر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح میں حضرت عمر
کے رہتیں اقول بنت فاطمہ علیہا السلام سے جب نکاح عمر ثابت ہی نہیں تو ایک ساعت ایک لحظہ
ایک لمحہ ایک پل ایک دقیقہ عمر کے نکاح میں کیونکر رہیں اور جو سالہا سال عمر کے نکاح میں رہیں اور بچے
جنے وہ زوجہ شریفہ طاہرہ عفیفہ نجیبہ یعنی ام کلثوم بنت جرول خزاعی اور ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی
معیط تھیں لیکن راویان سنیان نے ان دونوں ام کلثوموں اور تیسری ام کلثوم بنت ابی بکر مجہولہ بعد اور
چوتھی ام کلثوم بنت فاطمہ کو ملا کر ایک کر دیا کما اشتبہا علیہ قبل ذلک قولہ اور اوسکی شہرت بدرجہ تواتر
نہ پہنچے اقول تواتر کا حال پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ حدیث غدیر خم جب متواتر نہیں ہی تو دنیا میں
کوئی خبر متواتر نہیں ہی پھر عقد ام کلثوم کے تواتر کے قائل ہونیکی امید شیعوں سے رکھنا خالی از حماقت نہیں قولہ
لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزا سے اقول ہم بھی بیان کیا کہ سالہا سال زینت
افزائی خانہ خلافت مآب اور جنی والے زید بن عمر خطاب کے وہی ام کلثوم بنت جرول خزاعی
اور ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں نہ ام کلثوم بنت فاطمہ قولہ اور بعد حضرت عمر کے مرنیکے
اونکا نکاح جعفر طیار سے ہوا اقول نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا محمد بن جعفر طیار سے ہوا نہ خود
جعفر طیار سے جو انکے عم حقیقی تھے یہ بھی عناد کی مار ہے کہ مخاطب کو درمیان محمد بن جعفر اور خود جعفر طیار
کے فرق معلوم ہوا اب سمجھیں کہ ایک چچا زاد برادر ہیں جنسے عقد ہوا اونکا نام محمد بن جعفر ہی دوسرا
حقیقی چچا ہیں جنسے عقد حرام اونکا نام حضرت جعفر طیار ہے جنکی وفات قبل ولادت حضرت ام کلثوم
یا قریب ایام ولادت ہے ہم اسکو مانتے ہیں کہ مطابق قول رسول خدا ہے کہ اونحضرت نے نظر طرف
اولاد جعفر وعلی کے کرکے فرمایا تھا کہ بناتنا لبنینا بیٹیاں ہمارے واسطے بیٹوں ہمارے کے ہیں کما
رواہ الثقات لیکن بعد عمر عقد کا ہونا چونکہ روایت سنیہ ہے کہ جسکا صاحب استیعاب ناقل ہے
اسکو شیعہ محض غلط جانتے ہیں کما مر قولہ اور آفتاب روشن کو کفدست سے کون پوشیدہ
کر سکتا ہے اقول سنی لوگ پوشیدہ کر دیتے ہیں بلکہ اوسپر خاک ڈالنے سے اپنے سروں پہ
خاک ڈالتے ہیں یعنی خبر متواتر غدیر خم کو چھپاتے ہیں اور خبر موضوعہ مجہولہ ام کلثوم کو آفتاب بتاتے ہیں

لیکن اہل شعور سمجھتے ہیں کہ کون آفتاب مثل آفتاب نصف النہار نمایاں ہے اور کون آفتاب زیر ستر خاک کفر و نفاق پنہاں ہے قولہ یہی ہم نے نقل کیا ہے اقول تمہاری کل نقل تمہارے دعوے کی اصل کے مطابق نہیں ہے اور اس سے ہرگز ثبوت نکاح خاص فاطمہ کی بیٹی کا نہیں ہوتا ہے فارجع البصر اسلئے ما قلنا

ثم ارجع البصر هل ترى من فطور ولكن من لم يجعل الله له نورا فما له من نور

قال المخاطب الفقام سماه اقتبل السلام

دوسرا قول جبکہ علمائے اعلام شیعہ نے دیکھا کہ انکار کرنا اس روایت کا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے اور اوسکو غلط اور جھوٹھ کہنا مقولہ دروغ گویم بروے تو کی تصدیق کرنا ہے اسلئے اوسکی توجیہ پر توجہ فرمائی اور دوسری طور سے اس فضیلت کے ابطال پر کمر ہمت باندھی گرچہ اون بزرگوں نے نہایت سعی و کوشش کی اور ہر طرح کی توجیہ اور تاویل فرمائی لیکن اوس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہی ہوتا گیا اور بجائے قائم رہنے اصول مذہب تشیع کے اوس میں خلل ہی بڑھتا گیا کاش وہ انکار ہی کرتے جاتے اور گو اونکی تکذیب و تغلیط میں جھٹلاتے ہوئے بلا کی مگر کبھی بھی اوسکی صحت کا اقرار نفرماتے تو بہتر تھا اسلیئے کہ جو توجیہات اس نکاح کے معاملہ میں کیئے گئے ہیں اونکے دیکھنے سے ہر شخص مذہب تشیع سے نفرت کرتا ہے اور اونکے سننے سے ہر مسلمان کے دل میں ایک جوش غیرت کا پیدا ہوتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ جتنی زیادہ توجیہات کرتے ہیں اور جسقدر زیادہ تاویلات بیان فرماتے ہیں اونسے اونہیں کے اصول و عقاید کے برخلاف کا زیادہ ثبوت ہوتا جاتا ہے شعر

مرض عشق پر رحمت خدا کی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود اونکے دل کو یقین ہوسکتا ہے کہ یہ توجیہات باطل اور تاویلات لاطائل ولی دین کے براہی ثابت کرتے ہیں اسلیئے اور لوگونکو اونکے مذہب سے نفرت دلاتے ہیں مگر بااینہمہ علم و فضل اوس سے باز نہیں آتے اور بایں تقدس وہ اپنا دل میں مزید کیلکر اور بڑھاتے جاتے ہیں اور اپنے مذہب کو تباہ کرتے جاتے ہیں اونکو اونکے علما اور فضلا کی تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یا رب خدایا انکی عقل کیا ہوگئی یا پردہ پڑ گیا انکی حمایت و غیرت کو کون لے گیا کہ اپنے پیغمبر کے کلمات

زبان پر لانیسے شرم نہین کرتے اور ایسی عار و ننگ کی باتون کو ائمہ کے طرف منسوب کرنے سے لحاظ نہین
فرماتے دین محمدی کو تو خراب ہی کر چکے مذہب اسلام کو بھی بگاڑ چکے اصحاب نبوی کو بھی کافر اور منافق کر چکی ایک
اہلبیت رہگئی تھی جنکی مزید محبت کا دعوی کرتی تھی جنکے فضائل کا اقرار فرماتے تھے کہ اوسکو بھی در پردہ کھو دیا
اونکے فضائل کو بھی ایسی بیغیرتی کے کلمات کو اونکی طرف منسوب کرکے معائب سی بدل دیا اور یہ سب کچھ تو
کر چکے اور ہنوز ایمان کے دعوے مین ثابت قدم ہین یہ معلوم نہین کہ انکا ایمان اور محبت کیا کیا نتیجے
دکھلائیگی **بیت** دل بردی و دین و جان شیرین ❊ دین طرفہ کہ باز در کمینے

یقول المتمسک بولاۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

صاحبان انصاف و دراز اعتساف پر مخفی نرہے کہ شیعونکا اول جواب عدم ثبوت نکاح بل
ثبوت عدم النکاح ہی اور جو دلائل ثبوت واقعیت پر حضرت مخاطب والاخطاب اور دیگر مریدان ابن خطاب
نے لکھے ہین وہ ایسے پوچ و لچر ہین کہ جس سی کسیطرح سی ایک ذرہ بھی ثبوت واقعیت نہین ہی اس لیئے کہ مدار کل
دلائل کا یا اقرار بعض علما پر ہے یا بعض روایات پر اور ہمنے بیان کیا بشواہد و قرائن قطعیہ کہ اقرار انکا لاو
فرضاً و تسلیماً بقول المخاصم ہے اور بعض روایات بھی وہ ہین کہ علما جسکی تصحیح نہین کرتے بلکہ اوسکے احاد اور
ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کرتے ہین اور علاوہ اسکے معارض اوسکی قوی اوس سی موجود ہین
پھر ثبوت واقعیت کہانسے ہوگا اور شیعونکا ثانوے جواب بعد فرض و تسلیم روایات کاذبہ سنیہ کے
ہی لیکن مفروض روایات سنیہ سے فقط اسقدر ہے کہ یہ نکاح فرضی بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر ہوا اور اس
فرض کو یہ لازم نہین ہی کہ ہم کل خصوصیات ناقی الروایات کو بھی مسلم کر لین اور جو قباحتین اور وقاحتین اور بیحیائیان
اور بیغیرتیان اومین مذکور ہون اون سب کو ہم مسلم کرتے ہون مثلاً روایات سنیہ مین ہی عمر کا بنت
فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو بالجبر جناب امیر سے لینا اور قبل از نکاح فرضی بیحیائی چھاتی سے لگانا اور
آغوش مین لینا اور کشف ساقین کرنا اور یہ بد نظری نظر خیانت بفخذین ڈالنا اور اوس معصومہ کا طمانچہ
اوٹھانا اور کہنا کہ ای شیخی یہ کیا کرتا ہے تیری آنکھین پھوڑ دونگی تیری ناک توڑ دونگی ان لچے پن شہدے پن

حرکات کے ہم فرضاً بھی معترف نہین ہین اور پکار پکار کے کہتے ہین کہ یہ سب باتین راویان کذاب سنیہ
نے فقط بنظر توہین جناب امیر علیہ السلام بنائی ہین اور علمائی سنیہ نے اوسکی روایت کی ہی اور طرفہ
یہ ہے کہ برائی بدشگونی کی لئی اپنی ہاتھسی اپنی ناک کاٹی ہی اور خیال اسکا نہ کیا کہ حضرت عمر کا بھی فسق و فجور
اور بیدینی اور بدپرستی اونکی اور جھوٹھا اور خائن اور آثم ہونا اونکا بھی اونہین روایات سے
نکلتا ہے اور یہ کہنا اونکا کہ مین خواہان بادہ نہین ہون کذب محض ہوا جاتا ہے ورنہ یہ حرکات
شقاوت سمات اور کشف ساقین و نظر خیانت بر نامحرمان کس لئی تہا بہرکیف ہماری عرض یہ ہی کہ
جو توہین سنیون کی بظاہر جناب امیر کے لئیے اور حقیقت مین اپنے عمر کے لئے ہے شیعون نے
کہین اوسکا عشر عشیر بہی نہین کیا مگر دستور حضرات سنیہ کا ہے کہ اپنا عیب نہین دیکھتے اور دوسرونکے
پہلی نہارتے ہین **قولہ** جب علمائی اعلام حضرات شیعہ نے دیکھا **اقول** جب علمائی اعلام حضرات
سنیہ نے دیکھا کہ حضرات شیعہ غضب کرتے ہین کہ فقط ایک حدیث حوض مین خوض کر کے قیامت
کئے دیتے ہین اور کل فضیلت عمری باطل کر کے نفاق و ارتداد ثابت کئے دیتے ہین اور ایسی
روایتون سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا اور اپنے سر پر لینا اور ماہتاب پر تھوکنا اور اپنی
منہ پر اور پیٹہ پر لینا ہے اسلیئے ایک دوسرے طریقہ پر توجہ فرمائی اور دوسرے طور سے اثبات
فضیلت عمری پر کمر ہمت باندہی اگرچہ انکے بزرگون نے نہایت ہی سعی و کوشش سے طرح طرح کی روایتین
اس بارہ مین بنائین لیکن اوس سے بجائی فائدہ نقصان ہی ہوتا گیا اور بعوض قائم رہنے مذہب سنن
کے اوسمین خلل ہی پڑہتا گیا کاش وہ فقط نکاح ہی پر اکتفا کرتے جاتے اور گو اونکے علما و محدثین اثبات
کبر و قہر و فسوق و فجور عمر مین جہوٹہی ہوتی بلا سے مگر کبہی اون احادیث خبیثہ کے صحت کا اقرار نفرماتے
تو بہتر ہوتا اس لئی کہ جو کثیر روایات مخالف العقل اس نکاح کے معاملہ مین کئی ہین اونکے دیکھنے سے
ہر شخص مذہب سنن ہی ایسی نفرت تام کرتا ہے جیسے حلالخورون سے انسانکو نفرت ہوتی ہی اور
اون روایتون کے سننے سے ہر مسلمان کے دلمین ایک جوش غیرت کا پیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی
کہ اس مسلمانی سے نصرانی کرسٹانی نیچری ہونا بہتر ہے چنانچہ آخر کو ہمارے مخاطب جناب مولوی

محمد علی صاحب جزاه الله بما یستحقه ایسے ہی ہو گئے طرفہ لطیفہ تو یہ ہے کہ جتنے زیادہ روایات انکی
گڑھے گئے اوجسقدر زیادہ فضیلتین عمر کے اور توہین اہلبیت کی بیان فرماتے گئے اوتنے اونہین کے
اصول اور عقاید کے برائے اور ثابت ہوتی گئی اور حضرت عمر کے غاصب اور کاذب اور خائن
اور آثم ہونیکا کمانی صحیح المسلم والبخاری ثبوت ہوتا گیا ع مریض جہل پر لعنت خدا کی ۞ مرض بڑھتا
گیا جون جون دوا کی قول اور زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود اونکے دلون مین یقین
اسکا ہے اقول شیعونکو بھی زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود سنیونکے دلونمین یقین
اسکا ہے کہ یہ جھوٹھی حدیثین باطل اور اکاذیب لاطائل جو درباره نکاح ام کلثوم سنیون نے
گڑھے ہین اونکے دین کے برائی ثابت کرنیوالے اور لوگونکو اونکے مذہب سے نفرت دلانیوالے
ہین مگر با اینہمہ علم و فضل دس سے باز نہین رہتی اور با این دعواہای مسلمانی و ادعائی لسانی بحیائے
عثمانی ہل من مزید کہکر اپنے اصرار کو کذب مفتری ہین اور بڑھاتے جاتے ہین اور اپنی
ڈھکی موندیونکو کوچہ و بازار مین پھر اطہر اکرسن بیحیائی اور بے پردگی سے نچاتے جاتے ہین اور اپنی
مستورات کو ظاہر کرتے جاتے ہین ہمکو انکے علما اور فضلہ فضلا اور محدثین کملا کی تقریرون اور تحریرونکی
کو دیکھکر نہایت ہی حیرت ہوتی ہی کہ بار خدا اونکی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا اور اونکی حیا و غیرت عثمانی کو
کون لوٹ لیگیا کہ ایسے بیغیرتی کے احادیث زبان پر لانے سے شرم نہین کرتے اور ایسی عار و
ننگ کی باتونکو حضرت عمر اور حضرت علی کیطرف منسوب کرتے ہین کہ علی کی بیٹی وہ بھی جو خاص فاطمہ کی
بیٹی اور خاص نواسی اونکی پیغمبر کی تھی اوسکو ایک بڑے خلیفہ اجنبی نے اپنی آغوش ہوسناکی مین
لیا اور بعد ان سب کے کشف ساقین اور نظر الی الفخذین کی اے سنیو اگر کچھ بھی غیرت ہو تو چلو بھر
پانی مین ڈوب مرو اور ان اکاذیب کی تصدیق اور تصحیح نکرو تم کچھ لحاظ نہین فرماتے کہ دین محمدی
کو تو بت پرستون اور شراب خوارون اور سور کھانیوالونکو خلیفہ بناکے خراب کر چکی مذہب اسلام کی
اور حلال و حرام کے احکام بنانے سے بگاڑ چکے اصحاب اور احباب نبوی مثل ابوذر و عمار و ابن مسعود
کو قابل جوتیان اور لاتین کہانی عثمان کی اور لائق شہر بدر کرنے کے بنا چکے ایک اہلبیت رکہی تھے

کہ جھوٹھے جھوٹھے کا دعوی جنکی مزید محبت کا کرتے تھے اور اونکے فضائل کا بھی اقرار فرماتے تھے اوسکو بھی در پردہ نہین بلکہ علانیہ کھو دیا اور دعوائی فدک مین حضرت فاطمہؑ کو جھوٹھا بنا دیا اور اونکی بیٹی کی ہتک حرمت کیلیئے وہ حدیثین جھوٹھی بنائین جسکے سُننے سے ہر ایمان والے کے تن بدن پر لرزہ ہوتا ہے اور جوش غیرت مین زبان سی کیا کیا کچھ نہین نکلتا ہے جسکو عام وخاص خوب جانتے ہین اور ان اکذوبات سی کُل فضائل کو معائب سی بدل دیا اور یہ سب تو کر چکے اور ہنوز مسلمانی کی خواہش مین ثابت قدم ہین معلوم نہین کہ ہماری مسلمانی اور انکی محبت وعنایت اونکو کیا کیا نتیجہ دکھلائیگی **بیت** دل بُردی و دین وجان شیرین ✤ وین طرفہ کہ باز در کمینی چونکہ اس قول کالبول مین حضرت مخاطب نے سوائی ہزل گوئی اور ہجو خوانی اور تیز زبانی کے کچھ نفرمایا اس لیئے مناسب تہا کہ شاگردان میان مشیر کو یہ قول سپرد کیا جائے مگر ہمنے خلاف مروت جانکر درگزر کیا لیکن بمجبوری وناچاری اونکے الفاظ مستہجنہ کو اونہین پر منقلب کر دیا کہ میان کی جوتی میان ہی کے سر پر سزاوار ہی لیکن اوسکے ٹانکے کچھ ٹوٹے تھے اسلیئے اونہین کے موچی صاحب کی ستالی سی اوسکو ٹنکوا دیا کہ فرق مبارک پر جب پڑی تو ایک جانب دھڑا دھڑ اور تڑا تڑ اور دوسری جانب سے پڑا پڑ کی صدا اسے نکلے

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

اب ہم اوس قول کو بیان کرتے ہین جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد فرمایا ہی اور اوسکو آئمہ کرام کیطرف وحاشا جنابہم عن ذلک منسوب کیا ہے وہ قول یہ ہی کہ حضرات فرماتی ہین کہ نکاح ام کلثوم کا ساتھ حضرت عمر کے جناب امیرؑ کے رضا و خوشی سی نہین ہوا بلکہ عمر فاروق نے جناب امیرؑ کو تنگ کیا اور اونکو ڈرایا اور ہر قسم کا خوف دیا اور اونپر نہایت درجہ تشدد کیا یہانتک کہ قریب تھا کہ نوبت خونریزی کی پہونچے تب حضرت عباسؓ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے چچا نے حضرت امیرؑ علیہ السلام کو دیا یا بخیال ہونے فتنہ وفساد کے یہ نکاح کر دیا پس اس نکاح سی بُرائی عمر کی ثابت ہوتی ہی چنانچہ اس قول کی ثبوت مین ہم چند سندین علماء شیعہ کی بیان کرتے ہین پہلی سند سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے

کتاب تنزیہ الانبیا مین فرماتی ہین فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب الخ یعنی حضرت امیرؑ نی اپنی بیٹی کا نکاح ساتھ عمر کے منظور نہین کیا مگر بعد اسکے کہ عمر نے اونکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نی دیکھا کہ فتنہ و فساد ہوا چاہتا ہے تب حضرت امیرؑ سے اس کام کو اپنی اختیار مین لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے کردیا اور یہ ہم بیان کرچکے ہین کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہی کہ بجبر و اکراہ لڑکی کا نکاح اوس شخص کے ساتھ کردیا جاوے جسکے ساتھ حالت اختیار مین جایز نہو خصوصًا عمر سے آدمی کے ساتھ کہ وہ اسلام بھی ظاہر کرتا تھا اور تمام شریعت کا پابند تھا دوسری سند مواعظ حسنیہ مین مجتہد صاحب فرماتے ہین کما نقل فی ازالۃ الغین کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نشد الی قولہ بالفرض اگر باختیار ہم باشد عقل این را قبیح نمی داند کہ نکاح با مخالفین جایزہ باشد بلکہ عقل تجویز می کند کہ حضرت حقتعالی مباح سازد برای ما نکاح کردن را با کفار چہ قباحت نکاح با کفار عقلی نیست مثل قباحت ظلم و قتل و امثال آن و چگونہ عقلی باشد و حال آنکہ معلوم است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دختر خود را با کفار تزویج کردہ و ہرگاہ حقیقت حال چنین باشد پس چہ قباحت است در اینکہ جناب امیر علیہ السلام تزویج نماید دختر خود را با کسیکہ بظاہر مسلمان باشد تیسری سند قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین لکھتی ہین کہ صاحب استغاثہ فرماتے ہین کہ ایک مخالف نی پوچھا کہ کیا سبب ہی کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نی اپنی بیٹی کا نکاح عمر بن خطاب سے کردیا ہم کہتے ہین کہ ہمکو خبر دی ہی ایک جماعت نے ہماری مشائخ ثقات سی جن مین سی جعفر بن محمد بن مالک کوفی ہین انہون نی احمد بن فضیل سی اونہون نی محمد بن ابی عمیر سی انہون نے عبد اللہ بن سنان سی کہ مین نی سوال کیا امام جعفر سی بابت نکاح ام کلثوم اونہون نے جواب دیا کہ ہوا اول فرج غصبنا کہ یہ پہلی فرج ہی جو ہمسی غصب کی گئی ہی اور یہ خبر مطابق اوس خبر کے ہے جسکو ہمارے مشائخ نے بابت نکاح ام کلثوم کے ساتھ عمر کے روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عمر نے عباس کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ نکاح ام کلثوم کا اونکے ساتھ کردیا جاوے حضرت امیرؑ نے انکار کیا جب حضرت عباس یہ خبر عمر کے پاس لائے تب عمر نے کہا کہ اگر علی میری ساتھ نکاح اپنی بیٹی کا نکردینگے تو مین انکو قتل کرونگا تب پھر حضرت عباس حضرت علیؑ کی پاس آئے اونہون نی تب بھی انکار کیا یہانتک کہ آخر حضرت عباس نی علی سی کہا کہ اگر تم نکاح نہین کرتے ہو مین

کیئے دیتا ہون اور تمکو قسم دیتا ہون کہ میرے قول فعل کے خلاف نکرنا اور یہ کہکر حضرت عباس عمر کے پاس گئی اور کہا کہ نکاح تمھارا ام کلثوم کے ساتھ ہوا چاہتا ہی پس عمر نے آدمیونکو جمع کیا اور کہا یہ عباس چچا علی کے ہین اور علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم پر انکو اختیار دیا ہی اور اونکی نکاح کر دینے کے ساتھ میری اجازت دی ہی پس حضرت عباس نے نکاح ام کلثوم کا ساتھ عمر کے کر دیا اور بعد تھوڑی مدت کے انکو عمر کے گھر بھیجدیا فقط اس روایت کو لکھکر قاضی صاحب اسی کتاب مین فرماتی ہین کہ اصحاب حدیث اس روایت کو قبول نہین کرتے لیکن اسمین خلاف نہین ہے درمیان اونکی کہ عباس نے ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے کر دیا بعد بہت سے جھگڑے قصے کے پس مین کہتا ہون کہ جس کسی نے اس حکایت سے انکار کیا ہے اوسکا مطلب یہ ہی کہ حضرت عباس نے ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے نہین کیا مگر یہ سبب اوسکی کہ جسکو ہمارے مشائخ نے روایت کیا ہے اور وہ مطابق اس روایت کے ہے جو کہ امام صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ حضرت امام نے فرمایا ہو اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہماری غصب کیئے گئے

بقول التمسک بولایة علی ابن ابیطالب علیہ السلام

یہ جواب با صواب شیعونکا تنزلی ہی بفرض و تسلیم قول سنیان یعنی ہمنی فرضا قبول کیا کہ روایت نکاح ام کلثوم صحیح ہی لیکن اسمین کوئی قباحت نہین ہی ہان ظاہر مین اگر کچھ قباحت نظر آتی تو اوس صورت مین قباحت ہوتی کہ بخوشنودی جناب امیر یہ عقد ہوتا لیکن جب بنا برا ختی جناب امیر ہوا اور بضرورت داعیہ ہوا تو قباحت ظاہری بھی رفع ہو گئی کو اگر بخوشی خاطر جناب امیر بھی ہوتا تب بھی حقیقت مین کوئی قباحت نہین تھی اس لئے کہ یہ نکاح ساتھ منافق مظہر الاسلام کے تھا اور منافقین سے عہد رسول مقبول سے اوسوقت تک بلا اجتناب کے اسم مخالطت و مواصلت و مناکحت جاری ہین اس لئے کہ یہ امور متعلق بانتظام امور دنیا ہین اور عداوت و بغض اہل نفاق و بدعت اور اہل فسق و فجور و معصیت متعلق بامور آخرت ہی اور اگر فرض کیا جاوی کہ یہ امر یعنی مخالطت با منافقین فی نفسہ قبیح بھی ہو تو اگر بخوشی خاطر کوئی مرتکب اسکا ہو تو مذموم ہوگا لیکن جناب امیر نے اسکا بخوشی خاطر نہین کیا بلکہ بجبر و اکراہ حالت اضطرار مین یہ نکاح کیا اور بخوشی خاطر نہ کرنا بلکہ بجبر و اکراہ کرنا خود روایات

اہلسنت سے ثابت ہی یہانتک کہ خود اون حضرت نے اسکا تکفل نکیا بلکہ عباس کو اسکا متکفل کردیا پس مدار اس جواب کا
اوپر روایات سُنّیہ کے ہے کہ اوسی سے روایت زبیر ابن بکار ہے کہ وہ خود ہی کہتا ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے بنا بر اضطرار
و مجبوری متکفل اس نکاح کا عباس کو کیا بہر کیف یہ کل تقریر الزاماً للخصم ہے پس ضروری ہی مدار اوسکا روایات مخاصم پر ہو نہ اپنی
روایات پر کہ اوس سے الزام مخاصم نہیں ہو سکتا علیکہ جب اپنی روایت کو ہم خود ضعیف اور مجہول السند کہتے ہین تو دوسرونکو
الزام اوس سے کیا دینگے پس ظاہر ہو گیا کہ مدار جواب روایات سُنّیہ پر ہی گو بعض روایات ہماری بھی کہ جسکو ہم ضعیف اور
مطروح یا ماوّل کہتے ہین معاضد اوسکی ہون اور قضیہ جبر و اکراہ متفق علیہ ہو جائی اور اوسکی طرف اشارہ ہی آخر کلام صاحب استغاثہ
مین جسکی نسبت بغلط مخاطب صاحب طرف جناب علامہ شوشتری علیہ الرحمہ کے دیتے ہین اور اوسکے فارسی ترجمہ کے بھی غلط
سلط مترجم ہین کہ بعد نقل حکایت مکر و کید عمر قتل جناب امیر مین فرماتے ہین کہ اگرچہ محدثین سُنّیہ اس روایت
مکر و کید عمر کو قبول نہین کرتے لیکن خلافی نیست میان ایشان در نیکہ عباس تزویج نمود ام کلثوم را بعمر بعد از
طول مطالبہ و مدافعہ انتہی پس جب تمھاری ہی احادیث سے ثابت ہے اور تمھاری محدثین کو اقرار ہے کہ
یہ نکاح بعد طول مطالبہ جانب فظ غلیظ سے اور طول مدافعہ جانب جناب امیر سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اون
حضرت نے بجبر و اکراہ واسطے رفع فتنہ و فساد کے نہ بخوشی خاطر یہ نکاح کر دیا بلکہ اسقدر اس سے کراہت تھی کہ خود اوسکے
متکفل نہوئے بلکہ عباس سے کہا کہ تم جو چاہو کرو پس عباس نے بنظر رفع فتنہ و فساد و حفظ و نظم کے کما تقدّم مذکور ہوا
صحاح اخبار کم کر دیا اور شیعونکے نزدیک کل امور حرام مجبوری و ناچاری مثل اکل میتہ و اظہار کفر بدلیل
فمن اضطر و الا من اکرہ حلال اور جائز ہو جاتی ہین یہ نسبت امور محرمہ کے تھا لیکن ہمنے پیشتر بیان کیا کہ نکاح
منافقین کے ساتھ شریعت اسلام مین جاری و ساری ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ امر مستکرہ ہوا اور جب شریعت
مین نظر بہ قاعدہ عقلیہ و شرعیہ الضرورات تبیح المحظورات حرام حلال ہو جائی فما ظنک بالمکروہات اب حضرات
سُنّیہ کو لازم ہے کہ اس نکاح مین جو قباحتین لازم آئی ہون وہ بیان فرماوین بلکہ ہم اس سے بھی ترقی کرکے
کہتے ہین کہ اگر حضرت عمر ظاہر مین بھی مثل اپنی باطن کے مشرک و بت پرست ہوتے بلکہ دعوائی فرعونی و
شدادی و نمرودی فرماتے جب بھی نکاح ایک مومنہ کا مثل نکاح آسیہ بنت مزاحم کے ساتھ ایک کافر
فرعون منش کے بضرورت داعیہ شرعیہ جائز ہوتا اب حضرات اہل سنت کو لازم ہے کہ اسکی قباحت اور حرمت

کسی دلیل عقلی و نقلی سے بیان فرماوین و انّی لهم ذالک اور جبر اسکی کہ ٹین ٹین کرین اور کہین کہ ہتک حرمت لازم آئی
اور ایسی برناچین کو دین اور اوسنے کیا ہو سکتا ہی مگر عقلا خوب سمجھتی ہین کہ ہتک حرمت تو جب لازم آئی
کہ ایسا نکاح درمیان مین ہوتا کہ جسکو لوگ سفاح کہتی اور ہمنی سابق مین اشارہ کیا کہ اس نکاح مین عوام کے نزدیک
کوئی ہتک نہ تھی بلکہ شرف علی سمجھتی تھی یعنی علی ایسی صاحب عزت و شرافت تھی کہ بادشاہان عصر مین کوئی کفو او نکا نہ تھا
یہانتک کہ جو کل مسلمانون کا بادشاہ حکمران عرب و عجم تھا اوسنی جب اونکی بیٹی کی درخواست کی تو اونہون نی اپنی مرافقت
کے سامنے اوسکو پاجی سمجھکر انکار کیا مگر بہت کہنے سننے کے بعد بمجبوری اپنی بیٹی کے ساتھ بیاہ کر دیا پس علاوہ
شرافت ذاتی کے ایک شرافت مصاہرت ساتھ بادشاہ عصر کے حاصل ہوئی تیا حال عوام کا کہ انسان کو نیکنامی
و بدنامی کا نسبت اونہین کے زیادہ خیال ہوتا ہے اب آپنے خواص کیطرف کہ بیشک بقول مخاطب وہ حضرت عمر کو
ویسا ہی سمجھتی تھی جیسا کہ خود ہی حضرت مخاطب و الاخطاب صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۱) مین نقل فرماتی ہین اور اونکا
کفر و نفاق اور ارتداد تو اکثر زبان مبارک مخاطب پر جاری ہی مگر بزبان شیعیان کہتی ہین نہ اپنی زبان سی
اسی طرح یہ بندہ خاکسار بھی بان مبارک مخاطب سی کہتا ہی جو کچھ کہتا ہے نہ اپنی زبان سی مجھی بھی ڈر ہی کہ کوئی
نافہم حضرات اہلسنت سے یہ نہ کہنے لگے کہ یہ سید دیوانہ ہو گیا ہے کہ حضرت عمر کو ہمارے سامنے گالیان
دیتا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ نہین بھائیو یہ سید دیوانہ نہین ہی مگر اپنے مخاطب و الاخطاب کے اقوال
کو نقل کرتا ہے جیسا کہ مخاطب نے اقوال شیعہ کو نقل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ نقل کفر کفر نباشد بہر کیف
بندہ ایسا نامہذب نہین ہی کہ بزرگان اہل سنت کو اونکے سامنے اپنی زبان سے برا کہے مگر مباحثہ مین ضرورت
نقل اقوال کی پڑتی ہی جسطرح سے کہ مولوی حیدرعلی صاحب اور اونکے موچی صاحب و رسالطی صاحب کو ضرورت
پڑی ہی آمدم بر سر مطلب پس ایسی خواص کی نظر و مین جناب امیرؑ کی کوئی ہتک نہین ہوئی اس لئی کہ یہ لوگ خوب
جانتی تھی کہ جناب امیر علیہ السلام معصوم عن جمیع الخطایا ہین اور فعل اونکا بضرورت داعیہ شرعیہ ہی نہایت
مستحسن بلکہ احسن ہی پھر جب ہتک حرمت نہ عوام کے نزدیک ہوئی نہ خواص کے نزدیک تو اب
سنئے نکاح ٹین ٹین کرنا قابل اصغا ہی یا حیان خرد نہین ہے **قولہ** بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد
فرمایا ہے **اقول** قبول کرنا حقیقتًا ہے بلکہ فرضًا ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا پس لازم تھا کہ مخاطب بجائے

لفظ بعد قبول کرنے صحت کے لفظ بعد فرض کرنے صحت کے فرماتے اور عوام کو دھوکا اور فریب دیتے
لیکن بیچارے کیا کریں کہ کاذبین غادرین کے کہانی صحیح المسلم تا سی وہ نکل پڑی ہی **قوله** ائمہ کرام کی طرف نسبت حاشاہم
عن ذالک منسوب کیا ہی **اقول** استدلال شیعون کا حضرات ثلثہ پر اور انکو الزام دینا نہ اس راہ
سی ہی کہ یہ قول ائمہ ہی اس لئی کہ وہ لوگ قول ائمہ کو شیخین کے بارہ مین کب سنتی ہین ابو الائمہ کا قول بشہادت
حضرت عمر ایسے عادل کے اگرچہ بعدل تقدیری ہی ہی شیخین کی بارہ مین کہ جناب امیر اون دونو کو کاذب
وغادر وخائن واثم سمجھتے تھے کمانی صحیح المسلم حضرات اہل سنت نہین سنتی تو دیگر ائمہ کی بات کب سنینگی
بلکہ اس راہ سے ہے کہ احادیث اہل سنت مین موجود ہے اور محدثین کو اونکے اسکا اقرار ہے کہ حضرت
علی نے بخوشی خاطر یہ نکاح نہین کیا بلکہ بجبر واکراہ عمر ہی عباس کو اوسکا متکفل کردیا پس اسی بنا پر شیعہ کہتی ہین کہ
فظا غلیظا القلب جسطرح غاصب خلافت ہوا اوسیطرح اس نکاح جبری مین بھی غاصب ہوا **قوله** حیدر سند مین
علمائی شیعہ کے **اقول** کوئی شیعہ اسکا منکر نہین ہی جو حضور کو احتیاج سند دینیکی ہو شیعہ تو جب تنزلاً ہماری
قول کو فرض وتسلیم کرتے ہین تو اوس سی حضرت عمر کی برائیان اور بحث اس نکاح فرضی کی جو بضرورت داعیہ
شرعیہ تھی بیان کرتے ہین **قوله** اور تمام شریعت کا پابند تھا **اقول** یعنی جیسے کل منافقین ہوتے ہین
کہ ظاہر مین کل شریعت کے پابند اور باطن مین خود خدا اور رسول کے منکر فضلاً عن الشریعة **قوله**
مجتہد صاحب فرماتی ہین **اقول** الحق کہ بہت خوب فرماتی ہین کہ جب نکاح کفار کے ساتھ عقلاً قبیح نہین ہی ورنہ
بنا بر تمہارے زعم باطل کے پیغمبر خدا کیون اپنی بیٹیان کفار کو دیتے تو اگر علی نے بخوشی خاطر بھی ایک بیٹی
مظہر اسلام کو دی تو کیا قباحت لازم آئی فضلاً عن الجبر والاکراہ کہ اگر وہ حسن تھا تو یہ بقیاس اولویت احسن ہوگا
ماشاء اللہ ماشاء اللہ یہ تقریر ایسی مضبوط ومستحکم ہے کہ جواب اسکا جو قابل قبول ارباب عقول ہو کسی مجیب کے
منھ سے نہین نکل سکتا آرے ہمارے مخاطب اسیے تا انھون نے جوانب واطراف کلام کو تو نہ دیکھا
اور فکر اثبات کفر ظاہری خلیفہ صاحب مین ہوئی اور اگر اس سب کو ہم فرض بھی کرلین تب بھی جناب مجتہد صاحب
کا قول نہین ہو سکتا اس لئی کہ وہ مدعی ہین عدم قبح عقلی کے نکاح مین ساتھ ظاہری کفار کے بدلیل نکاح
بنات پیغمبر باقی رہا قبح شرعی پس ہر قبیح شرعی بلکہ عقلی بھی حالت اضطرار واکراہ مین جائز ومباح ہی بدلیل

فمن اضطر و الآمن اکرہ کما اشر الیہ **قولہ** صاحب استغاثہ فرماتی ہین **اقول** پہلے تو موجی صاحب نے ترجمہ قول
صاحب استغاثہ مین بری استر کے کاٹ چھانٹ کی پھر اوس کاذب کے خلعت الصدق سے دوبارہ اوسپر
اپنے ظلم کی رائی پھیری لیکن صاحبزادے کی خیانت تو اونکے والد ماجد روحانی کی بیان سے کھل گئی لیکن موجی صاحب
کی چوری اور خیانت جب کھلتی کہ اصل مصائب النواصب موجود ہوتے لیکن اسوقت ہمارے پاس نہین ہے
مگر آخر کلام کا غیر منتظم ہونا دلیل اسپر ہے بہر کیف اوسکا ہم نفی کر حدیث اول فرج غصبت منا ہی وقد مر ذکرہ فیما
آور نا گیا بھی ذکر اوسی کے مضمون کا ہے مگر ابتدا مین ذکر کیا عمر قتل جناب امیر مین ہی اور چونکہ ذات شریف
ایسی کیا دیون اور مکاریون مین اوستاد کامل تھی اور ایسے ہی مکر و فریبون سے خلافت سراپا خلافت
حاصل کی تھی تو اونکی نطفتون سے چندان بعید نہین وکھو روز شوری بھی جس سے تھم خلافت خلیفہ ثالث ہو گیا
جناب امیر علیہ السلام فرماتی ہین کہ عمر نے میرے قتل کی تدبیر پوری کی تھی مگر تقدیر مطابق تدبیر نہوئی بالجملہ یہ
خبر بھی بعبار احاد سے ہے جو قابل اعتماد فی الاعتقاد نہین اور محمول اوپر بنت مجازی جناب امیر یعنے
بنت ابی بکر ربیبہ آنحضرت کی ہو سکتی ہی و کہین بنت فاطمہ کا کہ جسکے ہمارے مخاطب بھی نفی کرتے ہین ہی بنا بر
اسکے ہم کہ سکتے ہین کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو انکی بنت ربیبہ کے دینے مین عمر کو یہ انکار تھا جیسا کہ
اس روایت مین ہی تو بنت فاطمہ کو بخوشی خاطر دینا تو محال تھا **قولہ** بیان ہے کہ آنحضرت عباس نے
اقول حضرت عمر کی مکاری و کیادی کے پردہ فاش ہو جانے سے وہشت چلا ہون کے نزدیک
ہمارے مخاطب ڈرے اور اونکی مکر و کید کا ترجمہ ہندی مین کرنے سے شرما گئے اور اوسکو کھا گئے
بندہ اوسکا ترجمہ فارسی ترجمہ ازالۃ الغین صاحب غشاوۃ العین سے کرتا ہے کہ جب باوجود تجدید تخویف
قتل جناب امیر نے نہ مانا اور عباس نے عمر کو دوبارہ خبر اقناع علی کی دی تب عمر نے عباس سے کہا کہ روز جمعہ
مسجد مین حاضر ہو اور قریب منبر بیٹھ اور جو کچھ وہان ذکر ہو اوسکو سن تو تجھی معلوم ہو جائیگا کہ مین قتل علی پر تیار
ہون اگر ارادہ کروں پس عباس حاضر مسجد ہوئی جب عمر خطبہ و وعظ سے فارغ ہوئی تو لوگون سے مخاطب
ہو کر فرمانے لگے کہ ایہا الناس یہان ایک مرد اصحاب سے و لحاظا اسم سے ہے کہ اوسنے زنا کے محصنہ کیا ہے
اور اوسکی زنا پر مطلع ہوا ہی تنہا امیر المومنین یعنی عمر پس اس بارہ مین تم لوگ کیا کہتی ہو پس ہر طرف سے

لوگون نی کہا کہ ہرگاہ امیر المومنین نی اطلاع پائی ہی توکسی غیر کے مطلع ہونیکی کیا حاجت ہی چاہیے کہ بی تامل خلیفہ کی
اوسپر حد زنا جاری کرین جب حضرت عمر مسجد سی پھری تو عباس سی کہا کہ اب جاؤ اور علی سی کہو جو تمنے سنا
پس قسم اللہ اگر علی نہ کرینگے تو مین کرونگا جو تمنے سنا پس عباس علی کی پاس گئی اور سب ماجرا بیان کیا پس کہا
علی نی کہ مین جانتا ہون کہ یہ بات اوسکی نزدیک بہت سہل و آسان ہی یعنی مقتضائی بے دینی و بے ایمانی یہی
ہے اور مین اوسکی آرزو کا برلانیوالا نہین ہون یعنی بخوشی خاطر پس عباس نی کہا کہ اگر آپ نہین کرتے تو
مین کیئی دیتا ہون اور آپ کو قسم دیتا ہون کہ اس امر مین میری مخالفت نفرمایئے پس عباس عمر کے پاس
گئی اور کہا کہ جو تو چاہتا ہے ہو جائیگا پس جمع کیا عمر نے لوگون کو اور کہا کہ یہ عباس چچا علی کا ہین اور
علی نی امر اپنی بیٹی کا انکے حوالہ کیا ہے اور حکم کیا ہے کہ اونکی بیٹی کا نکاح مجھسے کر دین پس عباس نے
نکاح کر دیا اور بعد چندروز کے عمر کے پاس بھیجدیا اور ہر چند محدثین سنیہ اس حکایت کیدہ و کرعجیبہ
قبول نہین کرتے مگر اسقدر امر اتفاقی محدثین سنیہ ہی کہ اوسمین اختلاف نہین کہ عباس نی بعد بہت قصہ
و جھگڑے اور طول مطالبہ عمری اور مدافعہ علوی کے نکاح ام کلثوم کیا پس جو لوگ منکر حکایت کید
عمری ہین وہ بھی مقر اس بات کی ہین کہ یہ نکاح بطیب خاطر نہین ہوا بلکہ بجبر و اکراہ ہوا اور یہی مقصود ہی روایت
اول فرج غصبت منا کا یعنی نکاح بجبر و اکراہ ہونا انتہی محصل قول صاحب الاستغاثہ ولیس فیہ الا الاستغاثہ
من اغاثہ ولاکن المخاطب صاحب اللہاثہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث وان تترکہ یلہث بالجملہ حکایت
کید عمری بھی اخبار آحاد سے ہے کہ قابل اعتماد فی الاعتقاد نہین اور اسمین ذکر بنت فاطمہ کی جو مجوث عنہ
بین الفریقین ہی نہین ہی پس محمول بربنت مجازی یعنی بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر ہونا جائز ہے و اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال **قولہ** اس روایت کو لکھکر قاضی صاحب اوسی کتاب مین فرماتی ہین **اقول**
ہرگز قاضی صاحب نہین فرماتے بلکہ صاحب استغاثہ فرماتے ہین کہ متفق علیہ تمھارے محدثین کا ہے کہ
عباس نی بعد طول مطالبہ و مدافعہ اور بڑے قصے جھگڑے کے یہ نکاح کر دیا ہی تو اگر ہم قول تمھارے
محدثین کا اس نکاح کے بارہ مین فرض بھی کر لین تب بھی عمر کی برائی ہی ثابت ہوتی ہی نہ بھلائی اور خود
آپ کے سبط ابن جوزی بھی اسی روایت کے قائل ہین اور خواجہ پارسا فصل الخطاب مین کہتی ہین روایت

لکھتے ہین قولہ انکار کیا ہے اوسکا یہ مطلب ہے اقول جس احمق کو فارسی عبارت سمجھنے کی لیاقت نہین ہی وہ عربی کیا سمجھیگا کفش دوز کی فارسی عبارت اگرچہ وہ بھی غلط اسلط ہی مگر اسمین بھی کوئی لفظ ایسا نہین کہ جسکا ترجمہ یہ مطلب ہی کیا جاوی کوئی ہمارے بیان صحیح منتظم کو چہ گرز اس ترجمہ غیر منتظم سے جو بالکل دکھڑی کھچڑی عبارت ہی ملاوی اور حضرت مخاطب دالاخطاب کہ اولہ پور خطاب کو صد آفرین و ہزار تحسین کہی

قال المخاطب المعتقاھم ہداہ اللہ سبیل السلام

الحاصل ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نی اپنی خوشی سی نکاح نہین کیا بلکہ حضرت عباس نے بزبردستی نکاح کر دیا لیکن یہ قول باطل ہی چند دلیلون سی پہلی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی نی خود نکاح نہین کیا بلکہ حضرت عباس کو اختیار دیدیا اور اونہون نے نکاح کر دیا لیکن اس سی اصل نکاح کے ہونے مین کچھ شبہہ نہ رہا اگر حضرت امیر ام کلثوم کے باپ تھی تو حضرت عباس بھی ام کلثوم کے دادا ہوتے تھے اگر باپ نی نکاح کیا نہ سہی اونکی اجازت سی دادا نی نکاح کر دیا اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہین وہ ثابت ہو گیا دوسری دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ لائق زوجیت ام کلثوم کے تھے یا نہ تھے اگر لائق زوجیت کے نہ تھے تو حضرت عباس پر جو کہ حضرت علی مرتضی جناب سید الانبیاء کے چچا تھے اونپر معاذ اللہ سخت الزام عاید ہوتا ہے کہ انہون نی فاطمہ کی بیٹی پیغمبر خدا کی نواسی کا نکاح ساتھ ایسے شخص سے کر دیا جو کہ صلاحیت زوجیت کی نہین رکھتا تھا اور جو ایمان اور زہد و تقوی سی بھی بری تھا اسمین جو الزام حضرت علی کی ذات پر حاشا جناب عن ذالک موافق اصول شیعہ کے ہوتا ہے وہی حضرت عباس اونکے چچا پر ہوگا تیسری دلیل وکیل اور مختار ہونا حضرت عباس کا طرف سے حضرت علی کے معاملہ تزویج مین ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے پس شرعا و عرفا فعل وکیل کا بعین فعل موکل ہی اس لیئے فعل حضرت عباس کا ہی وہی فعل حضرت علی کا سمجھنا چاہیی پس گویا نکاح حضرت عباس نی کر دیا ہو مگر جبکہ وہ وکیل اور مختار جناب امیر کے ہوئے تو یہ نکاح باجازت جناب امیر کے سمجھنا چاہیے اور اگر حضرت علی نی حضرت عباس کو اجازت نہین دی اور وکیل نہین بنایا تو بلا اجازت اونکے حضرت عباس کا وکیل و مختار ہونا جائز نہ ٹھہرا اور اس سے

سخت الزام حضرت عباس پر آتا ہے اور غصب کرنے مین معین اور مددگار ہونا اونکا ثابت ہوتا ہے اور
پھر نکاح کا ہونا بلا اجازت ولی کے لازم آتا ہے اور اوسکا عدم جواز شرعًا و عرفًا ظاہر ہے اور اس سے
جو کچھ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ عقلا کو معلوم ہے خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل و انصاف عطا فرمادے اور
اور تھوڑی سی غیرت اور شرم عنایت کرے کہ وہ ان اقوال کے نتائج پر غور کرین اور جو جو خرابیان اونمین
ہین اون پر نظر فرماوین بارخدایا یہ کیسے دوست اہلبیت کے ہین اور اونکی فضیلت اور بزرگی کے کیسے
قائل ہین کہ ایسی باتین اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور محبت کے پردہ مین اونکی برائیان بیان کرتے ہین
خدا کے لیئے کوئی انصاف کی آنکھ کھولکر دیکھے کہ وہ کیا کیا تحقیر آئمہ کے اوپر کرتے ہین اور ذرا گوش ہوش
سے پنبہ غفلت نکالکر سنیئے کہ یہ حضرات کیسی برائیان اہلبیت اطہار کی بیان کرتے ہین نعوذ باللہ من ہفواتہم و
من سوء عقیدتہم اللہم احفظنا من شرور انفسہم ومن سیات اعمالہم چوتھی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی دل سے
راضی نہ تھے کہ نکاح ہووے لیکن حضرت عباس کے سمجھانے سے راضی ہوئے اور وہ رضامندی
کچھ خوشی سے نہ تھی بلکہ مجبوری سے تو اس سے بھی الزام حضرت علی پر عائد ہوتا ہے جسکے بچانیکے لیئے
یہ بناوٹ کی گئی یعنی خوف سے جان کے حضرت عباس کے کہنے کو بہ مجبوری قبول کرلیا اور جان بچانیکے
لیئے عزت دینا گوارا فرمایا و نعوذ باللہ من ذلک اور اگر خوف جان نتھا تو ایسے معاملہ مین جسمین عزت و
آبرو کی ہتک ہووے اور جس سے خاندان اہلبیت کو بٹہ لگے کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نہ تھا بلکہ لازم
تھا کہ اپنے انکار پر اصرار فرماتے اور ہزار عباس سمجھاتے ایک بات بھی اونکی نہ سنتے بلکہ صاف کہتے
کہ چچا تمکو باین بزرگی کیا ہوا ہے جو ایسی سفارش کرتے ہو اور ہمیشہ کے لیئے اہلبیت اطہار مین داغ لگاتے ہو
بھلا ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خائن ہی کیونکر مجھسے ہوسکتا ہے کہ اپنی بیٹی وہ بھی فاطمہ کے بطن سے
جسکی اولاد کو پیغمبر خدا نے اپنی اولاد فرمایا ہی اور جسکے بیٹون بیٹیون کو سرور انبیا نے اپنا بیٹا بیٹی کہا ہے
ایسے کافر یا منافق کو دیدون اور پیغمبر خدا اور فاطمہ زہرا کے روح کو ایذا دون اور اگر عمر فاروق نہ مانتے
اور جبر کرنے ہی پر آمادہ ہوتے تو لازم تھا کہ اسد اللہی دکھلاتے ذو الفقار کو میان سے باہر نکالتے عرش سے
اوتری ہوئی تلوار کے جوہر دکھلاتے مرحب و عنتر کی طرح غصب کرنے والے کے ایک ایک وار مین دو ٹکڑے

کرتے آخر وہ تلوار جسنے جبرئیل امین کے پر کاٹے اور وہ ذوالفقار جسنے جعفر جنّی کے دو ٹکڑے کئے کسدن کے لیئے تھے اور وہ شجاعت و مردانگی جو بدر و حنین میں کفار کو دکھلائی اور وہ قوت جو جنگ خیبر میں ظاہر فرمائی کس روز کے واسطے رکھ چھوڑی تھی برائی خدا کوئی اس عقل کے دشمن فرقے سے پوچھے کہ اس سے زیادہ شیر خدا کے حق میں دوسری ہتک اور بیحرمتی کی بات کیا ہوگی کہ اونکے بنات طیبات کو بجبر و اکراہ کافر فاسق لینے پر مستعد ہوں اور شیر خدا سرور اولیا سند الاصفیا سید الاوصیاء اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کافروں کے قتل کرنیوالے خیبر کے فتح کرنیوالے دشمنوں کے ایک نگاہ میں ہلاک کرنیوالے ہزار جنوں کو ایک ہی دستی میں زیر و زبر کرنیوالے جنکی ذات خدا کی قدرت کی نشانی جنکا وجود اسکے جلال و عظمت کا نمونہ جنکے نام سے کفار عجم لرزاں جنکی صورت سے شجاعان عرب ترساں کیسے علی خدا کے شیر رسول کے بھائی بتول کے شوہر نامدار حسنین کے پدر بزرگوار نظم

وصی نبی جفت پاک بتول | فروزندہ شمع دین رسول
فشانندہ جان براہ خدا | نمایندہ کفر از دین جدا
درآرندہ عمر و مرحب زپائے | برآرندہ باب خیبر زجائے
رہانندہ موسے از رود نیل | دمانندہ گل زنار خلیل
بساحل رسانندہ فلک نوح | کشایندہ بابہائے فتوح
ہواخواہ او جبرئیل امین | بفرمان او آسمان و زمین
نہ کس جز نبی ہمتراز وی او | قوی دست قدرت ز بازوی او

باینہمہ شجاعت و ہیبت اور باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانے سے ڈرجاویں اور کچھ چون و چرا نہ کریں اور عار و ننگ کو اپنے اوپر گوارا کرلیں اور برضامندی اپنی اوسکے گھر اپنی بیٹی لخت جگر نور نظر کو بیاہدیں لعنت ایسے عقیدہ پر اور نفرین ایسی تہمت پر بیت گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد

وائی گر از پس امروز بود فردائی

بقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کس بات کا ابطال فرما رہی ہین ہمنی تو نکاح کو جو بقول سنیونکے ہے فرض و تسلیم
کرلیا اب ہم حضرات اہلسنت سی کہتی ہین کہ اوسمین جو قباحت لازم آئی ہو اوسکو بیان فرماکے ہمسے اوسکا
جواب لین مخاطب صاحب کہتی ہین کہ اب ضرور ہی کہ حضرت عمر کو پکا مومن متقی پرہیزگار سمجھو ہم کہتی ہین لا نسلم
اسکی کوئی ضرورت نہین ہی کہ اگر نکاح مومن متقی سی ہو تو نکاح جائز ہو ورنہ باطل ہو اسلئی کہ نکاح کفار سی
کوئی قبح عقلی نہین رکھتا ورنہ بنا بر تمھاری زعم کے تین بیٹیان پیغمبر کی تین کافر یعنی ابی العاص و ابنی ابولہب
کو نہ دیجاتین اور حضرت لوط پیغمبر کفار سی ہولا بناتی ہن اطہر لکم نفرماتی اور چونکہ اشعریہ لا شعور حسن و قبح
عقلی کے منکر ہین تو انکو کسی طرح سی نہین ہوسکتا کہ اس قبح کے قائل ہون باقی رہا قبح شرعی جو لا تنکحوا المشرکین
سی ثابت ہی پس ہم کہتی ہین کہ یہ مشروط ہی بعدم الضرورۃ اسلئی کہ کل احکام شرعیہ ایسی ہی ہین کہ جناب باری
نے فمن اضطر و الا من اکرہ سی ہر مضطر اور مجبور کو مستثنے فرمایا ہے علاوہ اسکے یہ قبح شرعی مخصوص ہے
واسطی مشرکین کے اور شیعہ گو حضرت عمر کو کافر بہ کفر نفاقی جانتی ہین لیکن کافر بہ کفر اسلامی نہین جانتی ہین
اسلئی کہ باتفاق ہمارے اور تمھارے وہ مشرک بت پرست اور منکر لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ نہ تھی
گو چالیس سال تک تھی مگر بالفعل تو لیس بالفعل وہ منافق تھی اور کوئی آیت اور کوئی حدیث اوپر عدم
جواز نکاح کے منافقین سی نہین دلالت کرتی اور اگر کوئی کہی کہ گو سنیون کے یہان کوئی حدیث نہین ہی مگر شیعون
کے یہان تو حدیث ہے کہ سنیونکو بیٹی ندو تو ہم کہینگے کہ یہ محمول ہی یا اوپر کراہت کے یا محمول ہی اوپر حرمت
کے نسبت معلن بعداوت اور منکر بفضیلت اہلبیت کے یا محمول ہی اوپر عدم ضرورت شرعیہ کے لیکن
جناب امیر علیہ السلام کو ضرورت شرعیہ موجود تھی یعنی جب عمر نے جبر و اکراہ کیا تب اونحضرت کو خوف فتنہ و
فساد و خونریزی کا ہوا حالانکہ شرائط جہاد اوسوقت تک موجود نہ تھے لاجرم جو نکاح کہ حالت اختیار مین
ناجائز تھا حالت اضطرار مین جائز اور مباح اور صحیح ہوگیا بلکہ بنظر ضرورت واجب و لازم اوسکا کرنا ہوگیا
لیکن جبر و اکراہ عمر کا اور رطیب خاطر جناب امیر کے نہونا پس روایات اہلسنت مین موجود ہی بلکہ جناب سید شوشتری
علیہ الرحمہ نقل عبارت مستغاثہ مین فرماتے ہین کہ مجمع علیہ محدثین اہل سنت ہی کہ عباس نے بعد گفت و شنود بسیار
اس نکاح کو کر دیا جیسا کہ ابھی خود حضرت مخاطب اوسکی ناقل ہوئی اور سابقا ہمنے سبط ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے

اگر وہ بھی تجھ جبر سے ہی کا قائل ہے کہ حضرت علی نے پہلی انکار کیا جو عمر کو سخت ناگوار معلوم ہوا تب حضرت عباس نے جناب امیر
کو سمجھایا اور کہا کہ زوجہا عنہ فقد بلغنی عنہ کلام اب نکاح کر دینا مناسب ہے کیونکہ وہ کلام جو میں نے عمر سے سنا ہے کہ
جس سے یہی ہوئی فساد آتی ہے برائی خدا فرمایئے کہ اس روایت میں اور اوس روایت میں جسکی باطل کرنیکا آپکو شوق
چرایا ہے فرق کیا ہے محقق دہلوی شیخ عبد الحق بھی فصل الخطاب سے یہی نقل کرتے ہیں کہ خود حضرت عباسؓ نے
جناب امیرؑ کو سمجھا کر نکاح کر دیا بعد اسکے مخاطب صاحب فرماتے ہیں کہ بنا براس جبر و اکراہ کے بڑی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی جناب امیرؑ کی ہوئی پس اوس جناب کو لازم تھا کہ ذوالفقار صاعقہ کردار کھینچکر عمر کو فی النار
کر دیتے میں کہتا ہوں کہ سنیوں کے محدثین نے اسی نظر سے یہ روایتیں بنائی ہیں کہ بے آبروئی جناب امیرؑ
کی ثابت کریں گو عمر کا بھی فاجر و فاسق و غاصب ہونا انہیں روایات جعلیہ سے ثابت ہو جائے تو بلا سے
انکو فقط غرض جناب امیرؑ کے اثبات جبن اور آبرو ریزی سے ہے لیکن علمائے سنیہ کو لازم تھا کہ جب ان احادیث
کی تصحیح کی تو کچھ توجیہ بھی کرتے کہ جس سے نفسق و فجور عمر لازم آتا نہ ہتک حرمت جناب امیرؑ و انی لہم
ذلک افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت ام ابان بنت عتبہ کو تو اس درجہ جری بیان کریں کہ خلیفہ کے خطبۃ النکاح
کا صاف جواب دے کہ ہم ایسے بدخو بدمزاج سے نکاح نہیں کرتے جو منہ بنائے گھر میں آئے تیوری چڑھائے
باہر جائے اور خلیفہ کچھ نہ کر سکیں اور اپنی خلیفہ اول کی بیٹی ام کلثوم کے جرأت دکھائیں کہ خلیفہ دوم
کے نکاح سے انکار کرے اور بدمزاج بنائی اسپر خلیفہ سے کچھ نہ بن پڑے مگر جناب امیرؑ کو با ایں ہمہ قدرت و شجاعت
و کثرت قوم و قبیلہ ایسا مجبور اور عاجز اور ناچار جانتے ہیں کہ باوصف انکار شدید و حیلہ و حوالہ و عذر و
معذرت کے مجبور رہے کہ اپنی بیٹی کو ایسے بدخو بدمزاج بڈھے خبیث سے بیاہ دیا اور کوئی تدبیر کارگر
نہو سکی بلکہ اسدرجہ مجبور رہے کہ بغیر بیاہے خلیفہ صاحب کے پاس مجمع عام میں اپنی بیٹی کو بھیجدیا جسپر وہ بھی
اس بے غیرتی سے پیش آیا کہ بوسہ لیا گلے سے لگایا ساق پا کھول ڈالا یہانتک کہ خود اوس لڑکی کو ان حرکات ناشائستہ
پر اوس نالائق کے غصہ آیا اور چاہا کہ ایک طمانچہ سے ناک عمر کی توڑ دے آخر اوسی غیظ و غضب میں جھنکہ چلی آئی
اور باپ سے شکایت کی کہ کس خبیث بڈھے کے پاس مجھکو بھیجدیا اسپر بھی نہ جناب امیر ہی کو حمیت آئی نہ اور کسیکو
خاندان بنی ہاشم سے غیرت معلوم ہوئی بلکہ برعکس اسکی اوسی بڈھے سے نکاح کر دیا یا یہی معنا ہی نکاح قرار پایا

عوض ان شیعیان خدا و رسول نے کوئی درجہ توہین و تحقیر و تذلیل اہل بیت کا اوٹھا نہ رکھا مگر یفیدا دیرید ون لیطفوا نور اللہ
واللہ متم نورہ خدا و رسول و اہلبیت اطہار کی عظمت زیادہ ہوتی گئی اور عمر کا فسق و فجور و جبر و قہر ثابت ہو گیا اور جناب امیر علیہ السلام کا
کچھ نہ بگڑا اس لئی کہ عوام نے جانا کہ جناب امیر علیہ السلام کی بیٹی بادشاہ وقت سے بیاہی گئی اور خواص نے جانا کہ ایک
منافق فاجر و فاسق سی بضرورت شرعیہ بیاہی گئی اور یہ جو کہا کہ جناب امیر علیہ السلام کو ذو الفقار کھینچنا لازم تھا تو وقت
غصب خلافت زیادہ تر لازم تھا مگر ذو الفقار کو نہ کھینچا اسلیئی کہ خلاف حکم خدا و رسول تھا کیونکہ شرائط
جہاد موجود نہ تھے چنانچہ ابن ابی الحدید جو بڑے دوستان عمر سے ہے شرح نہج البلاغہ مین لکھتا ہی کہ جناب امیر
فرماتی تھی کہ اگر چالیس آدمی بھی میرا ساتھ دینے والے ہوتے تو مین ضرور تلوار کھینچتا اور غاصبون سی جہاد
کرتا اور جناب رسول خدا تو قوت اور شجاعت اور کل صفات کمالیہ مین اولین و آخرین سی بڑھے ہوئے
تھے اور جناب امیر اور حمزہ اور عبیدہ ایسے جوانمرد بھی انکی ساتھ تھے بلکہ حضرت عمر ایسے کافر کش
بقول آپ کے جنکے ایمان لانیسے چالیس مسلمان پورے ہو گئے تھے وہ بھی موجود تھے پھر جناب رسول خدا
نی تلوار نہ کھینچی اور غار تیرہ و تار مین معہ یار غار چھپے تو جب جناب امیر کی شجاعت مین حضور حرف زن
ہوتے ہین تو پیغمبر خدا کی شجاعت کیا بلکہ نبوت مین مثل حضرت عمر کے مانند واقعہ حدیبیہ حرف زن ہونا ضرور
ہے اب لازم ہے ربقہ اسلام گلے سے نکالیئے اور زنار کفر گلے مین ڈالیئے لیکن اسوقت مین بندہ
بنظر آپکی تلون مزاجی کے کہ یاد وہ تلونات عمری ہی خدمت شریف مین بصد ادب عرض کریگا کہ ؎
در کفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن **قولہ** ان روایات سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے اپنی خوشی
سے نکاح نہین کیا اے **قولہ** یہ قول باطل ہی بچند دلیل **قول** یہ قول سی مراد اگر بطلان قول نکاح
ہے تو ہمارا بھی قول یہی ہی کہ اصل دعوائی نکاح ہی باطل ہی مگر سنیون کی خاطر سے ہمنے فرض کر لیا ہی
اور بعد الفرض اوسکی قباحت پوچھتے ہین اور اگر غرض یہ ہی کہ نکاح بنا رضامندی باطل ہی تو مدار
اثبات نارضامندی تمہاری ہی احادیث پر اور اقرار پر تمہارے محدثین کے ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
ایسے ناراض تھی کہ خود متکفل اوسکی نہوئی بلکہ عباس اوسکی متکفل ہوئے پس اگر تم اپنی ہی احادیث
کو باطل کرتے ہو تو چشم ما روشن دل ماشاد ہم بھی اوسکو باطل ہی جانتے ہین **قولہ** اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت

علی نے خود نکاح نہین کیا **اقول** چونکہ یہ مضمون یعنی خود نکاح نہ کرنیکا تمہاری ہی احادیث مین موجود ہی تو تمکو
جھک مارکے ماننا پڑیگا پھر اس مین شیعون پر کوئی احسان حضور کا نہین ہی اگر مانئے گا تو ہمارا جواب
بفرض وتسلیم نکاح انہین احادیث سے موجود ہے اور اگر نہ مانیگا تو ہم بھی اپنی فرض وتسلیم سے ہاتھ اوٹھا لینگی
اور کہینگے کہ جسطرح تمہاری یہ احادیث غلط ہین اوسیطرح کل احادیث تمہارے در بارۂ وقوع نکاح غلط ہین
اور ہماری حدیث اس بارہ مین چونکہ ضعیف السند ہی اور خلاف عقل ونقل ہی پس مطروح ہی یا ماؤل ہی لیکن عقل سلیم
قبول نہین کرتی کہ جناب امیر نے ایسے موذی خدا و رسول کو کہ مصداق من آذاہا فقد آذانی ومن آذانی فقد آذا اللہ
ہی بجز بیٹی دی ہو لیکن نقل پس قول امام جعفر صادق علیہ السلام کہ اس نکاح کی مدعی دروغگو اور راہ راستی سی گمراہ ہین معارضہ
کیلئے موجود ہے **قولہ** لیکن اس سے اصل نکاح کی ہونے مین کچھ شبہہ نہ رہا **اقول** سبحان اللہ کیا فہم ہے کیا ادراک ہے اور کیسا قوت عقل
چالاک ہی حضرت مخاطب شروع کلام کو اپنے بھول گئی خود ابتدای کلام مین فرمایا تہا کہ دوسرا قول یعنے پہلا قول تو انکار اس
نکاح کا تہا اور دوسرا قول قبول کرنا اوسکا اور اوسکی توجیہات بیان کرنا چنانچہ بعد اسکے کچھ ہفوات
بکے فرماتے ہین اب ہم اوس قول کو بیان کرتے ہین جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد
فرمایا ہے انتہی اب اسجگہ ابطال توجیہ جبر و اکراہ مین فرماتے ہین کہ اگر تسلیم کرلین توجیہ جبر و اکراہ کو تو اس سے
نکاح کے ہونے مین کچھ شبہہ نہ رہا ارے احمق نکاح کو تیرے خصم نے فرضا قبول کرلیا ہے پھر اوسکے اثبات
کی کیا حاجت ہے جو کوئی کہی کہ اصل نکاح کے ہونے مین شبہہ نہ رہا شبہہ تو جبہی تہا اگر جب ایک بات ہمنے
بخاطر سنیان فرضا قبول ہی کرلی ہو تو اوسکے ثابت ہونے سے توجیہ جبر و اکراہ کیونکر باطل
ہوگئی اب مخاطب کو چاہیے تہا کہ ابطال توجیہ کرے نہ یہ کہ کہے کہ نکاح ثابت ہوگیا جو خود ہمنے قبول
ہی کرلیا ہے و لو فرضا اوسکے ثبوت سے کہنا کہ توجیہ باطل ہوگئی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس ارادہ سے
ہمین نہین معلوم کہ حضرت مخاطب ہوش مین ہین یا کسی کڑہی بتول کی دہن مین ہین ذرا چونک کر فرمائیے
تو ہم سمجھین کہ آپ کیا فرماتے ہین ابھی تو جز ہذیان سرائی آپکی تقریر ہم کچھ نہین سمجھتے **قولہ** حضرت عباس
نے امیر المومنین سے کے ادا ہونے کے **اقول** یہ محاورہ خاص حضور کی مادری زبان کا ہی جو آپنے
اپنی اماں جان سی سیکھا ہے اور محاورۂ عرب مین باپ کے انعام کے طبقات مین انعام ہی ہین چنانچہ

ہوتے خصوصاً جد من الاب جسکے لیئے ولایت نکاح بنت الابن ہی **قولہ** اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہین
وہ ثابت ہو گیا **اقول** اصل مطلب تمھارا اس مقام پر ابطال توجیہ ہے نہ اثبات نکاح کہتے تو
بقول تمھارے اوسکو قبول ہی کر لیا ہے ذرا ہوش مین آیئے بے ٹھکانے ہذیانات نہ بکیئے اور مصداق ان الرجل
لیھجر نہو جیئے مگر یہ کہ فرمایئے کہ جب پیغمبر صاحب بقول حضرت عمر صاحب لیھجر ہوسے تو ھم کیونکر نہون
قولہ دوسری دلیل حضرت عمر لایق زوجیت کے تھے یا نہ تھے **اقول** ہرگز ہرگز حالت اختیار مین لایق
زوجیت نہ تھے کہ حقیقت مین بے دین و بے ایمان تھی گو ظاہر مین مظہر الاسلام تھے **قولہ** تو حضرت عباس
پر ایسے قولہ سخت الزام عاید ہوتا ہے **اقول** جب یہ نکاح بخوشی خاطر اختیار آنہ تہا بلکہ با ضطرار جبر و
اکراہ تہا تو نہ عباس پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے نہ حضرت امیر پر **قولہ** جو ایمان اور زہد و تقوی
سی بھی بری تہا **اقول** کسی کتاب مین ایمان خاص و زہد و تقوی شرط صحت نکاح نہین ہی بلکہ ظاہر الاسلام
ہونا کافی ہی ہر چند فاسق و فاجر ہو خصوصاً صحت نکاح جبری و قہری مین تو کوئی شرط نہین ہی من ادعی خلاف
ذلک فعلیہ البیان تعجب ہی حضرات اہلسنت و جماعت سے کہ امامت مین اور خلافت رسول اللہ مین
شرط عدالت نہو اور ہر فاسق و فاجر مثل فساق و فجار بنی امیہ و بنی عباس خلفائی رسول اللہ اور امام الجماعت
ہون اور نکاح مین شرط زہد و تقوی و عدالت ہو فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون قولا **قولہ** موافق
اصول شیعہ کے ہوتا ہے **اقول** اصول شیعہ یہی کہ وقت اضطرار و اکراہ مین ہر حرام حلال ہو جاتا ہے
بنا بر اسکے تو کوئی الزام نہین ہوتا ہے تعجب ہے مخاطب سے کہ توجیہ و جیہ جبر و اکراہ کا کچھ ذکر نہین کرتا
اور شتر بے مہار کیطرح گردن اوٹھا اوٹھا کر ادھر اودھر دوڑتا پھرتا ہے **قولہ** تیسری دلیل وکیل و مختار ہونا
حضرت عباس کا اسے قولان روایات سی بھی ثابت ہوتا ہی **اقول** ہان ان روایات سنیہ سی جیطرح
وکیل و مختار ہونا ثابت ہوتا ہی اوسیطرح سے یہ نکاح بنا رضامندی خاطر اور بجبر و اکراہ ہونا بھی ثابت
ہوتا ہے جیسا کہ خود مخاطب چند سطر پیشتر اقرار کر چکا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت علی نے اپنی خوشی سی نکاح نہین کیا انتہی اور آپکی پر عار جواب ہی کہ خوشی سے نہین کیا بلکہ بجبر و
اکراہ حالت اضطرار مین کیا اور ہر فعل ناجائز وقت اضطرار جائز ہو جاتا ہے چہ جائی فعل مکروہ کہ

بدرجہ اولے جائز ہوگا **قولہ** باجازت جناب امیرؑ کے **اقول** صحیح ہی اجازت بجبر واکراہ ان احادیث
سنیہ سے ثابت ہے مگر تمکو اس سے کیا پھل ملا آخر غاصبیت غاصب خلافت کے جناب امیرؑ اور عباس نی
اچھا کیا جو حالت اضطرار مین یہ نکاح کر دیا مگر غاصب خلافت نے بہت برا کیا جو ان بزرگوارون پر جبر واکراہ
کیا **قولہ** جو کچھ کہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ عقلا کو معلوم ہے **اقول** حمقا کو کچھ نہین معلوم ہوتا ہے مگر بے شبہہ
عقلا کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح جو حالت اضطرار مین بجبر واکراہ غاصب خلافت سے کر دیا گیا جایز ومباح
ومستحسن بلکہ احسن تھا مگر غاصب بسبب جبر واکراہ کے مستوجب اسفل السافلین ہو رہ ولعنۃ اللہ علی الظالمین
والغاصبین کا ہو گیا کیون حضرت مخاطب صاحب عقلا نے تو یہی نتیجہ نکالا اب حمقا ابھی جو اپنا نتیجہ بیان فرماوین
تو ہم اوسکو بھی سمجھین اور جانین کہ آیا اونکی بکر فکر عقیم ہے کہ منتج نتیجہ سقیم ہے **قولہ** خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل
وانصاف عطا فرماوے **اقول** وباللہ التوفیق خدا حضرات سنیہ کو ذرا عقل وانصاف عطا فرماوے
اور تھوڑی سی حیا وغیرت اور شرم عنایت کرے کہ وہ اپنے اقوال کالا ابوال پر نظر کرین کہ حضرت فاطمہ
کی بیٹی کو ایک شقی حبشی نی آغوش مین لیا اور کشف ساقین اور نظر الے الفخذین کیا اور اسکے نتایج پر غور کرین
اور جو جو خرابیان انمین ہین اون پر نظر فرماوین بار خدایا یہ کیسے دوست عمر اور علی کے ہین اور اونکی فضیلت
اور بزرگی کے کیسے قائل ہین کہ ایسی باتین اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور محبت کے پردہ مین اونکی برائیان
ظاہر کرتے ہین خدا کے لیئے کوئی انصاف کی آنکھ کھولکر دیکھے کہ وہ کیا کیا تہمتین اپنی عمر پر بخیال علی کی توہین
کے کرتے ہین اور ذرا گوش ہوش سی پنبہ غفلت نکالکر سنیے کہ یہ حضرات اہل سنت کیسی برائیان عمر کی اور
ولیتین اہلبیت اطہارؑ کی بیان کرتے ہین نعوذ باللہ من ہفواتہم الکاسدۃ ومن سوء عقیدتہم الفاسدۃ اللہم
احفظنا من شرور انفسہم الشیطانیۃ ومن سیات اعمالہم البکریۃ والعمریۃ والعثمانیۃ اگر بمقتضائی الحب یعمی ویصم
انہی بیکل قباحت ان روایات کی نہ معلوم ہو تو اپنی سبط ابن جوزی کا قول خیال کرین جو خدا کی قسم کھا کر ان
روایات کو باطل کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر ہندوون کی نسبت بھی ایسی امور جایز نہ تھے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت
کے ساتھ خلیفہ دوم سی یہ امور سرزد ہوون **قولہ** جبکی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی دل سی راضی نہتھے الی قولہ
بلکہ مجبوری سی **اقول** جب روایات سنیہ سے امر ثابت ہو چکا [illegible] مار کے قبول کرنا پڑیگا اور اگر

اپنی احادیث کی تکذیب کرکے انکار کیجئے گا تو ہم کل احادیث سنیہ کو جو در بارۂ نکاح مین تکذیب کرکے اصل نکاح ہی سے انکار کرینگے اور کہینگے کہ جسطرح یہ حدیثین جھوٹھی ہین ویسی ہی حدیثین تمہاری اس بارہ مین جھوٹھی ہین والامر کذالک فی الواقع **قولہ** تو اس سے بھی وہی الزام حضرت علی پر عائد ہوتا ہے **اقول** کوئی الزام حضرت علی پر نہ مظلومیت کے سبب لازم آتا ہے اور نہ مظلومیت وہ بات ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جسکی بابت فرماتے ہین کہ مرد مسلم کے لئے کوئی عیب نہین ہے کہ مظلوم ہو **قولہ** جسکی بچائیکی لئے یہ بناوٹ کی گئی ہے **اقول** بناوٹ کرنیوالے تو محدثین اہلسنت ہین جو اقرار بجبر و اکراہ کرتے ہین اور اونکی غرض ان احادیث کی وضع سے اظہار مقہوریت و مجبوریت جناب امیرؑ اور قاہریت اور جابریت حضرت عمر ہے یعنی جناب امیرؑ باین عزت اونکی خلیفہ صاحب کے سامنے ایسی ذلیل و خوار تھے کہ طوعاً و کرہاً اونکی بیٹی اپنی نکاح مین لی اور اونکو دینا ہی پڑا **قولہ** یعنی خوف سے جان کے **اقول** کیا لکھتے ہو جو شخص ہر لحظہ و ہر آن شہادت کا متمنی بصد جان ہو اوسکو جان کا خوف کیسا خود فرماتے تھے کہ واللہ ابن ابی طالب مانوس تر بموت ہے مانوس ہونے طفل کے بپستان مادر چہ جوف جان کے کیا معنے خوف جان تو مردون کو بھی ہوا ہی نہین پھر شاہ مردان اور اشجع الشجعان کو تو ہونا محال ہے خصوصاً بقول سیوطی عمر ایسے بزدل سے جو کبھی کسی لڑائی مین نہ لڑے اور احد سے خیبر سے حنین سے بخوف جان بھاگ کھڑے ہوئے بلکہ جو کچھ خوف تھا خوف فتنہ و فساد اور قائم ہونا بانی جہاد کا تھا اوسکو قبول کہ حکم خدا اور رسول جہاد کرنیکا نہ تھا یعنی حکم خدا اور رسول تھا کہ بے یار و انصار جہاد کرو اسی سبب سے بقول ابن ابی الحدید جناب امیر ہمیشہ افسوس کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی بھی معین پاتا تو جہاد کو اونکے مقر تک پہونچاتا جسطرح جناب رسولخدا اسکے لیئے جبتک یار و انصار بقدر ضرورت کا بہم نہ حکم سے تشار فے الغار ہوا حالانکہ قوت اور شجاعت اور رجولیت مردی مین وہ حضرت اضعاف مضاعف اونسے آخرین تھی **قولہ** اور جان بچانے کے لیئے عزت دینا گوارا فرمایا **اقول** فض اللہ فاک وقبل القار مثواک کبرت کلمۃ تخرج من افواہھم ان یقولون الا کذبا جو عزت خداوند عزوجل نے بقول خود وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین مومنین موقنین کو اپنی فضل و کرم سے بخشی ہے وہ ظالمین ملعونین کے ظلم و ستم سے ہرگز نہین جاسکتی ہے بلکہ ظالمین کا جسقدر ظلم بڑھتا ہے اوتنا ہی بھاری طوق لعنت بھی تا بقیامت اونکے گلے مین بقول خدا الا لعنۃ اللہ علی الظالمین و علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین و یلعنہم اللاعنون پڑتا ہے اور اعزاز و اکرام بزرگان دین کا

بقولہ بل ہم عمیاء اکثر ہون دنیا و آخرت مین بڑھتا ہے قولہ جس مین عزت و آبرو کی ہتک ہووے اور خاندان
اہلبیت کو بٹا لگے اقول ہم نے سابق مین بتفصیل بیان کیا کہ مضمون ہتک آبرو اور خاندان مین بٹا لگنے کا محض غلط اور
خام خیالی اہل سنت ہی کہ جسکو واقعیت سی سر مو علاقہ نہین ہی اس لئے کہ ظاہر ہین اپنی بیٹی ایک بادشاہ ذی اقتدار
فرمانروائی عرب و عجم کو بیاہ دی جسکی وصلت کی خواہش بنظر عزت سلطنت دنیاوی کے اہل دنیا رکھتے تھے بلکہ
مایہ افتخار و پیرایہ شرف و عزت و اعتبار اپنا ہمراتب کا جانتے تھے یہ نظر ظاہر تھا اور حقیقت مین ایک بے دین
و بے ایمان کے ظلم و عدوان سی بضرورت شرعیہ بیٹی کو بیاہ دیا اور یہ بیاہ دینا نظر خواص مین انسب بلکہ
الزم اور واجب تہا اس لئے کہ بغیر اسکے ضرور تہا کہ خونریزی اور جہاد کرنا پڑے اور وقتین کہ حکم جہاد رب العباد
نے نہین دیا تہا اور رسول خدا بھی منع فرما گئے تھے کہ ای علی جبتک لوگ مجتمع نہون ہرگز جہاد نہ کرنا جیسا کہ آگے
آتا ہے پس ایسے وقت مین ایک منافق مرتد کافر غیر مشرک سی بیاہ دینا کہ شرعاً جایز تھا بہت آسان تھا
نسبت اسکے کہ مخالفت خدا و رسول کرکے معصوم معاذ اللہ عاصی ہو جاتے بنا بر اس بیان کے نہ عوام کے
نزدیک نہ خواص کے نزدیک ہتک آبرو ہوئی اور نہ خاندان مین بٹا لگا اور یہ مضمون از سرتا پا غلط ہو گیا
قولہ کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نتہا بلکہ لازم تھا اقول کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور تہا بلکہ لازم تہا
کر مانتے اسلئے کہ اونکا کہنا مطابق مرضی خدا و رسول تہا کیونکہ وقت جہاد نہین ہے جہاد نکرو اور بجبر و اکراہ
خواہی نخواہی بیٹی کو بیاہ دو کہ اسمین تمہارا بہلا اور غاصب کا برا ہے قولہ اپنے انکار پر اصرار فرماتے اقول
پھر انکار پر اصرار کرنا کار جہلا ہے جیسے ابوجہل کو باوجود دیکھنے دلائل نبوت کے پھر انکار پر اصرار رہا قولہ
داغ لگاتے ہو اقول داغ لگنا یا اس راہ سے تھا کہ حضرت عمر جاریہ زادے تھے جیسا کہ جناب امیر
اونکو ابن الصہاک کہکے خطاب فرماتے تھے یا اس لحاظ سے کہ آپکو اونکی طیب ولادت مین کلام ہی جیسا کہ آپ بالعموم
اسکے لکھتے ہین بہر حال الضرورات تبیح المحظورات بعض حالات مین نظر بضرورت شرعیہ ایسی داغ قبول کئی جاتی
ہین بلکہ نتیجہ اس داغ کا اوس داغی باغی کو ملنا ہی جو مماثل فرعون بنتا ہے نہ اون لوگونکو جو نور خدا ہین و ہم عصمت
و [illegible] ویطہرکم تطہیرا قولہ عمر ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خائن ہی اقول جناب باری
[illegible] اور اور اور کہئے شیعہ تو ان کل القاب عالیہ سی اونکو ملقب اور ساتھ کل ان [illegible]

سایہ کے اونکو مشرف جانتے ہین وہ ایسے جامہ زیب ہین کہ ہر لباس اونکے قد رعنائی طویل پر راست بلاکم و
کاست اور وقت شرب شراب نبیذی ہر تکلیف اونسے برخاست ہے اور ہر بلا و عنا کی اونکو دخواست
ہی خواہ لحم و شحم خنزیری ہی خواہ اوسکا شیر اور ماست ہی حضور معاف کیجیئے گا یہ فقرہ آخر فقط قافیہ ملانی اور
جناب والا کے ہنسانے کیواسطے لکھدیا ہے کچھ تو حضور کا غیظ و غضب شیعون پر کم ہو جاوی مجھی یقین ہی کہ
ضرور آپ فرماینگے کہ سید مسخراپن کرتا ہی تو یہ خاکسار بصد انکسار عرض کریگا جو حضرت نوح کفار سے
کہتی تھی کہ انا نسخر منکم کما تسخرون **قولہ** جسکی اولاد کو پیغمبر خدا نے اپنی اولاد فرمایا اور جسکی بیٹون اور بیٹیون
کو سرور انبیا نے اپنا بیٹا بیٹی کہا **اقول** یہ سب سچ ہے مگر حضرت عمر اور ابوبکر نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور
پیغمبر کے اولاد امجاد با لیاقت و فضیلت و رشاد کے موجود ہوتے خود مالک سلطنت رسول اللہ ہو گئی اور
اونکو ہمیشہ محروم کیا کہ باغ فدک تک بھی غاصبین نی چھین لیا اس ظلم و ستم کی کچھ انتہا ہی فلعنۃ اللہ علی
الظالمین کما قال رب العالمین فی کتابہ المبین **قولہ** تو لازم تھا کہ اسد اللّٰہی کہلاتے ذوالفقار کو میان سی باہر نکالتی
اقول اسوقت حضرت مخاطب بڑے جوش و خروش مسخر گی مین ہین اپنا رسیف زبان کو میدان بیان مین چمکاتی ہین
اور بیچاری شیعون پر بجلیان ملامت کی مداحی جناب امیر مین گراتے ہین حالانکہ جو آپ کے زبان سی نکلا ہے وہ ایک
قطرہ ہے بحار فضائل حیدر کرار غیر فرار سے بلکہ ایک رشاشہ ہی اوس قطرہ سے اور اوسی رشاشہ سے ہی جو بعض حکیمان
نی کہا ہے **قطعہ** این نہ وصف تو شد کہ میگویند ۔ بدو انگشت خیبر انداز د ۔ ہمہ سد قدرت ترا گر تو ۔ چرخ افلاک دیگر اندازد
دوسرا مداح کہتا ہے **قطعہ** این نہ وصف تو شد کہ طوفان گفت ۔ چرخ افلاک دیگر انداز د ۔ طرح افلاک را بفرمانت
میتواند کہ فبمر انداز د ۔ حضرت مخاطب تو اسکو سنکے ساتون آسمان سر پر اوٹھا لینگے اور جوش و خروش اپنا از زمین
تا عرش برین پہونچاوینگی اور فرماوینگے کہ جو ایسا صاحب اقتدار اور اختیار ہی اور اقتدار اوسکا زیر
قدرت کردگار ہی اور جا ہے تو ایک اشارہ مین طبقات ہفت زمین الٹجائین اور ساتون آسمان کے
پردے پھٹجائین عقل اسکو محال جانتی ہی کہ ابوبکر اور عمر ایسے بودون بزدلون سی ڈر جائی اور انکو
ایک اشارہ سی خاک مین نہ ملائی یہ خاکسار ذرہ بمقدار بصد عجز و انکسار عرض کرتا ہی کہ بس یہی جوش و
خروش تا بہ کجا خدا کے واسطے ایک ذرا بھی زمام توسن بدلگام زبان کو کام نا کام مین تھام کر جیسا ہو چوں

پھری تلی دھم لیجیے تو مین بھی کچھ عرض کرون کہ ہم قائل اور معتقد اسکی ہین کہ انبیا و اوصیا موصوف بہ این صفات
تھی مگر یہ قدرت و قوت و طاقت اونکی فی حد ذاتہ نہ تھے بلکہ باعانت قادر مطلق علی الاطلاق تھی اور یہ حضرات
مقربان بارگاہ رب العزة تھے باینہمہ مقام عبودیت مین علی وجہ الکمال طالب رضائی ایزد متعال علی کل حال
رہتی تھی اور اوس مالک حقیقی کیطرف انکا ہر دم روی نیاز تھا اور اپنی عبودیت اور بندگی پر ہزار ہزار فخر و
ناز تھا کہ اگر یکبار بگوید بندۂ من تا بعرش رسد خندۂ من جناب ختمی مآب ہر تشہد نماز مین فرماتی تھی اشہد ان
محمداً عبدہ و رسولہ یہی سبب اشارہ اپنی مالک کا پاتے تو زمین و آسمان کا الٹ دینا ایک ادنا اونکا کام تھا اور
سارے دنیا کے خاک و سیاہ کر دینا و کافی اونکا نام تھا شیعون کا اعتقاد سراپا ارشاد یون ہی کہ جناب رسولخدا کے
مناقب اور فضائل اضعاف مضاعف فضائل جناب امیر تھے کہ وہ بادشاہ تھے اور یہ وزیر تھے لیکن
کبھی تو ایسا تھا کہ رسولخدا کے اشارہ سے آفتاب نے رجعت قہقری کی و جمادات اور نباتات اور حیوانات
نے اونکی فرمان بری کی ایک مشت خاک سے تیس ہزار کا لشکر زیر و زبر اور ایک اشارہ انگشت پاک سے
شق قمر کیا بیت چو غش برانجیت شمشیر بیم * بکنجد میان قمر زد دو نیم - اور کبھی ایسا تھا کہ اونکے
فرق مبارک پر ابو جہل و ابو لہب کوڑا اور خاک اور خس و خاشاک ڈالتی تھی اور کبھی اشقیا کے ظلم و ستم سے
از سر تا قدم خون مین شرابور اور دندان مبارک ہدف سنگ جور ہوتے تھے کبھی غار تیرہ و تار مین بایار غار
پنہان کبھی خانۂ زید ارقم مین نہان ہوتے تھے جناب امیر کو تو آپکی زبان مخالف از بنیان ہی فقط خطاب
اسد اللہی دلا کا مگر جناب رسولخدا کو تو بدلیل ید اللہ فوق ایدیہم پیشتر اس ہی خطاب ید اللہی عنایت ہوا تھا کہ
جس سے ہی دست عثمان کو آپکے پیشوا اون نے دست خدا بنایا تھا جنہیں مانا کہ اسد اللہ نے اسد اللہی دکہائی تو آپکو
معلوم ہو گیا کہ شیعون نے اس لقب سے ملقب کرنے مین خطا کی مگر رسولخدا نے جب خس و خاشاک سر پر
پڑنے دیا اور غار تیرہ و تار مین نہان ہوئی تو وہ ید اللہی کیون نہ دکھایا اسکی کیا وجہ ہوئی وہ زور ید اللہی ایسی بری
وقتون مین نہ دکھایا تو پھر کسدن کے واسطے رکھ چھوڑا گیا ابو لہب اور ابو جہل مثل عمر اور ابو بکر کے سلطنت
عرب و عجم تو نہ رکھتے تھے کہ اونسے ڈر جاتے وہ انگشت جس سے قمر دو ٹکڑے ہوا دو کافرون کا اونسے دو ٹکڑے
کر دینا کیا بات تھی جب خس و خاشاک کے نیچے دبے وہ خاک مشت جس سے تیس ہزار بھاگ گئے اوس سے سو پچاس

کافرون کو بھگا دینا کیا مشکل تھا جو غار مین چھپے اب ہم کہانتک کہین مثل مخاطب کے ہر ملحد و زندیق خدا پر اعتراض
کرسکتا ہے کہ شیطان کو کیون مہلت دی فرعون کو چارسو برس تک دعوائی خدائی کیون کرنے دیا انگریزونکو
ہندوستان پر کیون مسلط ہونے دیا کہ سلطنت تیموریہ غارت کرین روسیونکو کیون اسقدر اقتدار دیا کہ
سلطان روم جو سنیون کا امام زمانہ اور امیرالمومنین ہی اوسکی تخلیکی کرین ہم تو مسلمان کامل العقیدہ ہین اتنا خوب
سمجھتے ہین کہ جو کچھ خدا و رسول اور امام کرتے ہین مصلحت وقت و معین ہوتی ہی ع امور مملکت خویش خسروان دانند
اگر خاص ایسی حالت کی نظیر چاہتے ہین تو اسد الغابہ اور اصابہ اور تاریخ خمیس ملاحظہ کرین کہ اونمین عائشہ سی
منقول ہی کہ اسلام نے باوجودیکہ زینب بنت رسول اللہ اور ابو العاص کافر مین تفریق کر دی تھی مگر رسول اللہ
اسپر قادر نہ تھے کہ دونو کو جدا کرتے کیونکہ حضرت مکہ مین مغلوب تھی حلال و حرام کو جاری نہ کرسکتے تھی
کیون حضرت جب رسول اللہ باینہمہ قوت و شوکت و صولت و شجاعت کہ خود اسے ابو العاص کو ایکدفعہ
قید بھی کرلیا اسپر قادر نہوی کہ اپنی بیٹی کو ایک کافر کے تصرف سی نکالین تو جناب امیر اگر ایسے مجبور رہے کہ
بنص صریح ایک منافق سی بیٹی بیاہ دین تو کیون تعجب ہوتا ہی **قولہ** مرحب و انتر کی طرح غضب کرنیوالونکے
ایک ایک وار مین دو ٹکڑے کرتے **اقول** آپ سمجھی نہین وجہ اسکی یہ تھی کہ مرحب و انتر مرد میدان تھے
بھگوڑے بودے بزدلے مثل ثلثہ کے نہ تھے اور مردون کا دستور ہے کہ مردون سی تلوار کرتی ہین اور
نامردون پر تلوار کھینچنا مردون کے لئے موجب ننگ و عار ہی اس لئے غصب کرنیوالون کے دو ٹکڑے
نکئے **قولہ** جعفر جنی کے دو ٹکڑے کئے **اقول** ہمنے زعفر جنی سنا ہے مگر اوسکے دو ٹکڑے ہونا محض
جھوٹ ہی اور جعفر جنی کوئی ابوبکر کے سر کا بھتنا ہوگا ہ کان لی شیطانا یعتریتی فرماتے تھے یعنے ایک
شیطان ابوبکر کے سر پر سوار ہوتا ہے مگر اوسکا بھی دو ٹکڑے ہونا جھوٹ ہی ورنہ خلیفہ جی کے سر پر
کون کھیلتا **قولہ** کس دن کے لئے **اقول** دو دن کے لئے تھے ایک تو وہ دن کہ جس دن حضرات ثلثہ
بسبب دغابازی و نمک حرامی و نامردی و بزدلی پیغمبر کو نرغہ کفار نابکار مین چھوڑ کر رو بفرار ہوکر مصداق
قد باؤ بغضب ہوجائین اوس دن اونمین حضرت کے زور تلوار سے دین اسلام قائم رہتا تھا دوسرا وہ
دن کہ جس دن شرائط جہاد مجتمع ہوجائین جیسے معاویہ کے قصے مین **قولہ** برائی خدا کوئی اس عقل کی دشمن خبر

سے پوچھیے الی قولہ بیحرمتی کی بات کیا ہوگی اقول برائی خدا کوئی اس عقل کی دشمن خدا کے دشمن رسول کے
دشمن امام کے دشمن سی پوچھی کہ بیٹی کو ایک ظاہری مسلمان مسلمانون کے بادشاہ سی بیاہ دینی مین بیحرمتی کیا ہے
گو از راہ باطن وہ منافق و فرقہ و فاسق و فاجر بھی ہو شرع ظاہر پرست ہی بطون کا علم خدا کو ہی عوام کیا
جانین اور جن خواص نے جانا انکو بھی معلوم ہوا کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ بضرورت شرعیہ ہوا ہی اور اسپر روایات
اہلسنت بھی گواہی دیتی ہین کہ بجبر و اکراہ ہوا باقی رہا یہ امر کہ صاحب شجاعت نے بجبر و اکراہ کیون گوارا
کیا پس اسکی وجہ مکرر بیان ہوئی کہ شر انقطاع جہاد مقصود تھے جیسا کہ جناب رسولخدا کے خس و خاشاک سر پر ڈلوانی
اور غار مین چھپ جانے سے ظاہر ہے حالانکہ وہ حضرت شجاع ترین اولین و آخرین تھی اور جسکو آپ مین شک
ہو وہ کافر ترین اولین و آخرین ہی قولہ بجبر و اکراہ کافر و فاسق لینی پر مستعد ہوا اقول ظاہر کا مسلم تکلیف
و تصنع عوام کے نزدیک عادل نیکوکار متقی پرہیزگار بنا ہوا یہ باطن منافق بجبر و اکراہ نکاح لینی پر مستعد ہوا
نہ سفاح لینے پر مستعد ہوا اگر سفاح لینے پر مستعد ہوتا تو ضرور سیف اللہ کرنیکی لائق ہو جاتا اور مردونکی
تلوار نامردون پر نہ کبھی چلی نہ چلیگی مگر کوئی غلام قنبر لولو کے کھڑا ہو جاتا اور ایک چھری سی کام تمام کر دیتا
قولہ باینہمہ شجاعت و ہیبت و باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانی سی ڈر جاوین اقول پیغمبر خدا باینہمہ
شجاعت و ہیبت و جلالت و عظمت کہ ضعاف مضاعف جناب امیر تھی ایک ابو جہل کے ڈرانے سی ڈر جاوینا
اور گھر سے نکلکر غار تیرہ و تار مین باوجود تقویت یار غار تین دن تک چھپین اور یار غار کو باوجود گزندگی مار
رونے سے قتل چھپانے سے منع فرماوین اور کچھ چون و چرا لب پر نہ لاوین اور ننگ و عار استتار فی الغار کو
اپنی اوپر گوارا کرین اگر شیعونکا یہی عقیدہ ہی تو تف ایسے عقیدہ پر اور ہزار ہزار نفرین و تحسین اس فہم و
دانست پر شیعونکا تو یہ عقیدہ حمیدہ و عقلا کا پسندیدہ یہی کہ جناب رسولخدا اور علی مرتضی بجز اپنی خدا کے
کل موجودات سی کبھی ڈری ہی نہین مگر جس حالت مین حکم خدا جہاد کرنیکا تھا تو تابع اوسکی مرضی کے ہوکر کفار ہی
اور اون منافقین سی جنکو خدا یوذون اللہ و رسولہ فرماتا ہی اذیتین کھینچتی تھی و برلرضا اللہ صبر کرتی تھی
شان خدا ہی جو شخص ہر جیب اور بہر اثر سے نہ ڈرے اوسکو کچھ سمجھا و لا دالخر فالکھین کہ فلان ایسے بیچارے
بودے نزدلے سے جو ہر لڑائی مین کفار کو پیچھا دکر مولی و بہ ہوا کر سے ڈر گئے ارسے حضرت شیعون نے

اب کہا کہ ڈرے وہ تو یہی کہتے ہیں کہ چونکہ شرائط جہاد نہیں پائی گئی تھی اسلیئے نہ لڑے اور ظلم و جبر عاصبین خلافت پر صبر کرتے رہے الغرض صبر کرنا انبیائے اولی العزم کا جفاہائے کفار پر اور صبر کرنا اوصیاء اولی الجزم و الحزم کا ظلم و ستم منافقین غدار پر حضرات اہلسنت محمول اوپر جبن اور بزدلی اور ڈر جانے کے کرتے ہیں تھوڑی ہی تھوڑی ہی ایسی عقیدوں پر اور لاکھ لعنتیں اور ہزار نفرین ایسی تہمتوں پر سے گر سلمانے ہیں اکہ معدی ازدہ فاہر دو کہ بود تہرا زوہ رسانیدے

قال المخاطب القمقام ھداہ اللہ سبل السلام

پانچویں دلیل دیکھنی سی کتب معتبرہ شیعہ کے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ صلاحیت وکالت جناب امیرؑ کی نہ رکھتی تھی کیونکہ وہ حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل تھی اگرچہ ہمارا یہ لکھنا حضرات کو ناگوار گذریگا اور نادانستہ کو بہت حیرت و تعجب ہوگا لیکن ہمارا قصور نہیں ہی ہم یا ہمارے علما معاذ اللہ اونکی نسبت ایسا نہیں کہتی بلکہ حضرات شیعہ کے محدثین اور مجتہدین اونکا حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ علامہ طبرسی علماء شیعہ سے اپنی کتاب احتجاج میں حضرت علی مرتضی سی روایت کرتے ہیں کہ ذہب من کنت اعتضد بہم علی دین اللہ من اہل بیتی وبقیت بین حضرین قریبی العہد بجاہلیۃ عقیل و عباس کہ وہ لوگ میرے اہلبیت کے جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین میں مجھے بھروسا تھا اور اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے رہگئی ہیں یعنی عقیل اور عباس پس حضرت علی اونکو خوار و ذلیل کہتی ہیں اور اونکو جاہل سمجھتی ہیں تو کیونکر اونکو اپنا وکیل ایسی اہم معاملے میں کرتے اور کسلیئے اونکی بات ایسے بڑے معاملے میں سنتی اور کیون اونکے کہنی پر جاتے شاید حضرات شیعہ نے اسیواسطے حضرت عباس کے اوپر بار نکاح کرادینے کا رکھدیا ہی کہ وہ بقول مرتضوی خوار و ذلیل تھی اسیواسطی ایسی ذلت کی باتیں کیا کرتے مگر تعجب ہی حضرت امیر علیہ السلام سی کہ اونہون نے ایسے ذلیلونکی بات کیون سنی اور کیون اونکی کہنی پر عمل فرمایا اور یہ کوئی شیعہ خیال نکریگا کہ فقط خوار و ذلیل کہدینی پر جناب امیرؑ نے قناعت کی ہی بلکہ اگر اونکے کتب معتبرہ سے ڈھونڈھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیرؑ نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو صاف گالیاں سنائی ہیں اور معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیرؑ نے حضرت عباس کو ولد الزنا بنایا ہی اگر کسی کو شک ہووے

دعاروحصہ کلینی اور حیات القلوب کو ملاحظہ کریں مولانا و بالفضل اولانا مولوی علی بخش خان صاحب اپنی ایک
رسالہ میں اوسکی نقل کرتے ہیں ہم اس سے بھی منتخب کرکے مشتاقین کو سناتے ہیں وہو ہذہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین
لکھا ہے کہ ابوجعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ نفیلہ مادر عباس کنیز بود زبیر و ابوطالب
و عبداللہ ابنای عبدالمطلب بود عبدالمطلب با و مقاربت کرد و عباس از ان بہم رسید زبیر با عبدالمطلب دعوی کردہ و
بہ پرخاش بر آمد کہ این کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است تو بے رخصت ما با او مقاربت کردی و این
فرزندی کہ بہم رسید یعنی عباس بندہ ماست پس عبدالمطلب اکابر قریش را بہ شفاعت نزد وی فرستاد کہ
تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسے کہ ما و فرزندان
ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ امری با ما شریک نشوند و حصہ نبرد پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و
اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود پس اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت
عباس معاذ اللہ معاذ اللہ کنیزک زادی اور توبہ توبہ ولد الزنا تھے اور اونکی کنیزک زادگی وغیرہ کی سند مہری
دستخطی ائمہ کے پاس موجود تھی شاید اسی وجہ سے حضرت عباس نے حضرت علی کو اسیا ذلیل کیا کہ انکی بیٹی ام کلثوم
کا جبر و اکراہ نکاح عمر کے ساتھ کرا دیا اور جبکہ بروایت اہل تشیع حضرت عباس کے نسبت ولد الزنا ہونا و حاشا
حاشا ثم حاشا من ذلک ثابت ہوا تو لامحالہ اونکا دشمن اہلبیت ہونا بھی لازم ہوا اسلیئے کہ ہزار ہا احادیث اور
اقوال سے ثابت ہے کہ ولد الزنا کا کوئی عمل مقبول ہی نہ وہ کبھی دوستی ساتھ اہلبیت کے رکھیگا کہ اسکو ہم
بحار الانوار اور علل الشرائع اور احتجاج طبرسی اور تالیفات قاضی نور اللہ شوستری سے آئندہ ثابت کرینگے
انشاء اللہ تعالے الملک یہ بات ایسی مشہور ہے کہ عوام و خواص مومنین اس سے واقف ہیں اونکی بچون کی
زبان پر بھی کلمہ جاری ہے کما قال قائلہم علیہ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری کہ دست غیر گرفت
است پای مادر او۔ کوئی صاحب مومنین سے شبہہ نہ کریں کہ یہی ایک روایت حضرت عباس کے نسبت
ہوگی بلکہ علاوہ اسکے بہت سے احادیث و اخبار اونکی شان میں موجود ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی حیات القلوب
مین بسند معتبر فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین فرمود کہ در حق عبداللہ ابن عباس و پدرش این آیہ نازل
شد من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی یعنی تو صاف باپ بیٹے دونوں کا دنیا و عاقبت مین اندھا ہونا

اونکی کتابون سے نکال دیا بلکہ خدا کی شہادت سے ان دونون یعنی عباس اور اونکے بیٹے عبد اللہ کا اندھا اور بے بصیرت ہونا ثابت ہو گیا استغفر اللہ استغفر اللہ تشیع بھی عجب مذہب ہے کہ جسکی تیر ملامت سے کوئی نہین بچا اصحاب کو تو کافر اور منافق پہلے ہی بنا چکے البتہ رہ گئے تھے وہ بھی لعن طعن سے نہ بچے خدا یا تشیع دین مذہب ہے یا الحاد و زندقہ ہے جسکے بانی نہ رسول کا خیال کرتے ہین نہ اہلبیت کا لحاظ رکھتے ہین نہ اصحاب کو برا بھلا کہنے سے چھوڑتے ہین نہ حضرت کے قریبون کو لعن و ملامت سے محفوظ رکھتے ہین بلکہ جو سامنے آیا اوسکو برا بھلا کہنا شروع کیا جسکا ذکر آیا اوسی پر تبرا کرنے لگے کسی کو صراحتاً کافر بنایا کسی کو اشارتاً منافق کہا کسیکو یقیناً فاسق ٹھہرایا کسیکو ولد الزنا کسی کو اندھا فرمایا واہ کیا دین ہے اور کیا مذہب جسکی طعن و تشنیع سے کوئی نہ بچا تو ایسے با حیا مذہب کی شکایت ہم صرف اصحاب کے برا بھلا کہنے پر کیا کرین بہت گھایل تیرے نظر کا ہنوز دگر ہر ایک پہ زخمی مجھ ایک بندہ درگاہ ہی نہین ہے اگر کوئی مومن حضرت عباسؓ کے اون فضائل اور کمالات کو اس روایت کے معارضہ مین پیش کرے اور اسی شخص پر برہم رکھے تو اوسکو چاہیئے کہ اس خیال محال سے درگذرے اور ملا باقر مجلسی کے فیصلہ کو جو حیات القلوب مین انہون نے کر دیا ہے دیکھ لے کہ وہ فرماتے ہین کہ بدانکہ در باب احوال عباس مدح و ذم او احادیث متعارض است و اکثر علماء بخوبی او میل نمودہ اند و آنچہ از احادیث ظاہر میشود آنست کہ او در مرتبہ کمال ایمان نبودہ است پس ملا صاحب نے سب جھگڑا قصہ ہی طے کر دیا اور حضرت عباس کے ناقص الایمان ہونے پر فتوی دیدیا شاید اونکی نقص ایمان کا سبب سب سے زیادہ یہی تصور کیا گیا ہو کہ اونہون نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ کر دیا

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

حضرت مخاطب اب تک تو جناب امیر کے طرف متوجہ تھے اور عیاذاً باللہ بیحیائی و بیغیرتی اور جبن و نامردی کے اونحضرت کی طرف نسبت دیرہی تھی حالانکہ ان اوصاف کے ابوبکر و عمر اللہ سزاوار ہین کہ فرار عن الزحف اونکا شعار تھا فجعلہ اللہ مقطوع اللسان بمقاریض النیران اب متوجہ حضرت عباس کے جانب ہوئی اور اونکی چند اوصاف ذمیمہ اپنی نافہمی سے بیان فرماتے ہین ایک یہ کہ جناب امیر کے نظرون مین معزز و

اکرم مثل حضرت حمزہ و حضرت جعفر کے نہ تھے بلکہ ذلیل و حقیر تھے دوسرے یہ کہ وہ ولد الزنا تھی تیسرے یہ کہ عقاید دینیہ
و معارف یقینیہ مین وہ بے بصیرت و اعمی تھی جو تھی یہ کہ اونکا ایمان کامل نتھا بلکہ ناقص الایمان تھی اور جو شخص متصف
باین صفات ذمیمہ ہوا وسکو کسی کام مین لیاقت اور صلاحیت وکالت نہین ہی پس جو نکاح عمر کا بوکالت اونکے
ہوا وہ باطل ہی بندہ کہتا ہی کہ یہ کل ہذیانات مخاطب ہین اور انکا افکار نازیبا مخاطب باعزو تمکین کے
انشاء اللہ تعالی ثانیہ فضول ہی مدخول بچند دخول ہین اولاً یہ کہ شیعون نی وکالت عباس تمہاری ہی راویان کذابین
سی بفرض و تسلیم قبول کیا ہی نہ حقیقتہً کیونکہ شیعہ ابتدا سے منکر اصل واقعہ کا ذبہ کے ہین اور خود تمہاری
روایات سے اپنے انکار کو ثابت کرتے ہین پس روئی عتاب بنی راویان کذاب کیطرف چاہیے تھا کہ
تمنی نکاح عمری مین ایسی نامعقول کو کہ جسکو شیعہ بزعم فاسد مخاطب ایسا ایسا سمجھتے ہین کیون وکیل کیا سبب جسکے وکیل
پکڑ باندھی تو دنیا جہان مین بہت لوگ قابل وکالت ملسکتے تھی انہین پر وکالت منحصر کرنیکی کیا ضرورت تھی
شیعون کا اس مین کیا قصور ہے اونہون نی تو جس بات کو وہ خود محض باطل سمجھتی تھی تمہارے کہنے سے کہ یہ
نکاح بنا رضامندی جناب امیر عباس کی وکالت سی ہوا فرضاً قبول کرلیا اسکا الزام کہ وکیل برا تھا یا بھلا
شیعون کو کیون دیتی ہو اونہین لوگون کو دو جنہون نی انکو وکیل بنایا ہی ثانیاً یہ کہ شیعون نے تو بقول تمہارے
راویونکے یہ نکاح بنا رضامندی جناب امیر بجبر و اکراہ بتوسط عباس ہوا تھا کہ جناب امیر ایسے ناراض
تھے کہ خود متکفل اس نکاح کی نہوی بلکہ عباس کو متکفل کیا کہ اونہین نی ساز و سامان اسکا کر دیا یہ کب شیعون نی
کہا کہ وکیل صیغہ عقد نکاح پڑہنی کا عباس کو کیا تھا پس بقول تمہاری اگر ایک کافر فاسق یا ولد الزنا ہی متاول
متکفل ساز و سامان نکاح ہو تو وہ نکاح باطل کیونکر ہو اثنا لثا مسلمنا کہ عباس وکیل صیغہ عقد کے تھے مگر تمہاری
کسی کتاب سی ثابت کیجیے کہ وکیل عقد صاحب ان صفات ذمیمہ کا نہین ہو سکتا ورنہ نکاح باطل ہو جائیگا
قواعد الاحکام علامہ علیہ الرحمہ مین موجود ہی و یصح ان یکون الوکیل فاسقاً ولو فی ایجاب النکاح او کافراً
باذن مولاہ ولو ارتد المسلم لم تبطل وکالتہ یعنی صحیح ہی یہ کہ ہو وکیل فاسق اگرچہ ایجاب نکاح مین ہو یا
یا غلام باذن اپنی آقا کے اور اگر مرتد ہو جاوی مسلمان تو وکالت اوسکی باطل نہوگی ہماری کتاب سی
دیکھا کہ اگر عباس فاسق و کافر و مرتد بھی ہوتے تب بھی نکاح کے جواز مین کچھ کلام نہین خیر ہماری کتاب جانے

اپنی ہی کسی کتاب سے ثابت کیجئے کہ صحت وکالت مین شرط ہی کہ وکیل معزز ومکرم ہو اور کسی کے نظر مین ذلیل وحقیر نہو
اور طاہر المولد ہو تعجب ہے کہ وکالت مین مثل امامت نماز کے شرط طاہر المولد ہونیکی ہو اور زنا زادگان بنی امیہ وبنی عباس
خلیفہ رسول اللہ بنائے جاوین اور یہ بھی کسی اپنی کتاب مین دکھائے کہ جو شخص حضرت عمر کے ولد الجاریہ ہو اوسکی بھی
وکالت جایز نہین اور ابن الصہاک الحبشیہ ہونا حضرت عمر کا فقط قول جناب امیر سے ثابت نہین ہی بلکہ کلبی مفسر
نے اپنی کتاب مثالث مین علی النقل تصریح اسکی کی ہی اور عمر عاص نے بھی بقول خود کہ مین جاریہ زادہ نہین ہون
بہ کنایہ ابلغ من التصریح اس مضمون صدقت مشحون کیطرف تلمیح فرمائی ہی اور حضرت عمر نے اوسکے جواب مین
فرمایا کہ جب مرغی خاکستر مین لوٹتی ہی تب اوسکے انڈے کہلاتے ہین کمافی النہایہ اور بھی کسی اپنی ہی کتاب مین دکھائیے
کہ کامل الایمان ہونا شرط صحت وکالت ہی الحاصل بے سند کوئی بات کہنا حضرت مخاطب کے لغویت کی پوری
دلیل ہی ہمکو اس بے سروپا بکنے سے اونکی خوب ثابت ہوگیا کہ مقصود اصلی ذات شریف کا انہی بہائیون
کچھ بے وقعتیون کے نزدیک برائی مذہب تشیع کی ثابت کرنا ہے یعنے یہ ایسا برا مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر
اور عمر کو تو یہ لوگ منافق بناتے ہی ہین یہ سسرے سالے تو ایکطرف پیغمبر صاحب کے چچا کو بھی برا بھلا کہتے ہین
غافل ہین ہی کہ شیعون کے مذہب کا مدار اوپر سسرے سالے گورے کالے چچا بچا کے اچھا سچا جاننے پر نہین ہی بلکہ
مدار مذہب شیعہ اوپر اقرار وحدانیت خدا اور رسالت رسولخدا اور خلافت ائمہ ہدا کے ہے اور عباس خواہ
مثل ابوجہل اور ابولہب کے کہ جسکے شان مین تبت یدا ابی لہب ہی اور پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا تھے کافر ہون
خواہ مثل ابوبکر وعمر کے منافق ہون شیعون کے مذہب کا کوئی ضرر نہین ہی اور یہ جو مخاطب نے فرمایا کہ عباس اہلبیت
سی ہین کون مسخرا عباس کو اہلبیت کہتا ہے جز ایک بی ایمان زید بن ارقم کے کہ سراسر بے ایمانی وقت استشہاد
جناب امیر بحدیث من کنت مولاہ اوسنے سکوت اختیار کیا اور بد دعائی جناب امیر کی سزا دنیا ہی مین پائی
ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی وہ بے ایمان کہتا ہی کہ ازواج تو اہلبیت نہین ہین مگر من حرم علیہم الصدقۃ اہلبیت
ہین پہلی بات تو اوسنے سچ کہی ہی کہ ازواج اہلبیت نہین ہین اور اسکو ہمنی بحث نجوم مین بدلائل قطعیہ عقلیہ
نقلیہ بخوبی ثابت کیا ہے لیکن دوسری بات اوسکی کہ اہلبیت وہ ہین کہ جنپر صدقہ حرام ہے غلط ہے اسلیئے کہ
سابنی عبدالمطلب پر صدقہ حرام ہی پس ابولہب اور اوسکے فرزندان عتبہ عتیبہ اور فرزندان فرزندان سب

داخل اہل بیت ہو گئے پس اگر عباس بھی داخل اہل بیت ہو گئے تو کیا فخر و نازش اور ابو لہب سی کیا امتیاز ہوا لیکن وہ اہل بیت
جو مورد عصمت و طہارت اور مصداق آیۂ تطہیر یعنی چاردہ معصوم علیہم السلام کے کوئی نہیں ہو سکتا کما اثبتناہ
فی حدیث النجوم مستقصا یہ تھا جواب اجمالی اب فقرات شکنی مطالب سنی ونکی فقرات پشت توڑے جاتے ہیں قال اللہ المستعان
وہو خیر معین ونعم المعین قولہ صلاحیت وکالت نرکھتے تھے کیونکہ وہ حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل تھے
اقول ذلیل کا اگر مراد مظلوم ہونا ہے تو درست ہے اور ذلیل وخوار صلاحیت وکالت نہیں رکھتا ہی یہ بات محض دروغ
بے فروغ اور کذب مفتری ہی اگر شیعونکی کتابون سی مطلب ثابت نہ ہوا تو سنیون ہی کی کتابون سی ثابت فرماتے اور مثل اپنی
سطور کے اپنے منہ کو جھوٹ بولنے سے کالا نکرتے تو البتہ حضرات شیعہ کو ناگوار گذریگا اقول عجب حماقت ہی
کہ شیعونکو ناگوار گذریگا شیعونکو جو چاردہ معصوم کے کسی ہی اعتقاد عصمت و طہارت نہیں ہی شیعون نے کسی بت پرست
کو اپنا پیر نہیں بنایا ہے اگر عباس ایسے ہزار شخص مثل ابو جہل و ابو لہب کے کافر یا مثل ابوبکر و عمر کے منافق ہوں
شیعونکی مذہب کا کیا ضرر ہے شیعونکی بلا سے قولہ ہمارا قصور نہیں ہی اقول ہاں آپکا قصور نہیں بلکہ فہم و ادراک
کا قصور اور دماغ میں جام صبوحی کا فتور ہی تو آپ بیچارے کیا کریں جن عبارتون سی آپ ذلت وخواری اور ولد الزنا
ہونا ثابت کرتے ہیں ہرگز ان عبارتونکو کوئی دلالت آپکے مقصود پر نہیں ہی بلکہ خود غلط فہمی و غلط اندیشی حضور
سے ہے غلط در غلط انشا غلط الاغلاط جیسا کہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی فانتظروہ قولہ علی مرتضی سی روایت کرتے
ہیں اقول اصل حدیث میں لفظ ضاحین ہی اوسکی تصحیف بحقیرین کے اور ترجمہ میں اوسکا حقیرین پڑھکر معنی خوار و
ذلیل کیا اس شخص سی کوئی پوچھے کہ کس جگہ ضاحین سے حقیرین کے معنی ذلیل وخوار کے کہا ہے یا کسی کتاب لغت کا
پتا دیجئے یا جناب سے نا بینے اور سمجھ نہ کہا کسی صیغہ ہو جائی معنی ضاحین کے برہنہ پا کے ہیں اور
مقصود اوس کا یہ ہے سر و سامانی اونکی یا صاحب عزم و جزم نہ ہونا اونکا ہے حضرت افسوس فرماتی ہیں شہادت
حضرت حمزہ اور جعفر طیار پر کہ صاحبان عزم و جزم تھے اور فرماتے ہیں کہ لو کان عندی لما اطمعا فیہا یعنی اگر
وہ دونو المزدوا لے العزی ہیں فرو زندہ ہوتے تو ابوبکر و عمر غصب خلافت کی طمع نہ کرتے جو لوگ میرے
گھر انے کے اور جنسے قوت بازو تھی وہ جاتے رہے اور باقی رہ گئے دو ضعیف
کہ صاحب عزم و جزم نہیں یعنی عقیل و عباس اور قریب العہد بالجاہلیت اونکو سلمی کہا کہ ایمان لانا اونکا سبب

متاخر تھا یعنے عقیل وعباس طوعًا وکرہًا بعد فتح مکہ ایمان لائے اور اون مہاجرین مین نہوئی جو بخوشی خاطر مہاجر اسلئے اللہ والرسول تھی عقیل نی جناب رسولخدا کے مکانات مکہ کے بیچڈالے عباس بدر مین شریک کفار ہوکر گرفتار ہوے مگر جناب رسولخدا نے کہ رحمۃ للعالمین وخلق مجسم تھی عفو فرمایا غرضکہ مفہوم ذلت وخواری جو لفظ حقیر مین سنی مخاطب سمجھا وہ لفظ اوسکا یا اونکی موچی صاحب کا تراشیدہ ہی وجبکہ علامہ عینی وغیرہ نے قائل کلمہ ہجر کو کہ حضرت عمر تھی قریب العہد بالجاہلیۃ کہا ہی اور بروایت اصحاب صحاح ستہ جناب رسالتمآب نے قوم عائشہ کو جنمین ابوبکر یقینًا داخل تھی قریب العہد بالجاہلیۃ فرمایا ہے تو حضرت عقیل وعباس کے نسبت ایسے لفظ کے استعمال سی کیونکر اعتراض ہوسکتا ہی مع ان الفرق بینہما ظاہر **قولہ** وکو جاہل سمجھتی توکیونکر اونکو اپنا وکیل اپسے اہم معاملہ مین کرتے **اقول** کسی شیعہ سنی نے نہین لکھا کہ وکیل کو عالم ہونا شرط صحت وکالت ہی اور وکالت جاہل مطلقًا باطل ہی **قولہ** ایسی ذلت کی باتین کیا کرتے **اقول** تم ایسے ذلیلونکو ہر بات ذلت ہی کے نظر آتی ہی اونہون نے کوئی بات ذلت کی نہین کی بلکہ جو بات کی بمقتضای مصلحت وقت کے **قولہ** اور کیون اونکے کہنے پر عمل فرمایا **اقول** نظر بمصلحت وقت عمل فرمایا **قولہ** حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو **اقول** خدا کی مار ایسے کذاب افترا اور بہتان صریح پر ایک روایت ضعیف امام جعفر صادق کیطرف منسوب ہی جناب امیر کا اوسمین ذکر نہین ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کیا جھک مارتے ہین اور جناب امیرؑ پر کیون بہتان کرتے ہین **قولہ** صاف گالیان سنائی ہین **اقول** ہم تو جھوٹونکو صاف گالیان نہین سنا سکتے مگر اپنے دلمین جو کہنا ہے کہہ لیتے ہین روایت مین بیان ایک امر واقع کا ہی بطور اخبار احاد کے محتمل الصدق والکذب ہے نہ کہین اوسمین گالیان ہین نہ ولد الزنا ہے پھر ولد الزنا سمجھنا دلیل حلال زادگی ہی **قولہ** نقل کفر کفر نباشد **اقول** چونکہ اصل کفر ہے نہین تو نقل بی اصل حقیقت مین کفر ہے **قولہ** حضرت عباس کو ولد الزنا بنایا ہے **اقول** جو عبارت حضرت مخاطب والاخطاب نے نقل فرمائی اوسمین نہ لفظ ولد الزنا ہے اور نہ کوئی ایسا لفظ ہے کہ جس سی معنی ولد الزنا کے نکلین پس ولد الزنا کوئی حلال زادہ نہ کہیگا **قولہ** مولانا دام بالفضل والا نعام **اقول** اگر آپکے مولانا بولانا نے اس روایت سی معنی ولد الزنا نکالی ہین تو خدا اونکو اوسکی جزا دیوے جزاء الکلاب العاویات وقد فعل — اور اگر آپ نے نکالا ہے تو خدا آپ

دنیا و آخرت مین سمجھے اللھم این محمد و آلہ الطاہرین **قولہ** پس اس روایت سی **اقول** یہ روایت اخبار احادسی ہے اور بکار آمد اعتقاد نہین اور خود مولانا ی مجلسی اسکی تضعیف کرتے ہین اور اسکو عجیب و غریب فرماتے ہین اور سند موثق و معتبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکے رواۃ مین کچھ سُنی بھی ہون پس قابل قبول نہوگی **قولہ** صاف ثابت ہوا کہ حضرت عباس معاذ اللہ معاذ اللہ کنیزک زادی **اقول** کنیزک زادگی کوئی عیب حقیقتہً نہین ہی بلکہ ایک امر اعتباری ہی اکثر شرفا و نجبا و امرا و رؤسا و وزرا و سلاطین کی بیٹی بیٹیان لونڈی غلام بنائی گئی اور بکے اور مول لیئے گئے حضرت یوسف غلام بناکر مصر کے بازار مین بکے حضرت ہاجرہ بادشاہ کی بیٹی کنیزی حضرت ابراہیم مین دی گئین پھر اونمین کیا برائی ہوئی یہ کنیزک زادگی کیا ویسی تھی جیسے عمر کی کنیزک زادگی تھی جسکو جناب امیر ابن الصہاک الحبشیہ فرماتے تھے اور خالد بن ولید ہاشیہ ابن الحنتمہ کہتے تھی باپکے طرف کبھی نسبت نہ کرتے تھے اور جب عمرو عاص عالی نسب نے تعریض کیا کہ وہ شخص ابن الجاریہ یعنی ہی تب حضرت عمر یون گڑگڑائی کہ جب مُرغی خاکستر مین لوٹ کر انڈے دیتی ہی تب اوسکے انڈے کہلاتے ہین کما فی النہایہ **قولہ** اور توبہ توبہ ولد الزنا تھے **اقول** توبہ توبہ پیچھے سے کیئے گا پہلے اپنے خلیفہ صاحب کی حلال زادگی کی خبر لیجیئے زبان شیعہ سی آپ اونہین کیا فرما چکی ہین اور اقرار اپنی مجہول النسبی کا خود زبان حضرت عمر سے ازالۃ الخفا مین دیکھ لیجیئے اور بڑے پیچدار رشتے سیہ پشتی کہ جسمین دادی نانی ہو اور مان بہن ہو اور ماموں باپ ہو زبان اہل سنت سی کتاب روض الانف سہیلی و کتاب المعارف ابن قتیبہ اور تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین ملاحظہ فرمائیے اور یہی سبب تھا کہ جب ابو ہریرہ نے حدیث ولد الزنا شر الثلثہ یعنے ولد الزنا زانی و زانیہ سی بدتر ہی بیان فرمائی تو عبد اللہ عمر نے اوسکو رد کرکے فرمایا بل ہو خیر الثلاثہ یعنے ولد الزنا تینون مین بہتر ہے جیسا کہ کنز العمال مین ہی اور بنا براسکے ولد الزنا نجیب کا قاعدہ اہل سنت کے یہان بنایا گیا ہی جیسا کہ محاضرات راغب اصفہانی مین ہی کہ کہا قدامہ نے کہ اولاد زنا نجیب ہے اسلیئے کہ زانی برغبت تمام و نشاط کامل ہمبستری کرتا ہے پس خروج نطفہ کامل سی ولد کامل پیدا ہوگا بخلاف زوجہ حلال کہ مقاربت اوس سی بتکلف و تصنع ہوتی ہی پس لڑکا ضرور ناقص ہوگا اور علامہ قطب الاقطاب سینوسنگے قطب الدین شیرازی بھی اپنے نزہۃ القلوب مین اسی قاعدہ سی نزہت القلب اپنی معتقدین کے فرماتے ہین ہرکیف دعوای حضرت عالمیان

کہ اس روایت سی صاف ولد الزنا ہونا ثابت ہو محض کاذب و باطل و دروغ بیفروغ ہی اس روایت کے
کسی لفظ کو دلالت ولد الزنا ہونے پر نہین ہی اس لیئی کہ نہایۃ الامر یہ ہے کہ وہ جاریہ اونکے بیٹونکی میراث
ماوری تھی کیون نہین جائز ہے کہ باجازت تخواہ اپنے بیٹونکے اوس سی مقاربت کی ہو اسلیئے کہ اولاد
لائق ضرور اطاعت والدین کیرتی ہی اور اونکی افعال اور احکام پر بصدجان و دل راضی ہوتی ہی چنانچہ
حضرت عبداللہ والد ماجد جناب رسولخدا نی اور حضرت ابیطالب والد ماجد علی مرتضی نی کوئی تعرض اس امر مین
نہین کیا ایک زبیر نے نالائقی کی کہ اپنی پدر والاقدر رضی اللہ عنہ پر بعد از فعل معترض ہوا پس معترض ہونا
بعد فعل کے دلالت کرنیوالا اوپر ناجائز ہونے فعل کے جو قبل از اعتراض ہو نہین ہو سکتا تو اس صورت مین
کہانسے ولد الزنا ہونا ثابت ہوگا علاوہ اسکے جب وہ جاریہ میراث مین بیٹونکی پہونچی تھی تو لاریب ربیع
اوسکا حق زوجیت مین عبد المطلب کو پہونچا ہوگا اسلیئے کہ شوہر نصف مال زوجہ کا وقت عدم الولد وارث
ہوتا ہی و ربیع کا مع الولد پس اس ایک ربع اور دو بیٹونکے جو راضی فعل والد پہ تھے دو ربیع یعنی تین ربیع
مالک حضرت عبد المطلب تھی فقط ایک ربع کا مالک زبیر ہوا پس دعوائی نالائقی اوسکا عبدیت کل عباس
کا محض لغو اور باطل ہوا اور جائز ہے کہ جب شریعت پر وہ تھے اوسمین تصرف جاریہ کا تین ربیع کے مالک کو
بلا نکیر جائز ہوا اور اگر ہم فرض کرین کہ مطابق ہماری شریعت کے جائز بھی نہو تو تصرف جاریہ مشترکہ زنا نہین
ہے ورنہ متصرف جاریہ مشترکہ پر حد زنا جاری ہوتے حالانکہ باتفاق فقہائی شیعہ و سُنی حد زنا جاری کرنا اوسپر
جائز نہین ہی اور جب زنا نہوا تو ولد الزنا ہونا عباس کا ثابت نہوا اور اگر ہم بخلاف کل فقہائی شیعہ و
سُنی کے فرض کرلین کہ تصرف جاریہ مشترکہ زنا ہے تو کیون نہین جائز ہے کہ بفتوائی حضرت ابی حنیفہ حضرت
عبد المطلب نے اوس سی نکاح کرلیا ہو اسلیئے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ماہن سے بھی آدمی باوجود علم بحرمت
کے نکاح کرکے دخول کیا کرے تو وہ ہرگز زنا نہین ہی اور حد زنا جاری کرنا اوسپر جائز نہین ہی جیسا کہ ہدایہ اور
فتاوی قاضی خان مین اسکی تصریح موجود ہی اور جب محی الدین عربی عموما فروج بنی آدم کو حلال کہتی ہین تو
اہل سُنت کو اس کنیز کے تصرف مین یا اپنی بنات وغیرہ مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور مسئلہ لف حریر بھی
شائقین کے لیئے کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین موجود ہے ولو جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لم تثبت الحرمۃ

یعنے اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر کسی عورت سے جماع کرے تو حرام نہین ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ وہ جاریہ
ملفوف الذکر بالحریر تصرف مین آئی ہو پھر کیف اس عبارت سے کسطرح عباس کے ولد الزنا ہونیکا ثبوت تو نہوا
مگر اونکو ولد الزنا کہنیوالونکا اس حدیث سے نطفہ ناپاک ور نطفہ شیطان اور نطفہ بیوقت ہونا بخوبی ثابت
ہوگیا ہمکو بہت افسوس ہوتا ہی کہ اہل سنت ایسی روایات غریبہ غیر موثوقہ پر تو اسقدر نازان ہوتے ہین اور یہ نہین
خیال کرتے کہ خود بدولت نے ایک حضرت عمر کے پالائش ور پیچ مین کیا کیا قیامت ڈھا رکھی ہی معاذ اللہ جناب
رسالتمآب کے نسب مین سفاح ثابت کیا ہی اور کس طرب زبانی سے اوس نسب اطہر و انفس پر معترض ہوتے ہین حالانکہ بدرجہا
انکے بالکل وہی حالت بیان ہی قائم کرتے ہین جن بزرگون سے حضرت عمر کا نسب نامہ جسکو اپنا تھا ایک ہی عالم اسکا قائل
نہین ہی بہت سے علمائے انکی جو حقیقۃ شیطان مجسم تھے اس بلا مین مبتلا ہوکر اپنی نامۂ اعمال کو مثل روئی نحس سیاہ کیا ہی ہم
بخوف طوالت کلام مخالفین اسلام اون تصریحات کو نہین لکھتے مگر اتنا کہتے ہین کہ وہی روض الانف سہیلی اور کتاب المعارف
ابن قتیبہ کو بنظر غور دیکھیں پس بالفرض اگر حضرت عباس کا نسب مخدوش ہوا تو کیا ہوا تم تو نسب نبی کو مخدوش اور
غیر صحیح بتاتے ہو ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا خدا کے واسطے اب بھی شرم کرو حیائے عثمانی سے کام لو
ورنہ ہمکو مجبوری آپکے عثمان بن عفان معاویہ بن ابی سفیان عمرو عاص مغیرہ بن شعبہ طلحہ زبیر ابو عبیدہ جراح سعید
بن یزید بن خطاب وغیرہ کے نسب نامہ کو حضرت عمر کے نسب نامہ سے ملانا پڑیگا **قولہ** تو اونکا لا محالہ دشمن اہلبیت
ہونا بھی لازم ہوا **اقول** جبکہ اونکا ولد الزنا ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ہم نے بشرح و بسط بیان کیا تو اونکا
دشمن اہلبیت ہونا بھی ثابت ہوا اگر حضور کے عجب میان عمر صاحب تو بیشک دشمن اہلبیت تھے خلافت کو فدک کو چھینا
گھر جلانیکو آگ لکڑیان جمع کین سے بغض اولے علامتہ معروفتہ کتبت علے جبہات اولاد الزنا بغض علی
یعنی امیر المومنین علی سلام اللہ علیہ ایک نشانی ہی کہ لکھی گئی ہی اولاد زنا کی پیشانیون پر **قولہ** آئندہ ثابت کرینگے
اقول کچھ ضرورت ثابت کرنیکی نہین ہی ہمکو بے ثابت کیے ہوئے بصد جان و دل منظور اور قبول ہے
اور صرف ہماری ہی بیان پر روایت نہین ہی بلکہ ملک العلماء دولت آبادی آپکی ہدایۃ السعداء مین بہت سی روایتین خود
اپنی بیانکی لکھتے ہین کہ دشمن علی ہوگا مگر ولد الزنا بہ تعیین بیان معاد احادیث مین آپ سے کسیقدر کوتاہی ہوئی ہی
یعنی مضمون صدق مشحون بعض احادیث کا یہ ہے کہ دشمن اہلبیت ولد الحرام ہی یا وہ کہ جسکے نطفہ مین شیطان شریک

ہوا ہے راوی نے عرض کی کہ آیا آدمی کی نطفہ مین شیطان بھی شریک ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہان ہوتا ہے کیا تو نے
نہین سنا ہے قول خداوند عز وجل کہ فرماتا ہے وشارکہم فی الاموال والاولاد نہین اور حدیثون مین ہے کہ ترک تسمیہ
عند المقاربۃ ہی باعث شرکت شیطان ہے پس اقسام اہل عداوت صاحبان فراست سمجھ سکتے ہین آپ خود اپنے حق مین
غور فرمالیجیے کہ کس احتمال کا محل ہوسکتا ہے وان لم تعلم فاسئل پاک قولہ اونکی بچون کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے اقول ہان بچون کی زبان پر
بلکہ کل سمجھون کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے بیت شعر کہ بگذرد از ہفت چرخ افسر او + اگر غلام علی نیست
خاک بر سر او ـ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری کہ دست غیر گرفتہ است پای مادر او قولہ اعمی و بے بصیرت
ہونا ثابت ہوگیا اقول پہلے کسی دلیل عقلی نقلی سے کامل الایمانی و رفیع المکانی اور حبر وعبیدہ ثانی ہونا عباس و
عبد اللہ اونکی فرزند کا آپ ثابت کرلیتے تب ان اخبار احاد پر جو شیعون کے نزدیک بکار آمد اعتقاد نہین ہین
کچھ اعتراض کرتے اور کہتے کہ یہ حدیث چونکہ اونکی ناقص البصیرتی فی الدین پر دلالت کرتی ہے تو اونکی کامل الایمانی
قطعی کے خلاف ہے تو اوسوقت ہم کہتے کہ اخبار احاد سے ہے نہ قابل اعتماد ہے نہ لائق اعتقاد اور جب آپنے
کامل الایمانی اونکی ثابت ہی نہین کی تو پھر اس حدیث پر آپکا اعتراض کرنا بہت جھک مارنا ہے قولہ استغفر اللہ
تشیع عجیب مذہب ہے اقول ہمکو چونکہ حضرت مخاطب ایسے شیاطین کا بھگانا منظور ہے اسلیے ہم کہتے
ہین کہ لاحول ولا قوۃ لاحول ولا قوۃ مذہب تسنن بھی عجیب وغریب مذہب ہے کہ ہر ناقص کو کامل اور ہر کامل کو خامل
ہر ردی کو فاضل اور ہر فاضل کو عاطل ہر باطل کو حق اور ہر حق کو باطل بناتی ہین یہی ابن عباس ہین جنکو آپکے خلیفہ برحق
عبد اللہ بن زبیر فاجر کہتے ہین اور حضرت عباس کو آپکے خلیفہ دوم اپنی مجلس سے نکلواتے ہین قولہ اصحاب کو تو
کافر اور منافق اقول عام اصحاب کو نہ کہیے بلکہ خاص اصحاب ثلثہ اور اونکی اتباع کو فرمائیے تو صحیح ہے ورنہ سراپا
جھوٹھ ہے قولہ اہل بیت رسول کے تھے وہ بھی ان طعن سے نہ بچے اقول کس احمق نے عباس کو اہلبیت بنایا جو
زید ارقم کہ اوسنے بھی ان لوگون کو تو اہلبیت سے خارج کیا مگر عباس اور ابولہب اور اوسکی اولاد کو اہلبیت مین داخل
کیا اور ہم بحث حدیث نجوم مین بدلائل عقلیہ و نقلیہ پوری طرح سے ثابت کرچکے کہ سوا انکی چار دہ معصومون کے
دنیا مین کوئی مصداق انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کا نہین ہوسکتا یا انہین سمجھے آپ
ایسے عاقل و ذی ہوش صاحب ایسے فاضل کے دوسرا کوئی ان روایات سے لعن سمجھتا ہے نہ طعن قولہ

ہو یا تشیع دین و مذہب ہے یا الحاد و زندقہ اقول خدا یا تسنن دین و مذہب ہے یا منافقین کا الحاد و زندقہ ہے جسکا بانی سبائی نہ رسول کا خیال کرتا ہے کہ اونکو بیہر کہنے سے زبان کو بناتا ہے نہ اہلبیتؑ کا لحاظ کرتا ہے کہ اونکے گھر جلانیکو آگ لکڑیان منگاتا ہی نہ اصحاب کا کچھ پاس و ادب کرتا ہے کہ ابوہریرہ ایسے صحابی کو جب ناقل حدیث ولد الزنا ہوا تو بحیلہ تقلب بال بحرین اونکو اتنی کوڑے لگواتا ہے کہ اوس بیچارے کے پیٹھ کے اوپر سے نیچے تک لہو بہتا ہے کمافی کتاب العقد علی مافی عبقات الانوار **قولہ** نہ حضرت کے قریبونکو لعن و ملامت سے محفوظ رکھتے ہین **اقول** جو حضرت کے قریبون مین فقط رشتہ ازار بندی رکھتے ہین اور نفاق کی پابندی یا بولہب اور بوجہل کیطرح کفر مین سربلندی رکھتے ہین اونکو بیشک لعنت و ملامت کرنا بہت اچھی بات ہے **قولہ** پس جو سامنے آیا اوسی کو برا بھلا کہنا شروع کیا **اقول** سچ ہے اگر برا سامنے آیا تو اوسکو برا کہنا شروع کیا اور اگر بھلا سامنے آیا تو اوسکو بھلا کہنا شروع کیا ایمان کے تو دو ہی جزو ہین تولا اور تبرا لا الٰہ تبرا ہی کل معبودان باطل سی الا اللہ تولا ہی معبود برحق سی یہ بات بے ایمانونکو نہین معلوم اسی سی وہ سب تولا کرتے ہین یہانتک کہ شیطان سی بھی تبرا نہین کرتے اور کیونکر کرین کہ وہی تو اونکا مرشد کامل ہی جسکی شرکت سے یہ سب پیدا ہوئے ہین جیسا کہ جناب باری نے اوس سی فرمایا تھا کہ شارکہم فی الاموال والاولاد وتقدم ابلیس ثلثہ **قولہ** اوسی پر تبرا کرنے لگے **اقول** حاشا وکلا کسی پر تبرا نہین کرتے سوا ای دو تین منافق اور اونکی اتباع کے **قولہ** کسیکو صراحتہً کافر بنایا کسیکو اشارتاً **اقول** جو کچھ کہا صراحتہً یا اشارۃً یا کنایتہً کافر بنایا یا مرتد سب اونہین منافقین اور اونکے اتباع کو کہا من اولہم الی آخرہم **قولہ** کسیکو یقیناً فاسق ٹھرایا **اقول** غلط ہے تقیۃً کسیکو فاسق نہین کہا بلکہ تقیۃً فاسق کو سابق کہا **قولہ** کسیکو ولد الزنا **اقول** سوا اوس شخص کے جو درحقیقت ولد الزنا ہے اوسی کو ولد الزنا کہا اور کسی کو نہین کہا اور وہ بھی بزبان اہل تسنن کہا جیسے آپ بھی اونکو بزبان اہل تشیع کہا **قولہ** واہ کیا دین ہی اور کیا مذہب **اقول** واہ واہ واہ کیا دین ہے اور کیا مذہب ہے اہل تسنن کا آپنے ثلثہ کے عیب پوشی کے لیے اونکے طعن و تشنیع سی نہ خدا بچا نہ کوئی نبی بچا نہ کوئی امام بچا ثلثہ کے عیب جہل سالہ کے چھپانے کے لیئے یہ عذر نکالا کہ سبکے دلمین خدا ہی تو کفر و نفاق پیدا کر دیتا ہے وہ تو مجبور ہین یہ پہلا جبر ہوا دوسری زبردستی یہ ہی کہ پھر خود ہی اون بیچارے مجبورونکو

کہ ایمان لاؤ اور جب وہ مجبور ایمان نہین لاسکتے تو تیسری زبردستی یہ ہی کہ اب انکو جہنم کی آگ مین ابد الاباد جلاتا ہے
غرض اوس سی بڑھکر کوئی ظالم نہین ہی کہ کل افعال قبیحہ کو بندون مین خود پیدا کردیتا ہے اور پھر اونکو آگ مین جلاتا
ہی اور اسمین اوسکے لیے کوئی عیب اور کوئی نقص نہین ہی اس لئے کہ جب مالک تصرف اپنے ملک مین کرتا ہی
تو جو جی چاہے وہ کرے کیا کوئی اوسپر حاکم ہے ایسے ایسے قاعدے خلفا کے عیب پوشی کے لیئے بنائے
گئے ہین اور ثلثہ کے عیب رذالت نسبی کے چھپانیکے لیئے معاذ اللہ پیغمبرونکے نسب مین دھبا لگایا ثلثہ کے عیب و
کذب وخیانت کے چھپانیکے لیئے کذبات ثلثہ ابراہیمی کے قائل ہوئے ثلثہ کے عیب خطا کاری کے چھپانیکے لیئے
کل انبیا کی خطائین از آدم تا خاتم ثابت کین تخطیۃ الانبیا لکھی بضعہ رسول کو دعوائی فدک مین جھوٹھا کیا جناب امیر بلکہ
کل آئمہ طاہرین پر کیا کیا طوفان لگائی جیسا کہ منتہی الکلام اور تحفہ مسروقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی فجزاہم اللہ
عن انبیاءہ و اولیاءہ شر الجزاء ہر تو ایسے باحیا و باغیرت فرقہ کی شکایت ہم صرف دشمنی اور بدگوئی اور اہانت
اہلبیت پر کیا کرین **بیت** گھائل تری نظر کا خدا اوسی ہر ایک ہے. زخمی جگہ ایک بندہ درگاہ ہی نہین **قولہ**
اس زخم پر مرہم رکھے **اقول** واللہ ثم واللہ کہ شیعونکا دل ہرگز ہرگز زخمی نہین ہی کہ اونکی پیشوا اون معصومین
علیہم السلام کو ہر شخص جھک مارکے گھگھاکے زبان سے اچھا ہی کہتا ہے گو دلمین بقدر ایک بیضہ ہی کے
بغض جناب امیر سے بسبب عدم نصرت عثمان کے اور اونکے قاتلین کو اپنے مصاحبین کرنے سے رکھتا ہو مگر
دل سنیونکا بسبب اسکے کہ شیعون نے اونکے ثلثہ کو ہدف سنان طعن و سہام ملام کیا ہے افگار و زخمدار ہی
کہ درزات فکر مین اوسکی مرہم پٹی کے رہتے ہین مگر لغایات خدا وہ ایسے ناسور رکھتے ہین کہ کوئی دوا اور کوئی
مرہم اوسپر کارگر نہین انشاء اللہ تا قیامت شیعہ سنا مین مارینگے اور سنیونکے ناسور کو بڑھائینگے **قولہ** حضرت
عباس کے ناقص الایمان ہونے پر فتوی دیدیا **اقول** پھر کیا قباحت لازم آئی ہمسے صاف صاف سن لیجے
کہ شیعونکو فقط اپنے چار دہ معصوم سے کام ہے اور جز اونکے دین و دنیا مین کسی سی انکو سروکار نہین
آپ کے ثلثہ ایسے ہزار مرتد و منافق ہو جائین ہوا کرین عباس و عبد اللہ ایسے ہزار مسلمان ناقص الایمان
ہو جائین ہوا کرین ابولہب اور ابوجہل ایسی ہزار قرابتمند مشرک و بت پرست ہو جائین ہماری جوتی ہی
ہماری بلا سی ہم نہین سمجھتی کہ آپنے کیا بک لگا رکھی ہی اگر عباس ابولہب ہی کے بھائی ہوئی اور ابوجہل کے

ساتھ بدر مین جاکر مشکین کسوائین توشیعون کی مذہب مین کیا برائی لازم آئی اگر آپنے ڈاڑھی چڑھا کے بچھونکی سی ہیٹ کرتے ہین جب آپنے جاکٹ پتلون پہنا تو ڈاڑھی کی ناحق فضیحت کرواتے ہین ایسی ڈاڑھی حضرت معاویہ کی کتیا کے پیشاب سی مونڈ وا ڈالنی چاہیے اس لیے کہ آنحضرت نی بھی اپنی اور اپنے کل لشکر کی ڈاڑھی مونڈ وا دی تھی جیسا کہ مؤلفین نے اولیات معاویہ مین لکھا ہے قولہ کہ اونہون نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ کرا دیا

اقول عباس کے نکاح کرا دینے کے خود اہلسنت روایت کرتے ہین و شیعہ بفرض تسلیم روایت سقیمہ مجیب ہوتی ہین اور دراصل شیعونکو نکاح ہی سی انکار بحث ہے نہ بواسطہ نہ بلا واسطہ پس اگر یہ نکاح سبب ضعیف الایمانی عباس ہی تو تمہاری ہی روایات سی ہی اور ہم اون روایات کو محض افترات سمجھتے ہین گو بفرض وسکے بھی احجار جوابات سخت و درشت سی تمہاری دندان شکنی کرتے ہین

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

چھٹوین دلیل اگرچہ حضرات شیعہ نے واسطے جواز نکاح کے اسلام ظاہری سی حضرت عمر کے اقرار کیا اور اونکو بتمسک بکمال شریعت قرار دیا لیکن و لا یصلح العطار ما افسدہ الدہر جو رخنہ حضرت عمر کے ایمان مین اونکے بزرگون نی ڈالا ہے وہ اب اونکے بند کرنے سے بند نہین ہوتا اور بغیر ترک مذہب تشیع اور اقرار فضیلت حضرت عمر کے اس نکاح کا جواز موافق اصول مذہب شیعہ کے ثابت نہین ہو سکتا اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ موافق عقائد شیعو کی ایمان اور اسلام سے بے بہرہ تھی و معاذ اللہ منافق اور مرتد تھی اور وہ دشمن اہلبیت کے اور ناصبیونکے پیشوا تھے اور ناصبیونکے ساتھ نکاح مومنہ کا جائز ہی نہین ہے پس نکاح حضرت عمر کا کہ جو کفر اور نفاق اور عداوت اہلبیت مین بڑھکر سب سے تھی ساتھ ام کلثوم کے جو عترت اور بزرگی اور سیادت مین تمام جہان سی بہتر تھین کیونکر جائز ہوتا چنانچہ ان دو نو امر کو ہم کتب شیعہ سی ثابت کرتے ہین امر اول حضرت عمر کا مومن نہونا اور دوم ناصبی کے ساتھ نکاح مومنہ کا جائز نہونا امر اول کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مطابق اصول شیعہ کے مومن نتھی کافر اور منافق اور دشمن اہلبیت کے تھے ایسا صاف کھلا ہوا ہے کہ حاجت سند اور دلیل و شاہد کی نہین ہی لیکن عبرتا للناظرین دو ایک روایتین

اونکی بہانکی بیان کرتے ہین روایت اول زاد المعاد مین ملا باقر مجلسی حذیفہ بن الیمان سے نقل کرتے ہین کہ جب مین نے فضائل روز قتل عمر کے حضرت پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے زبان سے سنی تب سے مین اونکی کفر پر یقین رکھتا تھا چنانکہ عبارت اوس کتاب کی بلفظہا یہہ ہی حذیفہ گفت پس برخاستم و برخاست حضرت رسول خدا و بخانہ ام سلمہ رفت و من برگشتم و صاحب الیقین بودم در کفر عمر تا آنکہ بعد از وفات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدم کہ او چہ فتنہا برانگیخت و کفر اصلی خود را اظہار کرد و از دین برگشت و دامان بیحیائی و وقاحت برای غصب امامت و خلافت برزد و قرآن را تحریف کرد و آتش در خانہ وحی و رسالت زد و بدعتہا در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغییر داد و سنت آن حضرت را بدل کرد و نصاری و مجوس را از خود راضی کرد و نور دیدہ مصطفی را خشم آورد و تدبیر کشتن امیر المومنین کرد و جور و ستم در میانہ مردم علانیہ کرد و ہر چہ خدا حلال کردہ بود حرام کرد و ہر چہ حرام کردہ حلال کرد الی آخر ہذیانات المجلسی غرض کہ اس روایت سے صاف کفر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا و نعوذ باللہ من ذلک ثابت ہوا اور اونکا کفر اصلی کا ظاہر کرنا اور مرتد ہو جانا اور قرآن کا تحریف کرنا اور نصاری اور مجوس کو راضی کرنا ثابت ہوا تو اب وہ دعوای جو بعض مجتہدین نے کیا تھا کہ وہ اسلام کے دائرہ سے خارج نہین ہوے باطل ہوا روایت دوم ملا باقر مجلسی رسالہ رجعیہ مین لکہتی ہین کہ امام مہدی علیہ السلام نے ایک سائل کے جواب مین فرمایا کہ ابوبکر و عمر بظاہر کلمہ گو تھے اور بطمع دنیا اسلام کے مظہر ہوی تھی جب اونہون نے دیکھا کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اونکو کوئی حکومت نہ دی تب پیغمبر صاحب کے قتل و ہلاک پر آمادہ ہوئے وہو ہذہ عبارتہ بلفظہ ایشان یعنی ابوبکر و عمر از روی گفتہ بود بہ ظاہر کلمتین گفتند از برای اینکہ شاید ولایتے و حکومتے حضرت بہ ایشان بدہد و در باطن کافر بودند چون در آخر مایوس شدند با منافقان بر بالا عقبہ رفتند و دہن ہای خود را بستند کہ کسے ایشان را نشناسد و تہا انداختند کہ شتر آن حضرت را رم دہند و حضرت را ہلاک کنند پس خدا جبرئیل را فرستاد و پیغمبر خود را از شر ایشان حفظ کرد پس اس قول سے شیعون کے امام مہدی کے ثابت ہوا کہ شیخین پیغمبر کے سامنے ہی بسبب بے دینی کے درپے قتل رسول ہو گئے تھے اور حضرت کے ہلاک کرنیکی تدبیر کرچکے تھے تو جو شخص پیغمبر خدا کے قتل پر مستعد ہوئے اوس سے زیادہ کفر اور کسکا ہوگا اور جب یہ جرم حضرات شیخین پر امام مہدی فرضی کے زبان سے ثابت ہو گیا تو امام کے قول کو کون رد کر سکیگا روایت سیوم

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار میں ایک حدیث کافی کی نقل کی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص جلی امامت مرتضوی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور واجب القتل ہے چنانچہ ہم اوس حدیث کو استقصاء الافحام سے نقل کرتے ہیں بیان قولہ علیہ السلام

من ان یرتدوا عن الاسلام ای عن ظاہرہ والتکلم بالشہادتین فابقاءہم علی ظاہر الاسلام کان صلاحا للامۃ لیکون لہم اولاولادہم طریق الی قبول الحق والی الدخول فی الایمان فی کرور الازمان وہذا لاینافی ماتقدم وسیاتی ان الناس ارتدوا الا ثلثۃ لان المراد فیہا ارتدادہم عن الدین واقعا وہذا محمول علی بقاءہم علی صورۃ الاسلام وظاہرہ وان کانوا فی اکثر الاحکام الواقعیۃ فی حکم الکفار وخص ہذا بمن لم یسمع النص علی امیر المؤمنین علیہ السلام ولم یبغضہ ولم یعادہ فان من فعل شیئا من ذلک فقد انکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکفر ظاہرا ایضا ولم یبق لہ شیء من احکام الاسلام ووجب قتلہ انتہی بلفظہ یعنی یہ فرمایا ہے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے کہ جناب امیر علیہ السلام نے دعوے امامت کا اس خوف سے نہ کیا کہ ایسا نہو کہ اصحاب اونکو نہ قبول کریں اور اسلام چھوڑ دیں اور مرتد ہو جاوین اور مرتد ہو جانے سے غرض یہ ہے کہ ظاہر اسلام کو چھوڑ دین اور کلمہ شہادت سے منکر ہو جاوین اسلیے اونکا اسلام ظاہری پر باقی رکھنا امت کے حق میں بہتر تھا تاکہ شاید وے یا اونکے اولاد مین سے کوئی حق کو قبول کرے اور کسی آیندہ زمانے مین مومن ہو جاوے اور یہ مخالف اوس روایت کے نہیں ہے کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے تھے مگر تین اس لیے کہ مراد اس ارتداد سے واقعی ہے اور ارتداد جسکا ذکر امام نے کیا نہ پھرنا اونکا ظاہری اسلام کے نظر سے ہے اگرچہ وے اکثر احکام واقعی مین حکم کفار مین داخل تھے لیکن یہ اسلام ظاہری بھی صرف اونہین لوگونکی نسبت سے ہے جنہون نے نص امامت امیر المومنین علیہ السلام کو نہین سُنا اور اونسے دشمنی اور عداوت نہین رکھی اور جسنے نص امامت سُنکر اوس سے انکار کیا یا عداوت رکھی تو اوسنے پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ کے قول سے انکار کیا اور ظاہر مین بھی کافر ہو گیا اور کوئی حکم اسلام کا اوسکے لیے باقی نہین رہا اور اوسکا قتل کرنا واجب ہو گیا فقط اور صاحب استقصاء الافحام اس حدیث کے لکھنے کے بعد خود یہ فرماتے ہین کہ اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات این معنی است کہ صاحب بحار ثلثہ واتباع ایشان را کافر ومرتد می دانند پس البتہ این معنی بسر وچشم مقبول است اصلا جای استنکاف وانکار نیست پس بالفرور صاحب بحار الانوار اور صاحب استقصار کے کافر ہونا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالے عنہم کا ثابت ہوا

اور اونکا اسلام ظاہری بھی اونکی قول سی جاتا رہا تو اب درمیان کفر اور ایمان کے کوئی واسطہ تیسرا جسکو
اسلام کے نام سے تعبیر کرتے ہین باقی نہ رہا اور جب کافر ہونا اونکا نعوذ باللہ ثابت ہوا تو نکاح ام کلثوم کا
کافر کے ساتھ لازم آیا تو اب کہان رہا قول سید مرتضی علم الہدی کا جو اونھون نے شافی اور تنزیہ الانبیاء مین فرمایا
ہے کہ حضرت عمر مظہر اسلام اور متمسک بہ تمام شریعت تھی اسوسطے اونکی ساتھ نکاح کر دینے مین کچھ خلل دینی
نہ تھا اور باطل ہو گیا قول صاحب نزہہ اثنا عشریہ کا جو اونھون نے جواب مین تحفہ کے فرمایا ہے کہ کسی امامیہ
کا یہ قول نہین ہی کہ حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹی کافر کو دی ہو بلکہ بدعتی اور مظہر اسلام اور منافق کو دی
ہی اور ممنوع اور حرام نکاح کرنا ساتھ مشرک کے ہے نہ کہ بدعتی اور منافق کے اسلیئے کہ انکی امام فرضی کی زبان سی
موافق روایت بحار الانوار کے صاف کفر خلفائے ثلثہ کا اور واجب القتل ہونا اونکا ثابت ہوتا ہے عجب حال ہی
علماء شیعہ کا کہ جیسا جیسا موقع ہوتا ہی ویسا ہی کہنی لگتے ہین جیسی ضرورت ہوتی ہی ویسی ہی حدیثین بنالیتی ہین کبھی تو
حضرت عمر کو کافر اور منکر اسلام اور واجب القتل کہتی ہین کبھی ونکو مظہر اسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتے
ہین جو کہ امر اول یعنی کفر حضرت عمر کا و نعوذ باللہ منہ موافق روایات صحاح اہل تشیع کے ثابت ہو گیا اب ہمکو
اس امر کی ضرورت باقی نہین رہی کہ ہم اس مسئلہ کو ثابت کرین کہ نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے گو وہ مظہر اسلام
ہو جائز نہین ہی لیکن تا کہ وے لوگ جو ان روایات کو غلط سمجھین اور کفر ظاہری کے قائل ہون اور اسلام
کا حکم حضرت عمر پر جاری رکھین موافق اپنی اصول کے اس نکاح کو جائز نہ سمجھین ہم اس مسئلہ کو بھی بیان کرتے
ہین امر دوم یعنے نہ جائز ہونا نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے روی الکلینی عن الفضیل بن یسار قال سألت ابا عبد اللہ
عن نکاح الناصب فقال لا واللہ ما یحل قال فضیل ثم سألتہ مرۃ اخری فقلت جعلت فداک ما تقول فی نکاحھم قال
والمراۃ العارفۃ عارفۃ قلت نعم قال ان العارفۃ لا توضع الا عند عارف کلینی مین روایت ہے کہ فضیل کہتے ہین
کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سی پوچھا کہ ناصبی کا نکاح جائز ہی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہرگز
حلال نہین ہی پھر دوسری مرتبہ مین نے پوچھا تو امام نے فرمایا کہ عورت عارفہ ہی یعنی مومنہ ہی مین نے کہا
کہ ہان تب امام نے فرمایا کہ عارفہ نہین رہیگی مگر پاس عارف کے یعنے مومنہ کا مومن کے نکاح مین ہونا چاہیئے
پس اس روایت سی صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت امام کے ارشاد کے مطابق نکاح عارفہ کا نہین جائز ہے

اگر ساتھ عارف کے ہین یا حضرت عمر کو مومن اور عارف کہین یا حضرت ام کلثوم کو ایمان اور معرفت کے دائرہ سے خارج کرین ونعوذ باللہ منہ غرض کہ اب موافق قول امام کے سوائے ان دو حالتون کے تیسری حالت متصور باقی نہین رہی حقیقت یہ ہے کہ اس قول سے امام کے حضرت عمر کا عارف اور کامل الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اسیلئے کہ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو ام کلثوم کا نکاح حضرت امیر انکے ساتھ کسی حالت مین کہ لوگ اسکو حضرات شیعہ جبر و اکراہ سے تعبیر کرین نہونے دیتے کیا جناب امیر اس آیت کے مضمون سے واقف نہ تھے الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات اور کیا حضرت علی اس حدیث سے جو امام جعفر صادق نے فرمائی منکر تھے کہ العارفۃ لاتوضع الاعند عارف ہین باوجود ہوتے ایسی آیت اور قول امام کے کیونکر حضرت علی اوسکی خلاف کرتے جبکہ ہم اس امر کو ثابت کر چکے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ نہین ہوا تو ہم کو ضرورت اوس قول ناپاک سے بحث کرنیکی نہین رہی جسکو علماء شیعہ نے امام کیطرف منسوب کیا ہے کہ امام نے فرمایا کہ ہوا اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو غصب کی گئی لیکن عبرتاً للسامعین اسکو بھی بغیر بحث کے چھوڑنا مناسب نہین سمجھتے

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

حاصل اس کلام سراپا ملام کا جو دیوانونکی بک اور مجنونونکی جھک ہے یہ ہے کہ شیعون نے اسلام عمر کو واسطے جواز نکاح کے قبول کر لیا مگر انکے روایات سے اونکا کافر اور منافق ہونا ثابت ہے اور ناصبی اور دشمن اہلبیت ہونا بھی ثابت ہے اور بنابر اونکی اصول کے نہ کافر سے نکاح درست ہے نہ ناصبی سے پس نکاح ام کلثوم باطل ہو گیا جواب اسکا یہی ہے کہ کافر اسلامی سے یعنی جو مشرک بت پرست اور منکر شہادتین ہو بمقتضائے لاتنکحوا المشرکین نکاح ناجائز ہے اور حضرت عمر کو قبل از اظہار اسلام ایسے ہی تھے شعر چہل سال عمر عزیزش گذشت ٭ مزاجش ز عزی برنگشت لیکن جیسے بانی لا الہ الا اللہ کا ہر چند تصدیق جنانی نہ تھی مگر پھر اسکے منکر نہین ہوے اور کفر جحودیت مین باوجود میلان یہودیت جیسا کہ جلد اول مین گزرا گرفتار نہین ہوئے بلکہ بسبب عدم تصدیق جنانی نفاق باطنی مین تادم مرگ مبتلا رہے اور جو سندین آپ نے اونکی کفر کی بیان کین کسی مین نہ کہ کفر اسلامی نہین ہے جو لا الہ الا اللہ کے انکار سے ہوتا ہے بلکہ کفر نفاقی مراد ہے جو بسبب عدم تصدیق جنانی اور عدم تصدیق ایمانی کے ہوتا ہے

اور آپ خود اسی صفحہ کے سطر (۲۴) مین فرماتی ہین کہ حضرت عمر مطابق اصول شیعہ مومن نہ تھے کافر اور منافق دشمن
اہلبیت علیہم السلام تھے اور ممکن نہین ہی کہ کافر منافق کافر اسلامی ہو اس لیی کہ کافر اسلامی مین شرط ہے کہ منکر
لا الہ الا اللہ ہو اور کافر نفاقی مین شرط ہی کہ مقر لا الہ الا اللہ ہو پس اجتماع دونو کا اجتماع النقیضین ہوگا اور
آپ خود مقر اسکی ہین کہ کفر و نفاق کے احکام مین فرق ہی چنانچہ صفحہ (۱۳۵) کے سطر (۲۱) مین آپ فرماتی ہین
کہ باقی رہا امر احکام منافقین کے نسبت کافرونکے ظاہر شریعت مین سخت نہین ہین اسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ منافق
ظاہر مین اپنی تئین مسلمان کہتی ہین اور احکام شریعت ظاہری پر جاری ہین اس لیی وہ قتل وغیرہ سے محفوظ ہین انتہی
اور جب وہ قتل وغیرہ سی محفوظ رہی تو بحسب ظاہر شرع باتفاق فریقین انسی مواصلت و مخالطت و مناکحت بھی
جاری فی الاسلام تھی ورنہ خدا نے جہان لا تنکحوا المشرکین فرمایا تھا وہان لا تنکحوا المنافقین نہین فرمایا تھا اور جب حضرت
عمر کا منافق ہونا شیعونکے نزدیک آپ کے اقرار سے ثابت ہوا تو آپ نے جو اس مقام پر افادہ فرمایا
کہ منافق ظاہر مین اپنے آپکو مسلمان کہتی تھی اور احکام شریعت ظاہر پر جاری تھی اسلیی وہ قتل وغیرہ سے
محفوظ رہے گو حقیقت مین منافق و افجر الفجرہ تھی مگر بسبب ظاہر الاسلام ہونے کے اونسے نکاح درست تھا
باقی رہگئی ناصبیت اونکی مین ناصب معلن بعداوت نہی باتفاق علماء امامیہ مخالطت ناجایز فضلا عن المناکحہ
مگر بضرورت شرعیہ جیسا کہ اظہار کفر بدلیل الا من اکرہ جائز ہے ویسا ہی نکاح مشرکین سی اور معلنین بعداوت
آئمہ طاہرین سی بھی جایز ہی لیکن جو ناصبی کہ غیر معلن بعداوت ہی پس بعض علماء شیعہ نے اوس سی نکاح
جایز جانا ہی اور نہی فی الاحادیث کو محمول بہ کراہت کیا ہے اور بعض علما نے ناجایز اور نہی کو محمول
بر حرمت جانا ہی لیکن باتفاق کل علماء امامیہ وقت ضرورت شرعیہ نہ کراہت رہیگی نہ حرمت اب
حضرت عمر کو ہمارے مخاطب صاحب جس قسم کے ناصبی مین چاہین داخل کرین مگر جب اونہین کے روایات سی
ثابت ہی کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ ہوا تو تحت الا من اکرہ اور تحت فمن اضطر داخل ہو کے بے شک و شبہ جایز اور مباح ہوگا
پس جو کچھ مخاطب نے عدم جواز نکاح پر متفرع کیا ہے کالائی بدبشن یا بس حضرت عمر خواہد بود اب جواب تفصیلی
مخاطب کیطرف توجہ کیجاتی ہی **قولہ** اسلام ظاہری ہی حضرت عمر نے اقرار کیا **اقول** حقیقت مین شیعون نے
تم اور تمہارے عمر پر احسان کیا اگر عمر کے اون نعمت کا اثر تم ظاہر کرتے ہو بہت اچھا عمر منافق نہین سہی بلکہ

تمہاری رضامندی آئی مین یہی کہ وہ مشرک بت پرست شکر تھا تو مین ازابتدا تا انتہا تھا اچھا یہی سہی حقیقت مین وہ ایساہی
تھا اگر سمجھین تو شک نہین کہ بمکر و فریب اظہار اسلام کرتا تھا اسکے لوگون نے جو بظاہر مسلمان تھی اسکو اپنا افسر
بنایا تھا اور ہزارون اوسکو ہم مسلمان تھا آجتک سمجھتے ہین پس اپنی منافق کو اگر جناب امیر نے بجبر و اکراہ
بحکم الا من اکرہ اور بمجبوری و ناچاری بمقتضائی فمن اضطر اپنی بیٹی بیاہ دی تو کیا قباحت لازم آئی **قولہ** تمسک
بجمال شریعت قرار دیا **اقول** غرض شیعونکی یہ نہین ہی کہ حقیقت مین وہ تمسک بہ شریعت تھا بلکہ غرض یہ ہی کہ
حقیقت مین تو وہ منافق تھا مگر بمکر و خدع و فریب ظاہر مین بڑا متشرع بنتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین خود
اونہین کی زبان صدق ترجمان سی ہی کہ جناب امیر و عباس اونکو کاذب غادر خائن آثم سمجھتے تھی **قولہ**
ولاکن لا یصلح العطار **اقول** حضرات اہل سنت یہ نکاح فرضی ام کلثوم سو ہوہوم عمر کو ہزار واسطے سو بنا دیتے
ولاکن لن یصلح العطار ما افسدہ الدہر **قولہ** ونکی بزرگون فی ڈالاہی **اقول** جہان اونکے بزرگون نے ڈالا ہی
وہ بھی ڈالتے جائینگے انشاء اللہ تعالے اونکو کیا غرض بند کرینگی بلکہ اگر حضرات اہلسنت اوس رخنہ کو بند کرنا چاہینگے
تو وہ سو رخنہ نکال لینگے **قولہ** اقرار فضیلت حضرت عمر کے **اقول** استغفر اللہ کیا کہتے ہو ہم تمہاری ہی زبان سی
کہتے ہین کہ جسکو شیعہ عمر ایسا منافق و طیب الولادہ سمجھینگے پھر اوسکی فضیلت کا اقرار کیونکر کرینگے خفا ہو جئے گا
مین اپنی دل سی نہین کہتا آپہی کی زبان سی کہتا ہون **قولہ** اس نکاح کا جواز موافق اصول مذہب شیعہ کے
ثابت نہین ہو سکتا **اقول** موافق اصول اصیلہ مذہب شیعہ کے نکاح حالت جبر و اکراہ مین ہو سکتا ہے
بدلیل الا من اکرہ و فمن اضطر جیسا ہم کہ سبنو نکی خیال نہین ہی کہ اس اصل اصیل کو کہ مصداق اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء
دلیل سی باطل کر دین آپ ہزار مکر و کید کیجیے مگر کچھ شک نہین ہی ان اللہ موہن کید الکافرین **قولہ** حضرت عمر
موافق قاعدہ شیعونکے ایمان و اسلام سے بے بہرہ تھی **اقول** لاریب ایمان و اسلام حقیقی سی بے بہرہ
تھے مگر اسلام ظاہری سی اپنی جان و مال کی حفاظت کی تھی ورنہ عمرو بن عبد ود کی ہم پہلو ہو جاتے اور اسی مکر و
فریب سے تو خلافت ہاتھ لگی تھی اگر اسلام ظاہری کو بھی چھوڑ دیتے تو خلیفہ کیونکر بنتے **قولہ** اور معاذ اللہ
منافق اور حرمزادے تھے **اقول** واللہ ثم باللہ کہ ایسے ہی تھے **قولہ** اور دشمن اہلبیت کے **اقول** بہت ٹھیک
یہی خلافت اور فدک چھین لینی کیو اسطے یہ سب دشمنی تھی **قولہ** اور ناصبیونکے پیشوا تھی **اقول** بہت درست

فرماتی ہیں حضور کے ضرور وہ پیشوا تھی اور لوگ کہتی ہیں کہ سیوطی کے نزدیک پیشوا کبھی تھی چونکہ ہماری جد امجد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سُسرے تھی اور سُسرے سالوں سے دلگی معمولی بات ہی آپ بُرا نہ مانیئے گا **قولہ** اور ناصبیوں کے ساتھ
نکاح مومنہ کا جائز ہی نہیں ہی **اقول** یہ بات سچ ہے مگر حالت اختیار میں نہ حالت جبر و اضطرار میں **قولہ**
کیونکر جائز ہوتا **اقول** بوجہ اضطرار **قولہ** امر اول حضرت عمر کا مومن ہونا امر دوئم ناصبی کے ساتھ نکاح جائز ہونا
اقول یہ دونو باتیں مسلم ہیں اسکی اثبات کی کوئی ضرورت نہیں ہی ناحق ناحق اپنی اور ہماری اوقات ضایع
کرتے ہو انشاء اللہ خدا تمکو ایسی بلا میں مبتلا کریگا کہ تم سب ہذیان سرائی اور ہرزہ درائی بھول جاوگے **قولہ** عبرتاً
للناظرین **اقول** یہ حدیثیں بی بی عائشہ اور ابو ہریرہ ہی اشخاص کی نہیں ہیں بلکہ اہلبیت طاہرین کی ہیں فاعتبروا
یا اولے الابصار **قولہ** اس روایت سی صاف کفر حضرت عمر **اقول** بلکہ ہر اک کفر سے بڑھکر ہیچ کافر نکند
آنچہ مسلمان کردند **قولہ** اور اونکا کفر اصلی کا ظاہر کرنا **اقول** یعنے مقتضیات کفر اصلی کو ظاہر کرنا نہ یہ کہ لات و
عزّیٰ پرستی کرنا ورنہ خلیفہ مسلمانان کیونکر بنتے **قولہ** اور مرتد ہو جانا **اقول** یعنی مرتد بارتداد ایمانی ہو جانا نہ کہ
مرتد بارتداد اسلامی ہو جانا اور مشرک بُت پرست بنجانا چنانچہ پیشتر حدیث صحیح بخاری گزر چکی ہی کہ جناب رسولخدا
نے اصحاب سی خطاب کرکے فرمایا کہ انی لا اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولاکن اخشی علیکم الدنیا یعنے میں نہیں ڈرتا ہوں
تمھارے لیئے اس بات سی کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاوگے بلکہ ڈرتا ہوں اس بات سی کہ محبت دنیا تمکو گمراہ کریگی
فی الواقع مشرک تو کوئی نہیں ہوا مگر محبت دنیا کی وجہ میں ہزار مشرکوں سی بڑھکر ہو گئی جیسا کہ حدیث اصحابی سی ظاہر ہے
کہ ملائکہ بروز قیامت عرض کرینگے یا حضرت یہ اصحاب آپ کے بعد آپکے مرتد ہو گئے **قولہ** اب وہ دعوی جو شیعوں نے شروع میں
کیا تھا الٹے قولہ باطل ہو گیا **اقول** ہرگز باطل نہیں ہوا اسلیئے کہ غرض دلگی یہ ہے کہ اسلام ظاہری سے دایرہ سی
خارج نہیں ہوئی یعنی بظاہر مشرک و بُت پرست نہیں ہوئے اور اس حیثیت سے کسی لفظ کو دلالت اسپر نہیں کہ
حضرات ثلثہ بظاہر مشرک و بُت پرست ہو گئے گو حقیقت میں سو بُت پرستوں سی بڑھکر ہو گئے اور وہ ایذا جو انہوں نے
اہلبیت پیغمبر کو پہنچائیں کہ جنکا عشر عشیر بھی مشرکان ظاہری سی نہیں ہو سکتا **قولہ** بظاہر کلمہ گو تھے اور بظاہر دنیا اسلام
منظور ہوئے تھے **اقول** لاریب وہ ایسے ہی تھی اور یہی مذہب کل شیعوں کا ہی اور بعض مجتہدین نے دیکھو
کیا کہ وہ اسلام کے دایرہ سی خارج نہیں غرض دلگی بھی یہی ہی کہ بظاہر کلمہ گو تھے اور اسلام ظاہری سی خارج نہیں ہوئے

کو حقیقتہً باطن کی ادا ہی الکفر الکفر ہی الحمد للہ کہ اس حدیث مین اونکی اسلام ظاہری اور کفر باطنی کی تصریح ہو گئی اور
اسیقدر مقصود بعض مجتہدین بلکہ مقصود کل شیعہ ہی ہے آپکا دعوی کہ قول بعض مجتہدین باطل ہو گیا خود آپکے دلیل بطلان
سی باطل ہو گیا **قولہ** درپے قتل رسول ہو گئی تھی **اقول** بیشک ہو گئے تھے آپکے محدثین نی بھی منافقین کے
دبہ اللہ کا نیکی روایتین لکھی ہین بعد جنگ تبوک مگر کسیکا نام نہین بتاتے کہ وہ کون کون حضرات تھی پس سنیون کا
نام چرانا اور شیعون کا نام بتانا اور واقعات کے ساتھ ملانی سی یقیناً ثابت کرتا ہے کہ یہی لوگ تھی **قولہ** ہلاک کرنیکی
تدبیر کیے تھے **اقول** ہان تدبیر کی مگر تقدیر نے موافقت نکی **قولہ** اوس سے زیادہ کفر اور کسکا ہوگا
اقول سچ ہے گو زبان سی مثل شمر و یزید کے اظہار اسلام کیا کرے جب رسول اللہ فی الحال منافقون کو منافق
ہی کہا ہی تو دوسرا کون ایسا ہی جو اونکے نفاق سی انکار کرے یا اونکے کفر ظاہری پر اصرار کرے **قولہ** امام کے
قول کو کون رد کرسکیگا **اقول** تم ایسا خارجی ناصبی **قولہ** اس حدیث کو ہم بہ اقتضاء الافحام سی نقل کرتے ہین **اقول**
سنا ہے کہ ایک میان جی صاحب دھوبی کے گدھے کو جونپور کا قاضی بنا دیتے تھی افسوس ہی کہ کوئی میان جی ایسا بھی
نہ ملا کہ اگر قاضی نہ بناتا تو ہماری حضرت مخاطب کو کچھ فہم تو بنا دیتا ارے حضرت یہ حدیث نہین ہی یہ کلام صدق
انضمام مولانا ہی مجلسی علیہ الرحمہ کا ہے الفاظ بیان لکھا کر توضیح کی ہے لفظ حدیث کی فرماتی ہین بہر کیف اس عبارت
توضیح کو بھی دلالت اوپر کفر اسلامی ثلثہ کے نہین ہی یعنی ثلثہ مشرک تھا پست اور ظاہر بظاہر منکر لا الہ الا اللہ ہو گئی
تھے کسی لفظ کو اس عبارت کے دلالت اس معنی پر نہین بلکہ نہایۃ الامر یہ ہی کہ کفر نفاقی اونکا ظاہر ہو گیا تھا اور
بعد ظہور کفر نفاقی کے منافق پر احکام اسلام کہ محفوظ رہنا اوسکی جان و مال کا ہی باقی نہین رہتی بلکہ مثل بت پرستون کے
عند الجہاد واجب القتل ہوتا ہے چنانچہ خلیفہ اول نے قوم مالک بن نویرہ کے ساتھ بسبب نہ کرنے بیعت خلافت
کے ایسا ہی کیا کہ اون مظلومون پر تہمت انکار زکوۃ دیکر مثل کفار کے قتل و غارت کیا اور غنائم کو بخلاف رائی
عمر مسلمانون پر تقسیم کیا اور عورتون اور لڑکون کو غلام لونڈی بنایا حالانکہ وہ اذانون مین پکار پکار کر اشہد
ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتی تھی اور نمازین ادا کرتی اور لشکر والون نی خصوصاً عبد اللہ بن عمر و ابو قتادہ انصاری
ایسی عدول نی بھی دی مگر حکم خلیفہ اول خالد بن ولید نے کسی کا کہنا نہ سنا اور ان مظلومون کو بمکر و فریب
مشکین باندھکر قتل کیا چنانچہ مفصل بیان اسکا حدیث پنجم مین گزرا بالجملہ کفر نفاقی کے ظہور مین احکام اسلام

ہماری ہونا اور بات ہی اور کفر اسلامی یعنی مشرک و بت پرست ہونا اور بات ہی اور ہم انکار ثلثہ کے کفر اسلام سی ہی نہیں معنی کہ بعد رسول اللہ وہ مشرک بت پرست نہین بنی ورنہ خلافت اور رافضی مسلمانوں کی کیونکر نصیب ہوتی اور ہمکو اسکا انکار نہین ہی کہ بعد رسول اللہ و سنے ظہور کفر نفاقی بھی نہین ہوا اور واجب القتل بھی نہین ہوئی بلکہ ہم یہ کہتی ہین کہ ہماری نزدیک وہ ایسے ہی کہ اگر کوئی مناقق ایکدفعہ قتل کیا جاتا تو وہ ہزار مرتبہ فی جذوع النخل سولی دی جاتی اور ہزار مرتبہ آگ مین جلائی جاتی جب بھی کم تھا اور انشاء اللہ صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ و اتم نورہ او نکو قبروں سے نکالکر ایسا ہی کرینگے یا مولای یا صاحب الزمان فدیتک یا امی و ابی شعر

تنہا نہ در مدینہ اسلام کے رواست ۞ الات و جبل بر آر و بدار عقاب کش - اور اگر غاصبین خلافت نظہور کفر نفاقی لائق گردن زدنی ہوتی تو جناب امیرؑ کیونکر فرماتے کہ اگر چالیس مین بھی پاتا تو غاصبین خلافت سی جہاد کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید جو دوستان عمر سے ہی روایت کرتا ہی **قولہ** اور جسنے نص امامت سنکر اوس سی انکار کیا **اقول** مراد جناب مولانا مجلسی کی یہ ہی کہ نص امامت سنکر ظاہر بظاہر انکار کیا مع قرار کونہ نصًّا محکمًا غیر منسوخ جیسا کہ ثعلبی نی اپنی تفسیر مین لکہا ہی کہ حارث بن نعمان فہری نی نص غدیری سنکر ظاہر بظاہر انکار کیا اور کہا کہ اگر پیغمبر سچے ہین تو خدا اوس شقی پر عذاب نازل کرے خدا نی اوسیوقت اوسپر عذاب نازل فرمایا اور ابھی اپنی ناقہ پر سوار ہونے نپایا تھا کہ ایک سنگریزہ آسمان سی اوسکی سر پر گرا اور اسفل سی نکلگیا بعد اسکے خداوند عز و جل نے سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع نازل فرمایا انتہی محصلًا اور آپکے حضرات ثلثہ نے ظاہر بظاہر انکار نص غدیر سی نہین کیا بلکہ کل اصحاب نی بالخصوص حضرت عمر نے بلکہ ابوبکر نے بھی مبارک مبادی جناب امیرؑ کو دی جیسا کہ معارج النبوۃ اور روضۃ الصفا اور حبیب السیر مین ہی اور ابن مغازلی شافعی نی کتاب مناقب مین لکہا ہی درود سرورت نی دیگر کتب مین بھی لکھا ہی کہ حضرت عمر جناب امیرؑ کے پاس آکر کہنے لگے بخ بخ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ اور مشکوۃ مین اور علامہ نیشاپوری کی روایت مین یہ ہی بخ بخ ہنیالک یا ابن ابیطالب ہی یعنی مبارک ہو آپکو ای ابن ابیطالب کہ آج سی آپ ہماری اور کل مومن و مومنہ کے مولے ہوئی اوسوقت تو یہ کہا لیکن جب وقت غصب خلافت آیا تب اس نص کا انکار تو نہین کیا مگر اوسکے تاویلین اور توجیہین جو سراسر پوچ اور باطل تہین کرنے لگے

اور بطمع زخارف دنیوی دین کو بعوض دنیا بیچا اور حق صریح سی روگردانی عوام کو بہکایا خوب جال مکر و فریب کا پھیلایا
کسی سی کہا کہ غرض جناب رسولخدا کی روز غدیر من کنت مولاہ سی فقط دوستی جناب امیر تھی اور اونکو خلیفہ کرنا منظور نتھا
چنانچہ اپنی جد امجد کے سکھائی پڑھائی ہوئی بات ابھی تک سینونکو یاد ہی اور تا قیامت یہی کہی جائینگی گو شیعہ ہزار ہزار دلیلین
عقلی نقلی لائین اور کتاب الفین تصنیف فرمائین اور کتنی جلدین ضخیم مانند عبقات الانوار کے لکھین اور کا الصباح اذالاح
ظاہر اور روشن کردین کہ مقصود پیغمبر از حدیث من کنت مولاہ سی خلافت اسداللہ ہی مگر قول پر اپنی جد امجد کے
حضرات اہلسنت کے نگاہ ہی روز روشن ہی اپنی آنکھونکو بند کرلین گے اور فرمائینگے کہ کچھ نہین دنیا سیاہ ہی
اور دعوائی سفیدی صبح فقط شیعونکا اشتباہ ہی اور سوائی اپنی مذہب کے کسی طرف آنکھ اوٹھاکر دیکھنا گناہ ہی
اور جو کتب شیعہ دیکھی وہ گمراہ ہی شیعہ کہتی ہین بیت گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ — کچھ
لوگون سی تو حضرت عمر نے یہ تاویل علیل بیان فرمائی اور کچھ لوگون سی یہ کہا کہ ہان آنحضرت نی روز غدیر تو خلیفہ کیا
مگر بعد اوسکے اوس حکم کو منسوخ کردیا اور فرمایا کہ الخلافۃ والنبوۃ لاتجتمعان فی بیت واحد یعنی خلافت اور نبوت ایک
گھر مین نہین جمع ہو سکتی اور یہ بھی فرمایا کہ آل ابیطالب لیسو لی باولیاء یعنی اولاد ابی طالب یعنی جناب امیر اور انکی
عترت طاہرین متولی میرے امور کے نہین ہین چنانچہ یہ حدیث باعتراف شارحین و ابن ابی الحدید صحیح بخاری
مین تھی مگر متاخرین اہل سنت نی مثل دیگر احادیث کے جیسے بند ربا کے رجم کے حدیث اور تحریف اصنام کی
حدیث تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی کو بعض حذف و اسقاط مین ڈالا اور بعض سی کچھ الفاظ کو
نکالا جیسے اس حدیث مذکور مین لفظ طالب کو نکال ڈالا اور آل ابی رہنی دیا اور بعضون نے بجائی طالب کی
لفظ فلان لکھدیا اور بعضون نی اوس جگہہ سفیدی چھوڑدی اوسکو کچھ لوگون نے آل ابی فلان پڑھا مگر
ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل حدیث آل ابی طالب ہی الغرض ایسی احادیث موضوعہ سی حضرت عمر مدعی
منسوخیت حکم غدیری ہوئی ہر چند نسبت اس قول کے حاشیہ تحفہ مین شاہ جی نے طرف نواصب کے
دی ہی مگر بیشک نواصب نی اپنی جد امجد ہی سی سیکھا ہی اور ان احادیث کا ذبہ پر جو لوگ اونسے سازو باز
رکھتے تھے اونہون نے جھوٹھی گواہی دی جیسا عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کے سامنے حوأب کے
کتونکے بھونکنے پر جیسا کہ مین نے لکھا ہی جھوٹھی گواہی دلوائی تھی کہ یہ حواب نہین ہی جیسا کہ کل مورخین نے لکھا ہے

بالجملہ بعضون نے یہی کہا کہ ہرچند جناب رسولخدا اونکو خلیفہ کر گئے تھے مگر انکو خلافت کرنا خود منظور نہین ہی ورنہ اس مجمع
مین ضرور حاضر ہوتے حالانکہ وہ حضرت مشغول تجہیز و تکفین رسول اللہ تھی اور یہ لوگ اونحضرت کو بے غسل و کفن
چھوڑ کے سقیفہ بندی خلافت مین تھی جیسا کہ کتاب ملل و نحل اہل سنت مین موجود ہے اور جو لوگ ان فریبون مین نہ آئے
اونکو بوعدہ ہائی حکومت شام و یمن و مصر رام کیا بالجملہ ہماری مخاطب عالیمقام کا مقصود یعنی ادعای کفر ظاہری
ثلثہ جب ثابت ہوتا کہ اونکی بت پرستی بعد رسول اللہ یا اونکا منکر نص غدیر ہی مثل انکار حارث بن نعمان فہری
کے ظاہر بظاہر ہونا کتب شیعہ سے ثابت کرتے و اذ لیس فلیس باقی رہا شیعونکی کتابون مین جو انکا کفر و ارتداد موجود
ہے اوس سے مراد اونکا کفر واقعی اور کفر نفاق اور ارتداد ایمانی ہی نہ کفر اسلامی اور ارتداد اسلامی **قولہ**
اور کوئی حکم اسلام کا اوسکے لیئے باقی نہین رہا **اقول** یہ شبہہ ہم کہتی ہین کہ جسکا انکار ظاہر بظاہر مثل انکار
حارث بن نعمان ہی اسکی لیئے حکم باقی نہین ہی یعنی وہ واجب القتل ہوگا بلکہ خدا ہی اوسکو قتل کریگا لیکن آپکو ضرور ہے
کہ انکار ثلثہ کو مماثل انکار حارث ہونا آپ ثابت کیجیئے حالانکہ حارث کا انکار صریحی تھا اور ثلثہ کا انکار نفاقی کہ
ظاہر مین اقرار کرنا اور بخ بخ کہنا اور باطن مین انکار کرنا غایۃ الامر یہ ہی کہ منافق وقت ظہور نفاق واجب القتل
ہو جائیگا اور حکم اسلام سے کہ صیانت جان و مال ہی نکلجاویگا مگر اس سے اوسکا مشرک بت پرست ہونا لازم نہین آتا
جیسی اہل سنت شیعہ کے نزدیک بسبب انکار عدل خدا و امامت ائمہ ہدا قابل گردن زدنی ہین اور شیعہ بھی بسبب
تبرے کے خلفائی ثلثہ سے سنیونکے نزدیک بھی ایسی ہی ہین مگر احد ہمادو سری کو مشرک بت پرست نہین جانتا اور مسلمان
کہتا ہے اور جناب رسولخدا نے کسی منافق کو باوجود ظہور نفاق قتل نہین کیا بلکہ جس منافق نے تقسیم غنایم مین حضرتکو
اعدل یا محمد فانک لم تعدل یعنی تقسیم مین ای محمد تم بے انصافی کرتے ہو اور حضرت عمر نے تلوار کھینچی اور فرمایا کہ حکم
دیجیے کہ مین اس منافق کو قتل کرون تو حضرت نے فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ کما فی صحیح البخاری
یعنی چھوڑ دے اسکو تا کہ لوگ نہ کہین کہ محمد اپنی اصحاب کو قتل کرتے ہین بلکہ ابن ابی کہ باتفاق کل منافق تھا اور
نفاق اوسکا سبکے نزدیک ظاہر ہو گیا تھا حضرت نے بمصلحت وقت اوسکی جنازہ پہ نماز پڑھی اور سر اوسکا گود مین
لیا منہ مین لعاب دہن مبارک دیا اپنا کرتا پہنایا اور عمر نے اونحضرت کا دامن پکڑ کے کھینچا اور کہا کہ منافق کے جنازہ
نماز نہ پڑھو مگر اونحضرت نے عمر کا کہنا نہ سنا اور اونکو دھتکار دیا جیسا کہ تشییع اس سے ذکر کرچکی الغرض جب آپ کہینگے کہ تہا

نزدیک عمر واجب القتل تھی تو ہم کہینگے کہ واللہ کشتنی سو حقتی باشد وگردن زدنی بود اور جب آپ فرماینگے کہ تمہاری نزدیک
حضرات ثلثہ مشرک بت پرست اور زبان سے بھی منکر لا الہ الا اللہ تھے تب ہم کہینگے کہ ہرگز نہیں بلکہ چالیس برس تک
مشرک بت پرست تھے اور بعد اسکے زبان سے لا الہ الا اللہ کہتے تھے مگر دل سے منکر تھے ورنہ جو کچھ اہلبیت رسالت
سے کیا وہ ہرگز نکرتے بلکہ کسی مشرک بت پرست نے وہ نہیں کیا جو انہوں نے کیا سو ہیچ کافر نکند انچہ مسلمانان
کردند پس حقیقت میں ہزاروں کافروں سے بڑھ گئے گو بظاہر مسلمان رہے جیسا کہ دیگر منافق بھی بظاہر مسلم باطن میں کافر
تھے **قولہ** صاحب استقصاء الافحام اسکے لکھنے کے بعد **اقول** جو کچھ جناب صاحب استقصا فرماتی ہیں یعنی
ثلثہ کافر و مرتد تھے مگر بھی اسی معنی سے حقیقتہً مقبول است و صلاحا ئے استنکاف وانکار نیست لیکن کفر و ارتداد
اسلامی یعنی منکر لا الہ الا اللہ ہونا اس سے کہاں سے نکلا **قولہ** اونکا اسلام ظاہری بھی اونکے قول سے جاتا رہا **اقول**
اسلام ظاہری تو نہیں گیا مگر حکم اسلام ظاہری کہ صیانت جان و مال تھی جاتا رہا بشرطیکہ آپ اونکی انکار کو مثل
انکار ظاہری عبارت میں نعمان ثابت کر دیجئے آپ سے تو جہالت ثابت نہوئے مگر ہمنے تو غیر جہالت ثابت کر دی
کہ ایک کا انکار صریحی تھا اور دوسرے کا انکار بہ مکر و فریب و دغا بازی تھا اور اگر آپ اسکو نہ مانیے اور فرمائیے
کہ نہیں یہ دونوں انکار یکسان تھے اور دونو حکم مشرک بت پرست میں تھے اور واجب القتل تھے تو ہم بہت
خوشی سے آپکی رضامندی کے لیئے اس بات کو مان لینگے اور ہمارا کوئی ضرر نہیں ہے اسلیئے کہ حضور مدعی ہیں
کہ افسوس ہے نکاح نہیں جائز ہے ہم کہتے ہیں کہ لا اسلم کہ جبر و اکراہ بھی نہیں جائز ہے اب اسکا ثبوت آپ پر لازم
ہے کہ عدم جواز جبر و اکراہ کو کسی دلیل سے ثابت کیجیے اور بغیر اسکے بیکار مثل یا وہ مثبت بیہودوں اور حضرت معاویہ
کے سگونکی طرح عبث عبث عوعو ہونا ہے اور ہم دلیل لاچکے ہیں جواز پر آیۂ الا من اکرہ اور فمن اضطر سے
کلام **قولہ** تو اب کہاں رہا قول سید مرتضی علم الہدی **اقول** جو جناب سید علی اللہ مقامہ شافی اور تنزیہ میں
فرمایا ہے گو بمکر و فریب آپنے اونکی آدہی عبارت یہاں لکھی اور آدہی چھوڑ دی جسمیں کچھ گنجایش رد کی
اونکے کلام بلاغت نظام میں نکھادی لیکن بمقتضای آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد آپ خودہی صفحہ (۱۳۲)
سطر (۲۵) میں پورا قول اونکا نقل فرما چکے ہیں یا ان الفاظ یعنی حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح
ساتھ عمر کے منظور نہیں کیا مگر جب اسکے کہ عمر نے اونکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا حضرت عباس نے

دیکھا کہ فتنہ و فساد ہوا چاہتا ہے تب حضرت امیر نے اس کام کو اپنے اختیار میں لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح
عمر کے ساتھ کر دیا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ شرع میں ہرگز ممنوع نہیں ہی کہ بجبر و اکراہ لڑکے کا نکاح اوس شخص کے
ساتھ کر دیا جاوی جسکی ساتھ حالت اختیار میں جایز نہو خصوصاً خلیفہ ثانی سی شخص کے ساتھ کہ وہ اسلام بھی ظاہر
کرتا تہا اور ظاہر میں تمام شریعت کا پابند تھا انتہی اس عبارت سی جسکی آپ خود ہی ناقل ہیں صاف صاف ظاہر ہوی
کہ عمر اسلام کو فقط ظاہر کرتا تھا اور بتصنع پابند شریعت تہا لیکن درحقیقت مسلمان نہ تہا اور ایسے شخص ہی کو مدعی
اسلام ہو نکاح باختیار جایز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ حالت اضطرار میں جایز ہو گیا اسی دلیل الا من اکرہ و من اضطر
سے جیسا کہ ہمنے قول سابق میں اشارہ کیا ہم نہیں سمجھتی کہ دنیا میں کوئی الو کا پٹھا ایسا بھی ہوگا جو اس عبارت
سے جواز نکاح بلا جبر و اکراہ بھی نکالے ہماری حضرت مخاطب کو اختیار ہے کہ جو چاہیں فرمائیں قلم اونکی اختیار
میں ہی اونکی بہائی چلا ہے و سیرہ نسائی سب آشنا و متدینا کہنے کو موجود ہیں فقط شیعوں نے اگر طعن و تشنیع
کی تو کیا مضایقہ **قولہ** باطل ہو گیا قول صاحب تنزیہ اثنا عشریہ کا **اقول** آپنے خود آخر صفحہ (١٤٤) میں قول
صاحب تحفہ صاحب نزہہ نقل فرمایا ہے جسکا محصل یہ ہی کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی شیعوں پر یہ تہمت
کی کہتی ہیں کہ حضرات علیہم السلام اپنی بیٹیوں کو کفرہ فجرہ کے نکاح میں دیتی تھی صاحب نزہہ اعلی اللہ مقامہ اوسکے
جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری مراد کفرہ فجرہ سے مشرکین منکرین اسلام ہیں تو قول تمہارا ممنوع ہی یعنی مسلم
نہیں ہے اسلیئے کہ افترائی محض ہی اور اگر مراد تمہاری کفرہ فجرہ سے مشرکین منکرین اسلام نہیں ہیں بلکہ وہ
مبتدعین ہیں کہ جنکی بدعت ایسی نہیں ہی کہ اونکو لوگ ظاہر بظاہر کافر کہیں گو حقیقت میں کافر ہوں یا مراد
تمہاری کفرہ فجرہ سی منافقین ہیں کہ ظاہر میں مظہر اسلام و پابند احکام اسلام ہیں گو حقیقت میں فی الدرک الاسفل
من النار ہیں پس قول تمہارا مسلم ہے مگر ایسے کافروں سے ممنوعیت نکاح پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوئی ہی اور
آیہ لا تنکحوا المشرکین کو دلالت فقط اسیقدر ہے کہ مشرکین سی نکاح حرام ہی اور اس قسم کے کفار کو مشرک نہیں کہتی
ہیں گو حقیقت میں مشرکوں سی بھی کفر انکا زیادہ ہو اور مثل مشرکین کے واجب القتل بھی ہوں مگر جب عرف میں
اونکو مشرک نہیں کہتی ہیں تو مضمون آیہ لا تنکحوا المشرکین اونکو شامل نہوگا یہی محصل کلام صاحب نزہہ مقام ہی ہماری مخاطب
والا مقام اسی کی رد و ابطال میں فرماتے ہیں کہ ہمنے کفر خلفائی ثلثہ اور واجب القتل ہونا اونکا شیعوں کی کتاب سے

ثابت کردیا پس قول صاحب نزھہ باطل ہوگیا بہت ٹھیک مثل ہی مارین گھٹنا پھوٹے آنکھ ارے صاحب کچھ بھی تو
بات کو سمجھو صاحب نزھہ خود ثلثہ کو لائق گردن زدنی اور سوختنی سمجھتے ہین مگر فرماتی ہین کہ چونکہ اونپر اطلاق لفظ مشرک
عرف مین نہین ہوتا اور معنی قرآن و حدیث بحسب عرف لئے جاتے ہین تو تحت آیۂ لاتنکحوا المشرکین داخل نہونگی
اب آپکو ضرور یہی کہ مشرک بت پرست ہونا حضرت عمر کا کہین سی ثابت کر دیجیے تو بیشک قول صاحب نزھہ
باطل ہوجائیگا اور ہم آپ کے نہایت شکر گذار ہونگے کہ جو شیعون سی نہوسکا آپ نے کیا گو قول صاحب نزھہ
باطل ہوجائی بلاسے مگر ایک مشرک حقیقی مشرک ظاہری تو ہوجائیگا لیکن اتنا خیال مبارک مین رہی کہ فضیحت
نکاح ام کلثوم اوس سی باطل نہوگی اسلئی کہ ہم اوسوقت کہینگے کہ بہت اچھا منافق سے نہین بلکہ ایک مشرک ہی
نکاح جبراً وقہراً بالضرورت داعیۂ شرعیہ ہوا اور مقصود آیۂ لاتنکحوا المشرکین سی یہی ہی کہ بخوشی و رضامندی یہ کام نکرو
اور یہ مطلب نہین ہی کہ صورت جبر و اکراہ مین بھی نکرو والغرض مشرک بنانے سے ثلثہ کے فقط ثلثہ ہی آپکے ہاتھ لگینگے
باقی خیر **قولہ** عجب حال ہی علمائی شیعہ کا **اقول** عجب حال ہی علمائی سنیہ کا کہ کبھی عمر کو کاذب و غادر و خائن و آثم
زبان مرتضوی ہی بناتے ہین اور جناب سیدہ کو تا دم مرگ ناراض او رغضبناک بتاتے ہین کبھی باہم خلت و محبت
بتلاتے ہین کبھی چار برس کی لڑکی ایک بڈھے کو دلواتے ہین کبھی اوسکو وکیل امیدار زاہد و متقی فرماتی ہین کبھی اوس
فسق و فجور کشف ساقین کراتے ہین جہان جیسا موقع ملا ویسی ہی حدیث بنالی اسلئے کہ دروغگو را حافظہ
نباشد **قولہ** کبھی تو حضرت عمر کو کافر اور منکر اسلام **اقول** کافر تو کہا مگر منکر اسلام ظاہری اور مشرک بت پرست
نہین کہا اب آپکی زبانی یہ بھی سہی لیکن اس سی شیعون کا ایک بال بھی نہین کندہ ہونیوالا ہے اسلئی کہ ہمارا قول یہ بھی
ہی تو کون سی بلا ضرورت نکاح نہین جائز ہے او نسے بضرورت شرعیہ جائز ہے گو مظہر کفر و نفاق اور واجب القتل ہون
قولہ مظہر اسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتی ہین **اقول** مظہر اسلام اور متمسک باحکام اسلام ہونا بخدع و فریب تھا
کہ ظاہر مین مسلمان اور سرگروہ مسلمانان بنے اور حقیقت مین منافق و واجب القتل تھی حسب ماوقت ظہور نفاق باطنی **قولہ**
کفر حضرت عمر کا اسلئے قولہ ثابت ہوگیا **اقول** ہان حضرت ایسا ہی ہی اسکا منکر کون ہی باطن مین منافق ظاہر مین بخدع و فریب
مظہر اسلام تھی و ربعد ظہور نفاق واجب القتل بھی تھی مگر کوئی قتل کرنیوالا نہ تھا جناب امیر علیہ السلام بسبب عدم اجتماع شرائط جہاد
مثل جناب رسول خدا کے ابتدائے بعثت مین جو خدع مین لہاد تھی پہر کون منافقین کافرین کو عند ظہور الکفر سے النار کرنے والا تھا

لیکن اسکو جواز اور عدم جواز نکاح جبری سی جو بضرورت داعیہ شرعیہ ہو گیا وہ اسطرہان برضا و رغبت وقت ظہور کفر و
نفاق نکاح ناجائز ہوگا مگر جب ہمنی جبر و اکراہ تمہاری ہی کتابون سی ثابت کر دیا تو پھر تمہاری محنت و مشقت
اثبات کفر و نفاق عمری مین بیکار ہی **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے گو وہ مظہر اسلام ہو جائز نہین ہے
اقول عدم جواز باتفاق شیعہ حالت اختیار مین برضا و رغبت و بخوشی خاطر ہے لیکن حالت اضطرار مین بجبر و
اکراہ بلاشبہہ جائز ہے **قولہ** جو ان روایات کو غلط سمجھین اور کفر ظاہری کے قایل ہون **اقول** ہم ان
روایات کو بہت صحیح سمجھتی ہین لیکن کسی مین کفر ظاہر یعنی کفر بت پرستی کی تصریح نہین ہی پس محمول ہر کفر و فسوق
نفاق کے ہین اور نکاح منافقین سی شرعاً جائز اور عمر ایسے منافق مظہر النفاق سی حالت ضرورت مین جبراً
و قہراً جائز ہے نہ حالت اختیار مین **قولہ** موافق اپنے اصول کے اس نکاح کو جائز سمجھین **اقول** ہمارے
اصول سی ہی کہ نکاح ناصب معلن بعداوت سی بخوشی خاطر جائز نہین اور غیر معلن سی بھی بخوشی خاطر یا مکروہ
یا حرام ہی لیکن بجبر و اکراہ دونو سے جائز ہے **قولہ** نکاح عارفہ کا نہین جائز ہے مگر ساتھ عارف کے
اقول مراد امام علیہ السلام کے اس کلام سے عدم جواز بخوشی خاطر ہے نہ بجبر و اکراہ لقولہ الا من اکرہ و نہین
اضطراب ہمارے حضرت مخاطب یا اپنے راویونکو جو راوی نکاح بجبر و اکراہ ہوئی کاذب مفتری کہین یا کافر عنید
سے نکاح بجبر و اکراہ صحیح سمجھین غرض بنا بر قول تمہارے راویونکے تمہارے لیے سوائی ان دو حالتونکے
تیسری حالت منتظرہ باقی نہین رہی لیکن شیعونکے لیے بحمد اللہ تیسری حالت ہے یعنے یہ نکاح فرض کر لینا فقط
تمہارے منھ توڑنے کے لیئے ہے اور حقیقت مین تمہارے راوی جھوٹے مفتری دغاباز اور یہ نکاح واقع
ہی نہین ہوا اور ان مفتریون نے ام کلثوم بنت جرول خزاعی یا ام کلثوم بنت عقبہ یا ام کلثوم بنت ابی بکر کو بکذب
و دروغ بنت فاطمہ بنایا ہے **قولہ** گو کہ اسکو حضرات شیعہ جبر و اکراہ سے تعبیر کرین ہونے دیتے **اقول**
جبر و اکراہ کا بیان کرنے والے تمہاری ہی رواۃ ہین پس اگر وہ بیان جبر و اکراہ مین جھوٹے ہین تو روایت
اصل نکاح ہی مین کیون نہ جھوٹے ہون جیسا کہ حقیقۃً کل شیعونکا اعتقاد یہی ہی کہ رواۃ سنیہ کذاب و مفتری
و دجال ہین اور تمہارے کتب دجال ہی بھی ہمنی اونکی کذاب و دجال ہونے کا نشان دیا اور اگر اونکو سچا سمجھتی
ہو تو جواب دندان شکن اپنا زبان سے اپنے راویون کے پاس جیکر کیا اونکا منھ سے سر لگا رکھی ہے

قولہ الخبیثات للخبیثین **اقول** مخاطب ہماری حضرت نوح اور حضرت لوط کو کیا سمجھتے ہیں اور امرأۃ نوح اور
امرأۃ لوط جنکی حق میں خداوند تعالے کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاہما فرماتا ہے کیا سمجھتی ہیں اور
ذرا اسکو بھی غور کرلیں کہ ان دو نو عورتوں کا ذکر بغرض تمثیل بی بی عائشہ و حفصہ ہی ہے جس سے ان دونو کی خیانت
ظاہر ہے بیان توجہ کو کی خبیثہ ہوگا وہی الخبیثات للخبیثین پڑھیگا **قولہ** والطیبات للطیبین **اقول** جناب امیر
نے باتفاق ہمارے اور تمہارے ہی تو انکار کیا اپنی بیٹی طیبہ کو ایک بڑے خبیث کو دینے سے فرق اتنا ہے کہ ہماری
راوی کہتی ہیں کہ نہیں دیا اور تمہاری راوی کہتی ہیں کہ بعد انکار و اصرار بجبر و اکراہ دیا ہاں فرض کرلیا کہ بمقتضائے
الضرورات تبیح المحظورات ایسا کیا تو بھر کیا قباحت لازم آئی **قولہ** کیا حضرت علی اس حدیث سے جو
امام جعفر صادق نے فرمائی منکر تھی **اقول** ہرگز منکر نہ تھے ورنہ انکار اس نکاح ہی کیوں کرتے کہ بقول
تمہاری بمجوائی الا من اکرہ بجبر و اکراہ قبول کرلیا ہو تو اس سی منکر ہونا نہیں لازم آتا ہی ہاں اگر منکر ہوتے
تو بطیب خاطر قبول کرلیتے و انلیس فلیس **قولہ** جب ہم اس امر کو ثابت کرچکے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ نہیں ہوا
اقول ہمکو نہیں معلوم کہ تمکو خوشی خاطر ہونیکا ثبوت بانکار اپنی احادیث جبر و اکراہ کے ہے یا بانکار احادیث شیعہ
اگر بانکار احادیث شیعہ ہی تو شیعہ خود اون روایات کو صحیح نہیں سمجھتی ہیں اور احادیث انکار از نکاح
کے معتقد ہیں اور اگر بانکار از احادیث اہل سنت ہی جو جبر و اکراہ پر دلالت صریحی رکھتی ہیں جیسا کہ بعض اوس کے
ابتدائی بحث میں ہمنی بیان کیا ہے جواب فرضی و تسلیمی شیعوں کا منتظر ہونا نہیں احادیث جبر و اکراہ کے تا کہ جسکو تمہارے
علما بھی تصحیح کرتے ہیں اور جب تمنے اپنی احادیث صحاح کو دربارۂ جبر و اکراہ باطل سمجھا تو شیعہ تمہاری اون
احادیث کو دربارۂ اصل وقوع نکاح باطل سمجھینگے اور احادیث ائمہ اطہار کو دربارۂ انکار وقوع نکاح صحیح جانینگے
اور جواب الزامی سی دست بردار ہوجائینگے یعنی جب تمنے اپنی احادیث صحاح کی دست برداری کی تو ہمنے
بھی جواب فرضی و تسلیمی سی دست برداری کی لیکن جب کسی سنی نی احادیث جبر و اکراہ کا انکار نہیں کیا بلکہ سبھنے
اوسکی روایت کی تو فقط تمہارے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے **قولہ** ضرورت اس قول ناپاک سے بحث
کرنیکی نہیں رہی **اقول** قول ناپاک وہی قول جبر و اکراہ ہے جو تمہارے راویوں نے روایت کیا اور
تمہارے ناپاکون نے اوسکی تصحیح کی اور حدیث غصب فرج بھی اسی قول ناپاک جبر و اکراہ پر دلالت کرتی ہی اسی

ہمارے علما نے اونکی تصحیح نہین کی اور غیر صحیح کہا اور احادیث اذکار ائمہ اطہار کے تصدیق اور تصحیح کی حضور والا
پہلی اپنی ناپاکونکی تصحیح کو مٹا لین پھر دوسری لوگون کی تصحیح اگر کہین پائیے گا تو مٹائیے گا اور جن بقامونکو بزعم باطل اپنی
آپ تصحیح سمجھی ہے انہین عبارتون سی اونکا فرضی تسلیمی ہونا بھی ثابت کر دیا اور بدیہی ہی کہ تصحیح فرضی تصحیح حقیقی نہین
ہی پس ہم تم دونو عدم تصحیح احادیث جبر و اکراہ مین شریک ہو گئے اب آؤ ہم تم ملکر باتفاق یکدگر مصححین احادیث جبر و
اکراہ پر ہزار ہزار جوتے تمہارے موچی صاحب کے نرم استر اور ادھوڑی استر کے لگاوین اور لعنۃ اللہ
علی الکاذبین وعلیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین کہین

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

پوشیدہ نرہے کہ محدثین شیعہ روایت کرتے ہین کہ امام صادق علیہ السلام سی کسی نی اس نکاح کے نسبت
سوال کیا تو امام نی فرمایا کہ ہوا اول فرج غصبت منا صاحب تحفہ قدس سرہ اس بحث مین لکھتی ہین سبحان اللہ
چہ کلمہ ایست کہ از زبان ایشان بر می آید نزدیک است کہ آسمان فرو افتد و زمین بشگافد اول در حق آن
سیدہ پاک بضعۃ الرسول فلذہ کبد البتول چہ تجشش و سوء ادب است و کدام خصلت خلیفہ را ابدا من پاک آن طاہرہ
مطہرہ می بندند و دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین چہ قدر بیحمیتی و بے ناموسی ثابت میکنند و در حق حضرت
صادق کہ این کلمہ را انجناب نسبت می نمایند چہ قدر تحقیر و تشہیر فی اعتقاد دارند این لفظ را اول بزرگان
بر زبان می آرند علی الخصوص ذکر این عضو مستور الاسم مسمی از اقارب بلکہ بزرگان خود امریست کہ
اراذل و اوباش نیز ازان احتراز واجب دانند اسکا جواب علامہ کشمیری نی نزھۃ مین چند طرح پر دیا ہے
کما قال مردود است بچند وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن آن آنچہ افادہ فرمودہ
تسویل و تخییل بیش نیست اس عبارت سی علامہ کشمیری کے معلوم ہوتا ہی کہ اس روایت کی صحت انکے
نزدیک مسلم نہین ہے حالانکہ بر تقدیر تسلیم صحت کہنا عوام کو دھوکا دینا ہی اس لئی کہ یہ حدیث چند طرق سے وثوق
اصول شیعہ کے ثابت ہے اول یہ حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب کہتی ہین انہین الفاظ
سے امام صادق سے مروی ہی دوسری قاضی نور اللہ شوستری نی مصائب مین اس حدیث کو چند جگہ نقل

کیا ہے چنانچہ جہاں بحث فاروق و اُم کلثوم کی لکھی ہی اوسکی بحث میں ہم نے چند جگہ اوسکا ذکر کیا ہے اور کسی جگہ اوس سے انکار نہین کیا چنانچہ ترجمہ فارسی اوسکا کہ منقول فی ازالۃ الغین ہے یہی ہو انّما خاسا یو اسطہ آنکہ قول امام صادق علیہ السلام کہ این اوّل فرجے ہست کہ غصب کردہ شدہ از ما مستلزم وقوع زنا نیست اور پھر اسی بحث میں قول صاحب استغاثہ کو نقل کرکے اسطرح فرماتے ہین و ترجمۃ فی الفارسیۃ ہکذا خبر دادہ اند مارا جماعتے از مشائخ ثقات ما از ایشان جعفر ابن محمد ابن مالک کوفی ہست از احمد ابن فضل از محمد ابن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجی ہست کہ غصب کردہ شدہ از ما اور بعد اسکی پھر قاضی صاحب لکھتے ہین کہ مشاکل روایتے ہست کہ از صادق عم نقل کردہ اند کہ گفتہ کہ این اول فرجی ہست کہ از ما غصب کردہ اند اور پھر جہاں جناب امیر کے صبر و تحمل پر وصیت رسول کا ذکر کیا ہے وہان قاضی صاحب موصوف فرماتے ہین و ترجمۃ فی الفارسیۃ ہکذا چون عمر خواستگاری اُم کلثوم نمود علی متفکر شد و گفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم از اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس تسلیم انہ درین حال اصلح بود از قتل و بیرون رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بجناب او داشتہ بود کہ آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کردہ از انکار حق و قعود بجای رسول خدا او تغییر احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا چنانچہ گذشت اعظم ہست نزد حق تعالیٰ و افظع و اشنع ہست از غصب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود اور علاوہ اسکے اور طرق شکستہ سے ثبوت ان الفاظ کا ہوتا ہے پس علامہ کشمیری کا بر تقدیر تسلیم صحت کہنا صرف دھوکا دینا ہی ہے کہ شعار قدیم علماء متقدمین شیعہ کا ہے اگر یہ الفاظ امام سے نہین فرمائے اور ان کی کتابون مین مذکور نہ تھی تو چاہیے تھا کہ صاف انکار کرتے اور اگر مذکور تھی تو اوسکا اقرار کرتے بر تقدیر تسلیم صحت کہنا کیا معنی

یقول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس حقیر فقیر کو مخاطب تحریر کے کسی تقریر جہالت اور کسی تحریر سفاہت و بطالت و رذالت تعجب نہین ہوتا اس لیے کہ خود اس زمانے کے علمائی اعلام اہلسنت انکو اور انکے استادگرون مٹروڑی مرزایان لکھانیوالے کو جاہل و سفیہ اور رعونی سمجھتا اور شراب خوار شمار تے از دائرۂ اسلام خارج سمجھتے ہین مگر تعجب ہی تحریر جناب شاہ صاحب

دہلوی ہی کہ جنکو اہل سنت اپنی زمانہ کا پیران پیر اور پیر دستگیر سمجھتے ہین اور محدثیت مین بے نظیر کہتی ہین ایسی سنیون کے بزرگ و
سترگ و باران دیدہ گرگ بنا بر ایک حدیث غیر صحیح کے کہ جسکو علمای شیعہ قبول نہین کرتے اور خود اوسکی تصدیق اور تصحیح نہین
کرتے زمین اور آسمان ایک کیئی دیتی ہین اور آسمان کو اپنی سر پر گراتی ہین اور زمین کو شگافتہ کرکے اوسمین سماتی ہین خصوصاً
پہلی تصحیح اوس حدیث کی زبان کسی عالم کے علمائی شیعہ سے ثابت فرما لیتے تب کچھ تیز زبانی کرتے تو اوسکے جواب مین
ہم کہتی کہ تمھاری علمانی بھی مصحح صحیح احادیث جبر و اکراہ فی النکاح کی ہی جیسا کہ سابق مین ہمنے بیان کیا اور اونہین احادیث و
مصححہ مین مضمون ضم الصدر و التقبیل یعنی بوس و کنار کا ہی اور بعد اوسکے مضمون کشف الساقین کہ مستلزم نظر الی
اصل الفخذین و الزنا بالعینین و الیدین ہی موجود ہے اب فرمایئے کہ مضمون غصب فرج مصحح علمای شیعہ اقبح و اشنع
ہی یا جبر و اکراہ یا بوس و کنار کشف ساقین و زنا بالعینین جو مصحح علمای سنیہ ہی اقبح و اشنع ہی پیروان شاہ صاحب
سی تو امید انصاف نہین ہی مگر دنیا منصفین سی المرہ خالی بھی نہین لہذا اگر ہم کالا فی مد پیش [illegible] پیش کرین اور یون
کہین تو بیجا نہین ہی کہ سبحان اللہ چہ کلماتیست کہ از زبان ایشان بر می آید تکاد السموات یتفطرن و تنشق منہا الجبال
نزدیک ہست کہ آسمان فرو افتد مصححین این اخبار کا و بہ و زمین بشگافد کہ ایشان در و فرو روند اول این ناپاکان در حق آن
سیدہ پاک بضعۃ الرسول فلذۃ کبد البتول چہ فحش و بیہودہ ادب ہست کہ میکنند و کدام خصلت خبیثہ را باین پاکان طاہرہ مطہرہ
می بندند کہ اہل ایمان را از ان مو بر تن میخیزد و دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین و عباس و عقیل و سایر بنی ہاشم چہ قدر
بی حفاظتی و بی ناموسی ثابت می کنند و دیگر در حق حضرت عمر این حرکات ناشایستہ بر ایشان تہمت می نمایند چہ قدر
بیحیتی و بیغیرتی کہ و چہ قدر فسق و فجور اعتقاد دارند این افعال را اول با عنوان بر زبان نمی آرند چہ جای کردن علی الخصوص
ذکر کشف ساقین و نظر الی الفخذین کہ مستلزم نظر بسوی الاسم [illegible] ہست و این خود امریست کہ ارا ذل و اوباش نیز
از ان احتراز واجب می دانند بندہ کہتا ہی کہ از نقل بقبیح ظاہر ان افعال ناشایستہ کے سبط ابن جوزی کو حمیت و غیرت
اسلامی کا جوش آیا اور بعد نقل اس قسم کے احادیث مصححین کی تصحیح کی تغلیط کی اور راویونکو کاذب و مفتری سمجھکر
کہا قلت ہذا اقبح واللہ لو کانت امتہ لما فعل بہا ہذا یعنی خدا کی قسم یہ بہت قبیح بات ہی اگر کوئی لونڈی ہوتی تو
اوسکے ساتھ ایسا نہین ہو سکتا چہ جائی انکہ ایک معظم خاندان رسالت کے ساتھ ایسا ہو و قد مر ذکرہ الحاصل جب شیعہ
حقیقۃً [illegible] تو ایسے احادیث کو [illegible] قبول کرینگی خصوصاً ایسی

و تحقیق کہ نفس حدیث مین ذکر بنت فاطمہ بھی نہو لیکن قبول کرنا فرضاً و تنزلاً دلالت اوپر قبول حقیقی کے نہین کرتا پس جسطرح
مخالفین کے احادیث جبر و اکراہ کو ہمنے فرضاً و تسلیماً قبول کر لیا اسیطرح ان احادیث جبر و اکراہ کو بھی فرضاً قبول کر لیا ہی
کراوسی سی یہ حدیث غصب بھی ہی اسلئی کہ مستلزم جبر و اکراہ ہی کیونکہ غصب عرف لغت مین بمعنی اخذ الشئی ظلماً کے ہے کما فی
القاموس والصراح اور نکاح بجبر و اکراہ پر چونکہ بنا رضامندی ہی اخذ الشئی ظلماً صادق ہی کیونکہ ظلم نزدیک اہلسنت کے
تصرف ملک غیر مین بلا رضامندی مالک ہی لیکن جبکہ بنا نکاح درمیان نہین ہی تو اس سفاح سی کوئی واسطہ نہین ہے
اور یا یہ نکاح درمیان مین ہوتا جو ابتدائی حدیث مین موجود ہی کہ سُئل عن نکاح ام کلثوم اور بعد نکاح اگرچہ خوشی
خاطر نہو بلکہ بجبر و اکراہ ہو شائبہ سفاح نہین ہی اور کل مضامین ہتک حرمت و بیغیرتی و بیناموسی کی جو شاہ صاحب
اور اونکے چیلے بیان کرتے ہین سفاح مین ہین نہ نکاح مین بلکہ نکاح ایک بادشاہ سی نظر عوام مین موجب عزت
و حرمت ہے گو نظر خواص مین وہ بادشاہ الکفرۃ الکفرۃ و الفجرۃ الفجرۃ ہو اور نکاح اوس سی بضرورت شرعیہ جائز
ہو اور بلا ضرورت شرعیہ جائز نہو پس باطل ہوا قول شاہ جی اور اونکے چیلون کا لزوم تخشش و سوء ادب
و بیغیرتی اور بیناموسی کا اسلئے کہ یہ سب متفرع بر سفاح ہی نہ متفرع بر نکاح حالانکہ حدیث مین صریحاً لفظ
نکاح موجود ہی فہذا افک مبین و قاتلہم اللہ انی یؤفکون ہماری مخاطب والا خطاب نے جب دیکھا کہ اگر شیعہ
انکار از تصحیح حدیث غصب کرین تو اونکی شاہ جی کی [illegible] اور [illegible] اور ظرافت اور سخافت سب پر عیان
ہو جائیگی اسلئی تنگ تصحیح حدیث مین پڑے اور چند مقامات مین ذکر روایت متنازع فیہ کرنا علما کا دلیل تصحیح
ٹھہرائی غافل اس سی کہ ان عبارتون مین کہین ذکر تصحیح نہین ہی بلکہ جبکہ احادیث سنیہ کو جو دال بر جبر و اکراہ ہین فرضاً
و تسلیماً ذکر کیا تو اس حدیث غصب کو بھی جو دال بر جبر و اکراہ ہے ذکر کیا پس ذکر کرنا اسکا مثل احادیث سنیہ کے
فرضاً و تسلیماً ہے نہ از راہ تصحیح و تحقیق اور بالخصوص قول مولانا ای شوستری ہی کہ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
[illegible] نکاح کی اونکے نزدیک ہم پیشتر ثابت کر چکے اور قول فرضی و تسلیمی کو قول حقیقی سمجھنا دا
[illegible] کسی کتاب سنیہ مین ایک حدیث کا موجود ہونا دلیل تصحیح اور مقبولیت علما کے نہین ہو سکتا جب
[illegible] موجود ہو سکی ہم تامل [illegible] عجب ہی کہ تصحیح احادیث نکاح بجبر و اکراہ
[illegible] مستلزم سفاح [illegible] اور حدیث نکاح غصب [illegible] بمعنی اخذ الشئی ظلماً ہی باوجود عدم تصحیح مستلزم

سفاح ہوا اور اُن احادیث پر باوجود مشتمل ہونیکے اوپر افعال قبیحہ منکرہ کے کوئی تفریع نہوا اور اسپر تقریبات عجیبہ غریبہ
ہوں ان ہذا الشئی عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب **قولہ** یہ حدیث چند طرح سے موافق اصول شیعہ کے ثابت ہی
اقول اصول شیعہ سے تو نکاح عمر کا انکار ہے جیسا کہ اقوال مخالف و موافق سے ہمنے پیشتر اس سے ثابت کیا
پھر اس حدیث کی صحت کا موافق اصول شیعہ کے دعوی باطل و دروغ گویم بر روئی تو ہی **قولہ** جسکو حضرات شیعہ
اصح الکتب کہتے ہیں **اقول** اصح الکتب قبل کتاب الباری صحیح بخاری ہی کہ جسکے کل احادیث کی صحت مجمع علیہ
اہلسنت سے ہے اسلئے جو کہ تعلیق طلاق اوسکی صحت پر موجب وقوع طلاق ہی اور کوئی شیعہ نسبت احادیث
کافی قایل اسکا نہیں ہی بلکہ اوسکی احادیث میں کچھ صحاح اور کچھ حسان اور کچھ ضعاف ہیں جیسا کہ استقصاء الافحام
میں مفصلا مذکور ہے اور اونہیں ضعاف سے یہ حدیث بھی ہی بلکہ درحقیقت یہ دسوسات اور الحاقات و تحریفات
اہل سنت سے ہے اور راوی مجہول ہے اسکا کوئی ستنی ہی ہی پس فرمانا علامہ دہلوی کا بر تقدیر تسلیم صحت بہت صحیح
اور مخاطب کا دعوی صحت محض غلط **قولہ** انہیں الفاظ سے امام صادق سے مروی ہی **اقول** انہیں الفاظ سے
مروی ہونا دلیل محفوظیت الفاظ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہزاروں حدیثیں راویوں نے نقل بالمعنی کی ہیں اور بہت
حدیثوں میں راویوں کو اجازت نقل بالمعنی ائمہ علیہم السلام نے دی ہی پس جایز ہے کہ امام نے مضمون نکاح جبر و
اکراہ کو ان الفاظ سے بیان نکیا ہو اور راوی نے اوس مضمون کو اپنے الفاظ سے بطور نقل بالمعنی ادا کیا ہو اسلئے
کہ نکاح جبر و اکراہ کو اخذ الشئی ظلما لازم ہے اور یہی معنی غصب کے ہیں اور نکاح غصبی کو سفاح غصبی عند الفریقین
لازم نہیں ہی اور جایز ہے کہ راوی نے کل لفظ حدیث کو نقل کیا ہو مگر اسمیں کل ذلک فشاء اللہ میں باطل ہوا کلام
مخاطب در بارہ محفوظیت الفاظ اور صحیح ہوا قول علامہ دہلوی علیہ الرحمہ بر تقدیر صحت و محفوظ بودن آن
قولہ اس حدیث کو چند جگہ نقل کیا **اقول** اگر کوئی شخص ایک حدیث ضعیف کو چند جگہ نقل کرے تو وہ ضعیف
صحیح نہو جاویگی جبتک کہ شروط صحت اوسمیں پائی نجاویں عجب شخص سے کام پڑا ہے کہ جسکو ہنوز تشخیص و تمیز
حدیث صحیح و ضعیف نہیں ہی افسوس کہ روایت غضب جناب سیدہ غصب فدک پر جو ساٹھ جگہ صحیح بخاری
صحیح مسلم میں منقول ہی مولوی حیدر علی کے نزدیک موضوع قرار پائی اور یہ روایت صرف نقل قاضی صاحب
سے جسکو اثنائی تقریر میں چند جگہ نقل کیا ہے نزد بطور محدثین صحیح و یقینی ہو جاوے یہ نیا انصاف ہی **قولہ**

اور کسی جگہ اوس سے انکار نہین کیا ہے **اقول** جب بنائی جواب و بر فرض و تسلیم احادیث سنیہ کے ہے جو کہ جبر و اکراہ پر دلالت کرتی ہین اور یہ حدیث بھی بر بنا و فرض و تسلیم ہے پس بعد فرض و تسلیم انکار کی کیا وجہ ہے ہان جب جواب تحقیقی دینگے تو بشبہ حقیقت حال ظاہر ہوجائیگی اور جن جن وجوہ سے اختلال ہوگا اوسکی تفصیل کرینگے جیسا کہ سابقًا مذکور ہوا اور جواب فرضی و تسلیمی مین کوئی وجہ انکار کی نہین ہے **قولہ** علاوہ اسکے اور طرق متکثرہ سے ثبوت ان الفاظ کا ہوتا ہے **اقول** انتہا کی بےعقلی و نافہمی ہے کہ ایک کتاب مین ایک شخص فی اثنائی تقریر مناظرہ مین بغرض جواب تسلیمی ایک حدیث غیر صحیح کو چند جگہ ذکر کیا مخاطب صاحب ہر جگہ کے ذکر کو ایک طریقہ طرق متکثرہ حدیث سے قرار دیتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ طریق واحد اور طرق متکثرہ حدیث کس جانور کا نام ہے ایک حدیث ضعیف اگر ایک کتاب مین یا چند کتابون مین بطور نقل کتاب واحد سے بغرض رد و انکار یا فرض و تسلیم چند جگہ ذکر ہووے تو وہ صحیح کیونکر ہوگئی اور طرق متکثرہ اوسکے کہانسے نکل آئے بلکہ اگر ایک حدیث کے لیے طرق متکثرہ بھی ہون لیکن سب طریقہ ضعیف ہون جب بھی وہ صحیح نہین کہلاتی جیسا کہ ماہرین فن حدیث پر مخفی نہین ہے لیکن جہالت مرض لاعلاج ہے اور مختل الدماغ تنقیہ بعل الطائر کا محتاج ہے **قولہ** دھوکا دینا ہے **اقول** دھوکا دینا اپنی بھائیون کنجڑے قصائیون کو کار علمائی متقدمین و متاخرین اہلسنت ہے دیکھو اسی مقام پر نکاح کو سفاح بناکر دھوکا دیتی ہین حالانکہ علمائی شیعہ تصریح کرتے ہین کہ نکاح بجبر و اکراہ جو بنا بر مصلحت وقت ہو وہ مستلزم زنا نہین ہے اور ابوحنیفہ بھی یہی کہتا ہے کہ طلاق و نکاح باکراہ زنا نہین ہے کما سیجئے مگر تمہین نہ نار زنا زنا پکارتے ہین اور اپنے مریدونکو دام مکر و فریب مین لاتی ہین و لا یحیق المکر السیئ الا باہلہ

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

غرضکہ اس حدیث کے صحت مین کچھ شک و شبہہ نہ رہا اب ہم توجیہ اور تاویل علماء شیعہ کی جو اس لفظ کے نسبت کی ہے بیان کرتے ہین علامہ کشمیری نزہہ مین لکھتی ہین کہ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاح است کہ از خاندان عالیہ بطیب خاطر ادیان بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن باجبار و اکراہ [illegible] ... و مع وضوح المرام لا عبرۃ بالالفاظ

وعقد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست خلاصہ اس توجیہ کا یہی کہ غصب کے معنے عدم رضا کے ہے اور مطلب
اول فرج غصبنا ہوا امام نے فرمایا ہے یہ ہے کہ یہ پہلا نکاح ہی کہ خاندان اہلبیت اطہار سے بلا رضامندی لی کے
بجبر واکراہ ہوا اور لفظ غصب مستلزم زنا نہین ہے لیکن یہ توجیہ بجائی خود نہین ہی اس لیی کہ اگر یہی حضرت
امام کے دل مین ہوتی تو چاہیے تہا کہ اونہین لفظون مین ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کہ یہ وحاشا جنابہ عن ذلک زبان پر
لاتے پس لفظ غصب کا فرمانا اور عدم رضا مراد لینا بلا وجہ الفاظ کو اونکے حقیقی معنی سی پہیرنا ہی علاوہ برین
جو نکاح صحیح نہو وہ مستلزم زنا ہی اور از روی کتب معتبرہ امامیہ کے مثل غنیہ اور تبصرہ اور کنز العرفان اور
غایۃ المرام وغیرہ کے ثابت ہے کہ نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے درست نہین ہی پس جب ایک عام مومنہ
کا نکاح ایک عام ناصبی کے ساتھ درست نہو تو کیونکر نکاح قدوۃ مومنات بنت بضعۃ سرور موجودات کا ایک
کافر یا منافق کے ساتھ درست ہوگا یہ فرمانا علامہ کشمیری کا کہ درین معنی ہیچگونہ شناعتی نیست اونہین کو زیبا ہے
بلاشک نزدیک عبد اللہ بن سبا یہودی کے مقلدین کے جو کہ لباس محبت اہلبیت مین چاہتے ہین کہ اصول و
فروع شریعت مصطفوی کو برہم کرین اور بیخ اسلام و دین محمدی کو اوکہیڑ دین اور خوارج اور نواصب سے
بھی گوے سبقت لیجاوین اور زخارف دنیوی پیرایہ مداہنت اور نفرت مین تحصیل کرین بیشک یہ امر کب بعید
معلوم ہوگا کہ رسول کے پوتی فاطمہ زہرا کی بیٹی حسن مجتبی کی بہن ایک کبیر مرتدین اور سرگروہ منافقین کے
گہر مین غصب سے جاوی اور وہ غاصب جو چاہے سو کرے اور پہر بھی نہ شیر خدا نہ حسن مجتبی نہ شہید کربلا کچہہ چون و
چرا کرین اور ایسے واقعہ ہوشربا کا تماشا دیکھتے رہین ورنہ ہمسے ناقص الایمان والونکے تو ایسے سانحے کے
سننے سے ہوش پران ہوتے ہین اور ہمارے ضعیف دل زبان حال سی الامان الامان پکارتے ہین سبحان اللہ
حضرات شیعہ کی یہی محبت کمانسے لاوین کہ خود ہی امام کے زبان سے اول فرج غصبنا کی روایت کرین
اور پہر خود ہی اوسکی نسبت ہیچگونہ شناعتے نیست کا کلمہ زبان پر لاوین اور ایسے الفاظ نا ملائم اور نامناسب کو
سنکر شادیانہ خوشی اور فرحت کے بجاوین اور اپنے دین و ایمان کے دعوی مین ثابت قدم رہین اور ہرگز
اسکو خلاف شان ائمہ کے نہ سمجہین اور اس سے اونکی فضیلت و عزت مین کچہہ خلل کا خیال بھی نہ کرین بعد اسکے
علامہ کشمیری فرماتی ہین کہ ہرگاہ جابرے شخصے را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید و عرف میگویند غصب زوجہ

سلہ اس فقرہ کی سخافت مخفی نہیں ۱۲ سلہ

باوصف آن اگر جابر عقد نکاح باآن زن بجنبند نزد امام اعظم ابوحنیفہ کوفی زنا متحقق نشود و آن جابر زانی نیست معلوم نہین
کہ علامہ کشمیری نے باین علم و فضل اس جملہ کے کہنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا ہے اسلیے کہ الزام شاہ صاحب
قدس سرہ کا مطابق اصول شیعہ کے ہے نہ موافق اصول حنفیہ کے پس اونکو اپنے اصول پر جواب دینا چاہیے امام ابوحنیفہ
کے اصول پر نظر کرنے سے کیا حاصل اگر وہ فقہی مسائل مین ابوحنیفہ کے قول پر چلنا چاہتے ہین اور سوا ایسے اسکے
دوسرا چارہ اس بلا کی جانکاہ سے نکلنے کا نہین دیکھتے تو ول ماشاد چشم ما روشن وہ فرع حنیفہ کو اختیار کرین اور اوسپر
عمل فرماوین لیکن صرف فرع کو لینا اور اصول عقائد کو چھوڑنا کارآمد نہین ہے پس ایک مسئلہ حنفیہ کے شریک
ہو جاوین اور فضیلت فاروقی کا اقرار کرنے لگین پس کچھ جھگڑا ہے نہ قصہ نکاح کے ہونیکو تسلیم کرین اور آیت
الطیبات للطیبین پڑھنے لگین ورنہ جب کہ موافق مذہب امامیہ کی نکاح مومنہ کا ساتھ ناصب کے جائز ہی نہین ہے
تو بیچارے ابوحنیفہ کے قول سے اونکو کیا فائدہ ہوگا بلکہ اگر کوئی روایات حضرات شیعہ کو دیکھے تو اوسکو شناعت
اس فعل قبیح کی جسکو ہوا اول فرج غصبت منا سے تعبیر کیا ہے معلوم ہووے کہ شیخ صدوق نے معانی الاخبار
وغیرہ مین معاذ اللہ تو بہ توبہ نقل کفر کفر نباشد حضرت عمر کو ولد الزنا قرار دیا ہے اور اوسکے سند امام تک پہونچائی
ہے کما قال فی معانی الاخبار حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی
عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سالتہ عما روی عن
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلثۃ قال علیہ السلام یعنی بہ الاوسط انہ شر ممن تقدمہ وممن
تلاہ یعنے ابی بصیر روایت کرتا ہے کہ مین نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت اس حدیث کے پیغمبر
علیہ الصلوۃ والسلام کے کیا معنے ہین کہ ولد الزنا شر الثلثۃ کہ ولد الزنا تینون مین بدتر ہے امام نے فرمایا
کہ مراد اس سے عمر ہے کہ وہ اپنے پہلے یعنے ابوبکر سے اور پچھلے یعنے عثمان سے بھی بدتر ہے اور تینون سے
زیادہ برا ہے پس جب ایسے ناپاک مذہب کے معتقد ائمہ کیطرف ایسے تہمت کرین اور اونکی زبان سے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اولاد زنا سے ہونا بیان کرین ونعوذ باللہ منہ تو اگر بنت فاطمہ کا ایسے
شخص کے ساتھ نکاح ہونیکو امام کے زبان سے بالفاظ اول فرج غصبت منا کے لفظون سے ادا کرین
مصداق سواد الوجہ فی الدارین نہ ہون تو کیا کرین

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

مقصود صاحب تحفہ مسروقہ اعتراض کرنا ہے اور حدیث غصب کے باین طریق کہ شیعونکی حدیث مین لفظ
غصب اس نکاح کے بارہ مین واقع ہی اور وہ مستلزم زنا ہے اور نسبت زنا اہلبیت اطہار کے طرف دینا کمال
بے دینی ہے صاحب نزھۃ اعلی اللہ مقامہ اسکا جواب بالحل و بمعارضہ دیتی ہین تقریر معارضہ کے طرف ہم
اشارہ پیشتر کر چکے کہ تمھارے احادیث صحاح مین بھی کہ جسکے تصحیح تمھارے علما کرتے ہین مضمون جبر و اکراہ اور
قول بوس و کنار اجنبیہ و کشف میرز و کشف ساق اور دیکھنا بنظر فساق اور زنا بالعینین و الیدین وارد ہی
اور یہ خلاف تقوی و عدل تقدیری عمر اور خلاف حمیت و غیرت حیدر صفدر ہے اور تصحیح ایسے اقوال کا لاابالی
کی کمال بے دینی و بے ایمانی ہی جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بھی تصریح کی ہی فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور جواب بالحل یہ
ہے کہ اولاً لا نسلم کہ حدیث غصب صحیح ہے بلکہ ہمارے علما نے اسکے ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کی ہی
اور فرمایا ہے کہ اسکے راویون مین ابراہیم بن ہاشم ہے جو باتفاق علمای رجال مجہول الحال ہی اور روایت مجہول
باتفاق فریقین صحیح نہین ہی اور جس حدیث کو ہم خود غیر صحیح کہین اس پر ہی اعتراض ہم پر نہین ہو سکتا بر خلاف تمھاری
احادیث کے کہ تمھارے علما تصریح تصحیح کرتے ہین جیسا کہ احادیث سابقہ مین گذرا ثانیاً سلمنا کہ
حدیث صحیح ہی لاکن لا نسلم کہ محفوظ اللفظ ہی باین معنی کہ لا نسلم کہ کل لفظ حدیث کو راوی نے نقل کیا بلکہ آخر حدیث
کے نقل پر اکتفا کی ہو اور اصل یہ ہو کہ کسی سائل سنی نے اثبات فضیلت عمری کے لیے سوال نکاح ام کلثوم سے
کیا ہو اور آنحضرت نے پہلی جواب اوسکو بانکار از وقوع نکاح دیا ہو مگر جب سائل نے اصرار بر وقوع نکاح کیا ہو اور
فضیلت عمری کا اثبات چاہا تو حضرت نے غصہ مین آکر فرمایا ہو کہ اگر بقول تیرے یہ نکاح واقع بھی ہوا ہے
تو فضیلت عمری پر دلالت نہین کرتا لانہ اول فرج غصبت منا ای اخذت بنکاح الظلم و الجور و الجبر و الاکراہ
من دون رضاءٍ من اولیاء النکاح پس دال بر غاصبیت غاصب ہی نہ دال بر فضیلت اور خود الفاظ حدیث
مذکور دلالت کرتے ہین کہ حضرت نے حالت غیظ و غضب مین بغرض اسکات سائل اس عنوان سے ارشاد فرمایا
اور باین معنی جائز بھی ہی کہ امام علیہ السلام نے پہلے اون احادیث کو جنکا مضمون نکاح بجبر و اکراہ ہو سائل کو فرمایا ہو تو وہی

اپنی طرف سے بطور نقل بالمعنی لفظ غصب بیان کیا ہو پس اگر اس لفظ مین کچھ قباحت ہے تو غلطی راوی کی ہی نہ غلطی
امام علیہ السلام کی تا انکہ لفظ اسی لفظ کو امام نے فرمایا لیکن لا نسلم کہ لفظ غصب مستلزم زنا ہے اسلیئے کہ معنے حقیقی
غصب کے اخذ الشئ ظلما کے ہین کما فی القاموس الصراح اور معنی ظلم اہلسنت کے نزدیک تصرف ملک غیر مین بنا رضامندی
مالک ہی اس لیئے کہ تصرف برضامندی مالک کو شرعا و عرفا ظلم نہین کہتے ہیں پس جو نکاح کہ بجبر و اکراہ بنا رضامندی
ولی کیا ہو اوسپر اخذ الشئ ظلما صادق ہے تو اوسکو غصب کہنا لفظ کو اوسکے معنے حقیقی مین استعمال کرنا ہے باقی رہا
کلام اسمین کہ جو نکاح بجبر و اکراہ ہو وہ جائز ہے یا نہین اگر ناجائز ہے تو بیشک زنا لازم آتا ہے مگر شیعہ قصور وار
اسمین نہین ہوسکتے ہین اسلیئے کہ جب وہ منکر بطلان وقوع نکاح بابنت فاطمہ ہین تو صحیح احادیث جبر و اکراہ کیونکر کرینگی
اور اگر کرینگے تو بطور فرض تسلیم کہ اس طور سے بھی ہم غالب اور چیرہ دست ہین برخلاف علمائی اہل سنت کے کہ وہ
توثیق احادیث نکاح بجبر و اکراہ کرتے ہین بلکہ مجمع علیہ اونکے محدثین کا ہی پس وہ مجرم اقراری ہین اور فرق درمیان
منکر و مجرم اقراری کے ظاہر ہے کہ کون انمین سے قابل سزایابی پیش صاحبان عدل و انصاف ہے لیکن ناجائز
ہونا نکاح جبر و اکراہ کا عند الفریقین باطل ہی یعنی شیعہ و سنی دونو کہتے ہین کہ نکاح بجبر و اکراہ جائز ہی اور زنا
نہین ہے لیکن شیعہ بفرض نکاح پکار پکار کے کہتے ہین کہ حضرت عمر ایسے منافق فاسق و فاجر سے بخوشی
و رضامندی نکاح جائز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ بمقتضای الضرورات تبیح المحظورات جائز ہو گیا چنانچہ خود حضرت
مخاطب نے صفحہ (۱۳۲) سطر (۲۸) مین قول جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ کا نقل فرمایا ہے کہ شرع مین
ہرگز ممنوع نہین ہے کہ بجبر و اکراہ لڑکی کا نکاح اوس شخص کے ساتھ کر دیا جاوے جسکے ساتھ حالت اختیار مین
جائز نہ ہوتا انتہی لیکن اہل سنت پس اسی قول مین ہماری مخاطب مذہب ابو حنیفہ کو زبانی صاحب مذہب علیہ الرحمہ
ناقل ہو کر اوسکی تصدیق فرماتے ہین کہ ناکح بکرہ بطلاق کو غاصب کہتے ہین بسبب جبر و اکراہ کے لیکن نکاح کو جائز اور
ناکح کو زانی نہین کہتے بنظر اسکے کہ صحت نکاح موقوف بر ایجاب و قبول ہی خواہ وہ بخوشی خاطر ہو خواہ بناخوشی
خاطر ہو پس جب ایسا امام اعظم سنیون کا نکاح بجبر و اکراہ کو جائز جانے اور غاصب کو زانی نہ کہے تو کسی سنی حنفی
کی کیا مجال ہی کہ غصب کو مستلزم زنا کہے پس جب کوئی شیعہ و سنی غصب کو مستلزم زنا نہین کہتا تو اگر کوئی
شیطان مستلزم زنا کہے تو اوسکے کہنے سے کیا ہو گا حاصل کلام اسمقام پر یہ ہی کہ غصب یعنی اخذ الشئ ظلما

اعم ہے اسی سے کہ ماخوذ بنظلم نکاح الفرج ہو یا سفح الفرج یا یون کہین کہ ماخوذ بنظلم فرج بالنکاح ہو یا بالسفاح
پس سفاح تو بیشک زنا ہے بلکہ بانظلم زنا بالجبر لیکن نکاح پس وہی نکاح بجبر و اکراہ ہے جسکی تصدیق و تصحیح احادیث
علمائے اہل سنت کرتے ہین پس اگر اوس نکاح کو ناجائز کہینگے تو بنا بر سنیون کے بھی زنا لازم آویگا پھر شیعون پر اعتراض
بلفظ نکاح غصب کرنا اور سنیون پر بمضمون نکاح بجبر و اکراہ نہ کرنا نہایت بے انصافی بلکہ داد حماقت دینا ہے حالانکہ
شیعون نے تصحیح حدیث غصب نہین کی اور سنیون نے تصحیح احادیث جبر و اکراہ کی ہے بر تقدیر اگر حدیث مین مطلق
غصب ہوتا تو چونکہ اعم از نکاح و سفاح تہا تو بھی دلالت اوسکی خاص سفاح پر نہوتی جیسا کہ علم میزان مین مقرر ہوا ہے
لا دلالة للعام علی الخاص باحدی الدلالات الثلث چہ جائیکہ مطلق غصب حدیث مین نہو بلکہ غصب بقید نکاح
ہو جیسا کہ ابتدائے حدیث مین سئل عن نکاح ام کلثوم ہے پس غصب نکاح سے غصب سفاح مراد لینا مثل اسکی ہے کہ
سفیدی سے سیاہی مراد لین باین دلیل کہ یہ دونو قسمین لون کی ہین اور یہ کمال حماقت اور سفاہت ہے
ہمارے اس بیان سے واضح ہوا کہ لفظ غصبت مین کوئی قباحت نہین ہی جز اسکے کہ غاصب کی غاصبیت
پر دلالت کرے جیسے جبر و اکراہ جابریت اور مکرہیت پر دلالت کرتا ہے پس اگر کریہ ہین تو دونو کریہ ہین
اور اگر نہین ہین تو دونو نہین ہین پس فرمانا حضرت مخاطب والا خطاب کا کہ اگر یہ معنے یعنے جبر و اکراہ بلا
رضامندی ولی کے امام کے دلمین تھی تو چاہیے تھا کہ انہین لفظون مین ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کریہ زبان پر لاتے
انتہی اس عبارت کو دلالت صریح ہی اسپر کہ لفظ جبر و اکراہ و نارضامندی قبیح و کریہ نہین ہی اور کیونکر اسکو قبیح
و کریہ فرمائین حالانکہ مدلول اونکی احادیث صحاح کا اور مجمع علیہ اونکی محدثین کا ہے اور جو کچھ قباحت و شناعت اور
کراہیت و فظاعت ہے بقول مخاطب وہ لفظ غصبت مین ہے بندہ خدمت والائے مخاطب مین عرض
کرتا ہے کہ حضور نے کوئی وجہ کریہ ہونے اس لفظ کی اور نہ کریہ ہونے لفظ جبر و اکراہ و نارضامندی کی
بیان نفرمائی اگر اس راہ سے کریہ ہے کہ معنے زنا ہے تو کسی کتاب سنی یا شیعہ کا نشان دیا ہوتا کہ جسمین
غصبت بمعنی زنا لکھا ہو اور اگر اس راہ سے کریہ ہے کہ مستلزم زنا ہے تو جب علامہ شوشتری اور صاحب نزہہ
اعلی اللہ مقامہما نے فرمایا کہ لا مستلزم زنا نیست آپکو ضرور تہا کہ اونکے قول کو رد کرتے اور کوئی دلیل قائم کرتے
اسپر کہ ضرور ضرور مستلزم زنا ہے لیکن آپنے نہ اونکے قول کو رد کیا نہ کوئی وجہ کراہت لفظ قائم کی فقط ایک

دعویٰ ہی دعویٰ ہی کہ یہ لفظ کریہ ہی اور لفظ جبر واکراہ کریہہ نہین ہی ور زبر دستی کی ہٹ ہی ور اپنی ہٹ پر کودنا
اوچھلنا مسکنا مچلنا آپکو زیبا نہین ہی مشہور ہے کہ تریا ہٹ بالک ہٹ حضور والا کو ہم کس قسم مین سمجھکر ناز و نخرے
آپکے سہین سعدی نازبران کن کہ خریدار تست۔ پھر جو حضرت مخاطب نے فرمایا کہ صاحب تحفہ علی اللہ مقامہ فی بلا وجہ
الفاظ کو اونکے معنے حقیقی سے پھیرا ہے بندہ کہتا ہے حضور نے تو کوئی معنی حقیقی بیان نہ فرمائے مگر ہم تو جو اہل لغت
نے لکھا کہ اخذ الشئ ظلماً جبراً غصب ہی یہی معنی حقیقی سمجھتے ہین اور نکاح بجبر واکراہ وعدم الرضا پر اخذ الشئ ظلماً وجبراً وقہراً
صادق ہی پس یہ معنی حقیقی تھی وہی تو مراد لیے اوس سے تجاوز نہین کیا تعجب ہے کہ اخذ الشئ ظلماً وجبراً جو غصب
کے معنی ہین وہ تو بسبب ہی قبیح و کریہ ہوا اور اخذ الشئ جبراً وقہراً واکراہاً جو مفاد احادیث اہلسنت ہے اوسمین کوئی
قباحت اور کراہت نہ ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ لفظ ظلم و جبر کیون قبیح ہو گیا اور لفظ جبر و قہر و اکراہ کیون اچھا ہو گیا الا انکہ
یہ سب الفاظ متقارب المعنے ہین درست و گر بیان بلکہ مترادف عند ایضاح البیان ہین کما لا یخفیٰ اور جب نکاح بجبر واکراہ بنا بر
مذہب شیعہ و سنی درست و جائز ٹھہرا جیسا کہ ہمنے بیان کیا تو جلا ہونگے پیروں کے علاوہ علاوہ کے بھی تار تار کو
اور ارباب فہم عدولان یا بانی کے بھلاوہ سے چھوٹے بلکہ علاوہ بران ایک لقمہ کلاوہ کا کہ خروج از دین اسلام ہے
اونکے منھ مین دیا گیا جیسا کہ حضرت جبریل نے فرعون کے منھ مین دیا تھا جب اوسنے بعد از نزول عذاب آمنت
کہا تھا فبعداً للظالمین برا **قولہ** غرضکہ اس حدیث کے صحت مین کچھ شک و شبہہ نہ رہا **اقول** شک و شبہہ کیسا حدیث
مذکور کا صحیح ہونا تو یقینی ہے جبتک آپ اصول فن حدیث سے اوسکی صحت ثابت نہ کیجیے ہان ہمکو شک و شبہہ
کیا نہین ہو سکتا ہے اسلیے کہ ہمارے علما نے احادیث جبر واکراہ کی تصحیح کی ہی اور نکاح غصبی بھی بجبر واکراہ ہی
ہوتا ہے پھر اگر کسی نے نکاح جبری و قہری کہا اور کسی نے نکاح غصبی کہا یقینے ظلم و ستم ہوا تو ایک ہی بات ہے
پھر ہم اسمین شک و شبہہ کیا کر سکتے ہین لیکن جو لوگ کہ منکر اصل نکاح با بنت فاطمہ ہین وہ کل ان احادیث کو جو دال بر
نکاح ہین اگرچہ بجبر واکراہ ہو اگر سند کی ہین تو اونکو کاذب و باطل و مفتریات شیاطین و دجالین سمجھتے ہین اور
اگر اپنی ہین تو اوسکو بسبب خلاف صحیح علیہ ہونیکے مطروح یا محمول بر تقیہ یا ماؤل جانتے ہین اور اوسکے مضامین
ظاہری کے بطلان مین کچھ شک و شبہہ نہین کرتی اور ایک امر باطل مثل شریک الباری کو فرض کرکے اپنے
مخالف کو جواب دینا اور بات ہی اور حقیقت مین تصحیح احادیث کرنا اور بات ہے و قد مر کل ذلک فتذکر

ف
اشارہ بطلان عبارت شرعاً پیاسی بکرادی قول مین کہا ہی کہ علاوہ برین ہونا نکاح صحیح مردہ وہ مستلزم زنا ہی استغفراللہ ۱۲ منہ

قولہ غصب یعنی عدم رضا کے ہے اقول غصب کے معنی تمنے کہا کہ اخذ بالظلم کے ہین اور اوسکی لیئے نارضامندی لازم ہے اور نارضامندی کو ظلم لازم ہی اسلیئے کہ اخذ برضامندی کو شرعًا و عرفًا ظلم نہین کہتی اور ظلم کو رضامندی نہین کہتی اور جب ایک دوسری کو لازم ہے تو تفسیر شے بلازم المعنی کلام علما و بلغا مین شایع و ذایع ہے تم سمجھے کہ مفہوم عدم رضا اور مفہوم غصب یعنے اخذ بالظلم کو ایک کہتی ہین نہین حضرت مفہوم دو ہین لیکن مصداق ایک ہی جیسے ناطق و ضاحک دو مفہوم ہین مگر مصداق ایک ہی ہی یعنی انسان اسیطرح مفہوم اخذ بعدم الرضا اور مفہوم اخذ بالظلم دو ہین مگر مصداق دونو کا وہی نکاح بالجبر والاکراہ ہے تعجب ہے کہ جب نکاح بجبر و قہر و اکراہ و اجبار کہین قوال سنت اوسکی احادیث کی تصحیح کرنے لگین اور اگر کوئی اوسکو نکاح بالظلم و جور و ستم کہے تو زمین سے آسمان تک اچھلنے لگین ہیہات کیا لفظ جبر و اکراہ مین کیا خوبصورتی ہی کہ وہ سب ناچ رنگ ہے اور لفظ ظلم و جور مین کیا بدصورتی ہی کہ وہ اسقدر کریہ و قبیح ہے کہ جسکے دیکھنے سے امثال مخاطب کے ایسے حرکتین لگتی ہین لنگی کا ناچ ناچنے لگتے ہین قولہ تو چاہیے تھا کہ اونہین لفظون مین ادا فرماتے اقول یعنے نکاح بجبر و اکراہ و نارضامندی فرماتے تو مخاطب صاحب راضی ہو جاتے اور کیونکر نہ راضی ہوتے کہ یہ مضمون اونکی احادیث کا ہے لیکن امام نے نکاح بغصب یعنی اخذ بظلم و ستم فرمایا یہی برا ستم ہو گیا کہ مخاطب صاحب جامہ سی باہر ہوکے اور ننگے ہوکر ناچنے لگے قولہ حقیقی معنون سی پھرتا ہے اقول نکاح جبری و قہری پر اخذ بالظلم صادق ہی یا نہین اگر نہین صادق ہی تو اسکی وجہ ارشاد ہو اور اگر صادق ہی تو معنی حقیقی سی پھرنیکی وجہ بیان فرمائی قولہ علاوہ برین جو نکاح صحیح ہو وہ مستلزم زنا ہے اقول اس علاوہ مین مخاطب صاحب دوسرا علاوہ دیتے ہین اور غول بیابانی کا چھلاوہ دکھلاتی ہین کہ قول زنا بالجبر سے اب تنزل فرماتی ہین اور زنا بالرضا کے سبب عدم صحت نکاح قایل ہوتی ہین قاتلہ اللہ و فض فاہ ہم پوچھتے ہین کہ اگر جبر و اکراہ باعث عدم صحت نکاح ہی تو تمہارا ہی احادیث صحیحہ سے زنا لازم آتا ہے اگرچہ تمہاری امام اعظم کوفی کے خلاف ہی اور اگر باعث عدم صحت عدم جواز نکاح مومنہ با کافر و منافق و خارجی و ناصبی ہی تو صورت جبر و اکراہ مین باتفاق فریقین نکاح جایز کما مرّ قول لیا سیدنا المرتضی الرضی و امام الکوفی قولہ ثابت ہے کہ نکاح مومنہ ساتھ ناصبی کے درست نہین اقول یہ تو ہوتا بیشک صحیح نہین لیکن بحالت جبر و اکراہ و نظر بقدر بیت مصلحت وقت باتفاق سن علمائنا صحیح و درست ہے علی

کل احکام شرعیہ مشروط ہین بحالت اختیار لیکن حالت اضطرار مین اور جبر و اکراہ مین مثل اکل میتہ بدلیل فمن اضطر والا من اکرہ ہر ممنوع و حرام جائز و حلال ہے التقیۃ دینی و دین آبائی اور حسب مقول مقبول جناب تقیہ تم لوگون کے نزدیک جائز نہین ایسی مجبور ہوکے کیا و جمعیت تفریق اسلام کے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص مشرک کے پاس رہنے دیا اور جدا نہ کرسکے تو جناب امیر کے بدیہی مجبوری اور ناچاری پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے **قولہ** ایک عام مومنہ کا نکاح ایک عام ناصبی کے ساتھ درست نہوا **اقول** ہان حالت اختیار مین ایسا ہی ہے لیکن حالت اضطرار مین ایک خاص مومنہ کا ساتھ ایک خاص ناصبی کے درست ہے **قولہ** نکاح قدوۂ مومنات بنت بضعۂ سرور موجودات کا ایک کافر یا منافق کے ساتھ **اقول** نہ اوس منافق کو بقول تمھارے کچھ شرم و حیا خدا و رسول سے تھی کہ قدوۂ مومنات بنت سرور موجودات کا جبر و اکراہ سے خواستگار ہوا اور نہ سینیون کو کچھ شرم و غیرت و حمیت دین اسلام ہے کہ ایسے احادیث کذب و افترا کی تصحیح کرتے ہین کہ جس سے نہ فقط اہلبیت کی توہین ہے بلکہ حضرت عمر کی بھی تفسیق و تجبین ہے اور بعد اسکی ایسی ایسی مضامین مستہجنہ کریہہ قبیحہ کہ جس سے ہر مسلمان کے تن بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مثل کشف ساق و کشف سیرزا و بوس و کنار اجنبیہ او سپر مستہزا کرتے ہین فقاتلہم اللہ انی یوفکون **قولہ** ادہین کو زیبا ہے **اقول** اونھکو تصحیح احادیث جبر و اکراہ و کشف ساق و سیرزا و بوس و کنار عمر با بنت پیغمبر زیبا ہے بلاشک ثقلین علیہ التحری من ابی قحافہ بُت پرست کے نزدیک جو کہ لباس محبت عمر و ابوبکر مین چاہتے ہین کہ اصول و فروع شریعت مصطفوی کو درہم و برہم کرین اور بیخ اسلام اور دین محمدی کو جڑ سے اکھیڑین اور خوارج اور نواصب سے بھی گوئی سبقت لیجاوین اور زخارف دنیوی پیرایہ مداہنہ اور قربت مین تحصیل کرین بیشک یہ امر کب بعید او ہم ہوگا کہ رسول کی نواسی فاطمہ زہرا کی بیٹی حسن مجتبیٰ کی بہن ایک رئیس مرتدین اور سرگروہ منافقین کے گھر مین بجبر و قہر و اکراہ جاوے اور وہ غاصب و بیدین سرگروہ مرتدین از قسم ضم الصدر و التقبیل و کشف الساق و المیزر عمل مین لائے اور پھر بھی نہ شیر خدا نہ حسن مجتبیٰ نہ شہید کربلا کچھ چون و چرا کرین اور ایسے واقعہ ہوش ربا اور جانفرسا کا تماشا دیکھتے رہین حالانکہ ہم غلامان خاندان رسالت تو ایسے سانحے کے سننے سے ہوش پران ہوتے ہین اور ہمارے ضعیف دل بزبان حال و لسان مقال الامان الامان پکارتے ہین ہم حضرات سنیہ کے سی محبت عمر صاحب سی کہان سی لاوین کہ خود ہی جنید شیاطین

دجالین کے زبان سے روایات جبر و اکراہ و بوس و کنار روایت کرین اور پھر خود ہی وہین کسی طرح کی قباحت
اور شناعت نہ سمجھکر بصد انبساط و نشاط اوسکے تصحیح کا کلمہ زبان پر لاوین اور ایسے الفاظ نا ملائم اور نا مناسب
کو سنکر شادیانہ خوشی اور فرحت کے بجاوین اور پھر اپنی اور عمر کی مسلمانی پر قایم اور دین و ایمان کے دعوے
مین ثابت قدم رہین اور ہرگز اوسکو خلاف شان عمر اور نسبت پیغمبر نہ سمجھین اور اس سے اونکی فضیلت اور عزت مین کچھ
خلل کا خیال نکرین بلکہ فضیلت عمری کے نقارے بجاوین اور بیٹھے تال سُر لگاوین اور لمبی لمبی ڈارھیان مثل
بکری کی دُم کے ہلائین حضرت مخاطب کے خامہ تند رفتار نے بیہ بدلگامی و بدخرامی اسمقام پہ بڑی تیزیان کمائین
اور اوسکی گود ہیا مذہب سے بیچارے عمر کے نفاق و ارتداد کی ناہنجاریان پیش نظر آئین مگر غافل اس سے کہ اگر کوئی اس
کلام نا فرجام کو منقلب کریگا تو میان کی جوتی میان کی سر پڑیگا ویگا قولہ معلوم نہین کہ علامہ کشمیری نے باین علم و
عقل اس جملہ کے لکھنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا **اقول** حضور کے سمجھ مین جو نہین آیا تو مجبوری
ہی بسبب اسکی کہ آپکو فہم و ادراک سے معذوری ہے ورنہ شیعہ سے شعری اور اشعری سے شیعی کیون بنتے غرض نقل
مذہب امام کوفی شامی المشرب سے یہ ہے کہ شیعہ تو جواز تقیہ کے قایل اور التقیۃ دینی و دین آبائی کے ناقل
ہین پس اگر اس نکاح فرضی کو بوجہ تقیہ جایز اور صحیح و درست کہا تو مطابق اونکے اصول کے اونکو ایسا ہی کہنا چاہیئے
جیسا کہ جناب سید مرتضے نے فرمایا کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہے کہ مجبوراً و مقہوراً نکاح اوسکی ساتھ کردیا جاے
جسکے ساتھ حالت اختیار مین جایز نہو انتہی لیکن اس نکاح فرضی کے جایز ہونیکے جسطرح شیعہ قایل ہین اسیطرح
جو مناقق کہ تقیہ کو نفاق کہتا ہے وہ بھی اس نکاح کے جواز کا قایل ہے جیسا کہ مکرہ بالطلاق جب مطلقہ سے نکاح کرتا
ہے تو غاصب کہلاتا ہے مگر نکاح صحیح ہے اور نکاح غاصب زانی نہین اسی طرح عمر غاصب بھی نکاح جبر و اکراہ مین زانی
نہوگا اور نکاح صحیح ہوگا پس جب باتفاق مثبت تقیہ و منکر تقیہ نکاح غاصب صحیح اور درست ہوا تو کون بدیہتا
کا قایل ہوسکتا ہے کیون جناب ابتو آپکے شاہ صاحب لا قدس سرہ و لا حرہ پر الزام تمام ہوگیا کہ وہ حضرت
اپنے خیال ناپاک سے فرماتی تھی کہ زمین پھٹتی ہے اور آسمان شگافتہ ہوتا ہے تعجب ہے کہ جب شیعہ نہ زنا کے قایل نہ
انسے شنیان پھر شاہ صاحب کیون ہای وای مچاتے ہین **قولہ** پس اونکو اپنی اصول پر جواب دینا چاہیے
اقول اپنے اصول پر بھی جواب دیا کہ ازراہ تقیہ جو نکاح حالت اختیار مین جایز نہ تھا وہ بحالت جبر و اضطرار

جایز ہے اور جو لوگ قایل تقیہ نہین ہین اونکی اصول پر بھی نکاح جبر و اکراہ جایز ہے **قولہ** ابو حنیفہ کے قول پر چلنا
چاہتے ہین **اقول** استغفر اللہ آپ کیا فرماتی ہین لعنت ہے ایسی باتون پر جسکی دین و مذہب و ملت جسکی چال ڈھال
جسکی بال بال پر ہم اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر ہر بات مین ہر ہر لفظ مین ہر ہر حرف مین تین حرف کہین پھر ہم
اوس چلن کے چال پر چلین مقصود اس مقام پر شاہ صاحب کے منھ زوریون کے لیئے اونکے امام کوفی کے قول سے
ایک دہانہ خاردار دینا تھا کہ کچھ تو رکین اور اسقدر منھ زوریان نکرین وہ تو رکے اور تحفہ کے جوابونکا کوئی جواب اونسی
ہوا نہ اونکے کسی شاگرد رشید سے مگر تم ایسے نا کند نہین رکتی اور اپنی اوچھل کود سے منھ کی کھاتے ہو اور سر کے بل
اسفل السافلین کو جاتی ہو **قولہ** تو دل ناشاد چشم ناروشن **اقول** بعد اس جواب دیکھنے کے انشاء اللہ دل
ناشاد اور چشم ظاہر سے بھی مثل چشم باطن کور ہو جاوگے بلکہ زندہ در گور ہو جاوگے **قولہ** پس ایک کلمہ ابو حنیفہ
کے شریک ہو جاوین **اقول** سنیونکی یہان تو سنی ہونیکے لیے کوئی کلمہ نہین مگر شیعونکے یہان شیعہ ہونیکے لیے
ایک کلمہ ہے مگر اسے تم اوس کلمہ کے رو سے ارتداد فطری مین گرفتار ہو **قولہ** فضیلت فاروقی کا اقرار کرینگے
اقول وہی فضیلت فاروقی جسکو تمہاری علمانے بتصحیح روایات جبر و اکراہ بیان کیا ہے اوسکا تو ہم اقرار
کرتے ہین ایسی فضیلت کے راہ سے تو اونکو غاصب و فاسق و منافق کہتی ہین **قولہ** نہ کچھ جھگڑا ہے نہ قصہ
اقول کوئی جھگڑا اور کوئی قصہ نہین ہے سب حشر غلامان علی یا علی ہا حشر غلامان عمر یا عمر ناحق تمہین
نے قصہ جھگڑا لگا رکھا ہے گھر بیٹھے سنیون کو ستاتے ہو ابطال مذہب حق مین کتابین چھپواتے ہو اور جب
ہم جواب دیتے ہین تو کچھ یون ہی دوڑتے ہو اور پھر کچھ نہین سمجھتی خدا ہی تمسے سمجھے **قولہ** نکاح ہونیکو بھی
تسلیم کرلین **اقول** فرضا تسلیم بھی کرلیا مگر تمھارا پیٹ نہ بھرا اور تمھارے علت جوع البقر کے دوا انوئی
شاید شکر پارہ شاہ کے استفراغ مین جانے سے پیٹ بھر جائی **قولہ** اوسکی نسبت الطیبات للطیبین
پڑھنی لگین **اقول** اگر تم فرعون کے نسبت اور حضرت نوح اور حضرت لوط کے نسبت الطیبات للطیبین
پڑھنی لگو تو ہم بھی فرعون آل محمد کے نسبت پڑھین **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ نواصب کے جایز ہی نہین
اقول کیون بار بار بکتا ہے اور کانون کانون کرتا ہے حالت اختیار مین جایز نہین اور حالت اضطرار
مین اور جبر و اکراہ مین جایز ہے جایز ہے عند الفریقین کما مر **قولہ** تو بیچارے ابو حنیفہ کے قول سے

اونکو کیا فایدہ **اقول** فایدہ یہ ہے کہ جو یہ مذہب قایل بزنا ہے اوسکے امام کے قول سے اوسکے مُنہ توڑنے کا
فایدہ ہے **قولہ** اگر کوئی روایات حضرات شیعہ کو دیکھے **اقول** ہمنے روایات شیعہ اور روایات حضرات اہلسنت
کو دیکھا جو دلالت اوپر حلال زادگی حضرت عمر کے رکھتے ہین کما اشرنا الیہ فی بحث ولادۃ العباس لیکن اسکو نکاح بغصب
اور نکاح بجبر و اکراہ سے کیا واسطہ اسلیئے کہ علمائے فریقین سے کسی نے طہارت مولد کو شرط صحت نکاح نہین کہا ہے
اور بنا بر مذہب شیعہ جو ضرورت مجوز نکاح با کافر منافق و فاجر فاسق ہوئی ہی وہی ضرورت مجوز نکاح با ولد الحرام
بھی ہوئی اور اگر ناکح جابر و قاہر و غاصب و مکرہ و ولد الحرام ہوتا تو جبر و قہر و غصب و اکراہ خواہان نکاح بنت رسول اللہ
ہوتا اور ولد الحرام ہونے کے لیئے نقط بغض علی کافی ہی چہ جائی اینکہ ساتھ اوسکے جبر و قہر و اکراہ و غصب
بھی جمع ہو جائی ع بغض الولی علامۃ معروفۃ ٭ کتب علی جبہات اولاد الزنا - چنانچہ خود مخاطب نے ذکر اسکا
صفحہ (۱۲۳) سطر (۲۰) مین کیا ہی **شعر** محبت شہ مردان مجو زبی پدری ٭ کہ دست غیر گرفتہ است پای مادر او
ہمکو نہین معلوم کہ مخاطب کو ذکر سے اس حدیث کے اس مقام پر کیا فایدہ ملا بجز اسکے کہ حلال زادگی حضرت عمر کو عوام
کے نزدیک ثابت کرے کہ وہ ایسے ذات شریف تھے کہ کچھ لوگ اونکو ایسا عالی نسب جانتے ہین اور دوسرونکی
بدشگونی کے لیئے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹی اور پیرایہ دوستی مین حضرت عمر کا ایسا فضیحت و رسوا کیا کہ اونکے دشمنون
نے بھی نہین کیا **بیت** دشمن نہ کند بجان بدتر ٭ ازان دوست کہ نادان بود - ہان صاحب ایک بات اور
اور سُن لیجیئے کہ آپکو اگر اس روایت مین کہ رسول اللہ نے فرمایا ولد الزنا شر الثلاثۃ اور مراد اوس سے حضرت عمر ہین کچھ
شک ہو تو ذرا اسکی وجہ بیان فرمایئے کہ جب ابوہریرہ نے یہی حدیث ولد الزنا شر الثلاثۃ بیان کی تو خلیفہ دوم
کے صاحبزادہ بلند اقبال عبد اللہ بن عمر پر کونسی مصیبت نازل ہوئی جو اونہون نے کلام رسول اللہ کی تردید کی اور
کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ برائے خدا فرمایئے کہ اونکو کیون ایسی مرچین لگین کہ بیچین ہوگئے اگر کچھ دال مین کالا نتھا
اور نسب کا حال دوبالا بلکہ سہ بالا نہ تھا تو اس تردید اور تکذیب قول رسول اللہ کی انکو کیا ضرورت ہوئی ابوہریرہ
نے تو حرامزادونکی نسبت یہ روایت کی تھی انکا کیا بگڑتا تھا جو اسدرجہ برہم ہوئی اور حدیث نبوی کی تردید کی کیون
مسلمانون سوائی سُنّی مذہب کے اور کسی مذہب والی نے بھی حرامزادہ کو اچھا سمجھا ہے یا اپنا پیشوا بنایا ہے افسوس
بوجہ اختصار ہم اون اقوال کو نقل نہین کرتے جنمین نسب نامہ خلیفہ دوم کی تصریح تین پشت تک درج ہے **قولہ**

مصداق سواد الوجہ فی الدارین اقول جو لوگ کہ روایات جبر و اکراہ و ضم و تقبیل و کشف الساق و المیز کی تصحیح کرین وہ مصداق سواد الوجہ فی الدارین ہون اور جو لوگ اصل نکاح سے منکر اور ان روایات کے مکذب ہون وہ مصداق سواد الوجہ ہون اذا القیت جلباب الحیا فقل ما شئت

قال المخاطب المقتام ہداہ اللہ سبل السلام

لیکن اگر ہم اس امر کو بھی تسلیم کر لین کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہین ہوتا اور اونکا مظہر اسلام اور متمسک بہ تمام شریعت ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو بھی فرض کر لین کہ اونکے مذہب مین نکاح کر دینا ساتھ ناصبی کے مومنہ اور عارفہ کا بھی جائز ہے لیکن حضرات شیعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے نفاق و بدعت سے کیونکر انکار کرینگے اور اونکے مومن اور مخلص اور تابع سنت ہونیکو کیونکر قبول کرینگے اگر وہ یہ قبول کر لین کہ حضرت عمر نہ منافق تھے نہ بدعتی بلکہ سچے مومن اور سچے تابع سنت تھے فنعم الوفاق اگر اسکو نہ مانین تو سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم مین کی ہین عبث اور فضول اور بیکار ہوئی جاتے ہین اسلیے کہ جو شناعت نکاح مین ساتھ کافر کے ہے اوس سے بڑھکر قباحت نکاح مین ساتھ منافق کے ہے چنانچہ خود صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اسکا اقرار کیا ہے اور اس مضمون کو ان لفظون سے ادا فرمایا ہے قال الفاضل الناصب چہارم آنکہ گویند کہ حضرات بنات و اخوات خود بہ کفرہ فجرہ بزنی میدادند مثل حضرت سکینہ کہ در نکاح مصعب بن زبیر بود و علی ہذا القیاس دیگر قریبان خود را در عقد کفرہ و نواصب می آوردند چنانچہ در کتاب الہیات بہ تفصیل مشروح است اقول و بہ نستعین اگر مراد از کافر درین قول را گویند حضرات بنات و اخوات خود را بہ کفرہ فجرہ میدادند مشرک است این قول کذب محض است چیچکس از امامیہ قائل باین قول نیست و اگر مراد از ان مبتدع است بہ بدعتی کہ منجر بہ کفر صاحبش نشود و کہ او را کافر تنادل گویند یا منافق کہ مظہر اسلام و متمسک بہ سائر شریعت باشند مسلم و محذوری ندارد بفحوای و لا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الایہ ممنوع و محرم انکاح با مشرک است نہ بر حرمت مطلق انکاح مبتدع کذائی و تزویج با منافق دلیلی قائم نیست و قیاس یکی بر دیگری مع الفارق چہ منافق اگرچہ جرمش در حقیقت عظیم تر است و فسادش در شریعت شدید تر بفحوای ان المنافقین فی الدرک الاسفل و در عقبی بعقوبت الیم گرفتار است

لیکن حکمت الٰہیہ داعی و مقتضی آن شد کہ احکام مشرکین و منافقین در دار دنیا از ہم ممتاز باشد و از ینجاست کہ
مشرکین را بفحوای فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم معاقب و ماخوذ گردانیدہ و منافقین را ازین وربلہ نجات بخشیدہ
اس تحریر پر علامہ کشمیری کی ہم اونکا دل و جان سے شکر ادا کرتے ہین اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہین کہ جو بات ہمکو لکھنا
چاہیے تھی وہ خود علامہ ممدوح نے لکھدی اور جو تکلیف ہمکو کرنی پڑتی وہ خود گوارا فرمائی اور ان فقرونکو لکھکر کہ
منافق اگرچہ خبثش در حقیقت عظیم تر است و فسادش در شریعت شدید تر ہماری طرف سے خود ہی جواب بھی دیا
لیکن ہم محو حیرت ہین کہ علامہ ممدوح نے صاحب تحفہ قدس سرہ کے اعتراض کے جواب مین اس تحریر سے کیا فائدہ
خیال کیا اس لیے کہ اونکا اعتراض اسپر ہے کہ شیعونکے نزدیک حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹیان کافرکو دی ہین
علامہ اسکی جواب مین فرماتے ہین کہ نہین کافرونکو نہین دین بلکہ منافقونکو اسپر ہمارا یہ جواب ہے تاکہ نکاح مومنہ
کا ساتھ کافر کے حرام ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہین ہے بلکہ صرف قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے
ساتھ نکاح کرنے مین بھی موجود بلکہ کچھ زیادہ ہے وہ خود حضرت نے فرما دیا ہے اب اہل انصاف غور کرین کہ اعتراض
صاحب تحفہ کا اس سی اور مدلل ہو گیا یا اونکا اعتراض اس جواب سے اوٹھ گیا باقی رہا یہ امر کہ احکام منافقین
کے نسبت کافرونکی ظاہر شریعت مین سخت نہین ہین اوسکا جواب یہی کہ چونکہ منافق ظاہر مین اپنے آپکو مسلمان
کہتے ہین اور احکام شریعت ظاہر پر جاری ہین الٰہی وہ قتل وغیرہ سے محفوظ ہین اور اسکا سبب یہ ہے
کہ کوئی شخص سوائی خدا کے علم غیب نہین رکھتا جو دل کا حال جانے پس شریعت نے نظر بظاہر اسلام اونکی قتل کا
حکم نہین دیا لیکن موافق اصول شیعہ کے آئمہ کرام کو علم ماکان و مایکون حاصل ہوتا ہے اور امور پوشیدہ اون پر
روشن ہوتے ہین اور حالات قلوب بنی آدم اون پر ظاہر ہوتے ہین پس انکو منافقون سے بھی احتراز کرنا اور اونکو
دینا اور اونسے عداوت رکھنا اور اونسے قرابت نہ کرنا بلکہ اگر وہ کسی دینی کام مین مدد کرنا چاہین تو اونسے
اعانت نہ لینا اور اونکو کسی دینی کام مین شریک نکرنا اور اگر وہ مر جاوین تو اونپر نماز جنازہ اونکی نہ پڑھنا
اور اونکے لیے استغفار نہ کرنا واجب و لازم ہے چنانچہ جن منافقون کا نفاق پیغمبر صاحب کے سامنے کھل گیا
تھا یا جن کے نفاق کی خبر خدای جل شانہ نے حضرت کو دے دی تھی اونکی ساتھ اسیطرح برتاؤ کرنیکے لیے آیات قرآنی
نازل ہوئین اور اونکے لیے سخت احکام صادر ہوئے بلکہ جسطرح جہاد کرنیکا حکم اوپر کفار کے ہوا اوسیطرح یہ

اور منافقوں سے جہاد جیسا کہ ارشاد الٰہی فرماتا ہے کہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماویٰہم جہنم وبئس المصیر کہ اے پیغمبر جہاد کر اوپر کافروں کے اور منافقوں کے اور نہایت سختی کر اوپر اونکے اور جگہ اونکی جہنم ہے

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

مخاطب والاخطاب نے اس قول میں نہایت اپنی لیاقت علمی دکھائی ہے ایک یہ کہ کلام صاحب تحفہ علی التشیعہ میں جسکو غلط نقل کیا ہے لفظ جرمش کو کہ بیچ گناہ ہی تحریف و تصحیف کرکے حرمتش بنایا ہے اور اوسی پر بنا کرکے کیا کیا ہزلیات ولغویات بکا ہے اور بے سروپا باتوں کو اپنے دل سے گڑھا ہے افسوس ہمارا مخاطب اسقدر بھی نہیں سمجھتا کہ متصف بحلت وحرمت حقیقت میں افعال ہوتے ہیں اور مجازاً ذوات باعتبار افعال کے مثلاً شراب وغیرہ حرام ہے باعتبار پینے اور کہانے کے نہ فی نفسہ پس کافر ومنافق فی نفسہ حرام وحلال نہیں ہوسکتے ہیں مگر باعتبار نکاح کے اور حرمت نکاح کافر بر آیہ لاتنکحوا المشرکین دال ہے اور حرمت نکاح منافق پر کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ فقرہ ماقبل میں موجود ہے کہ حرمت مطلق النکاح بسبب کذائی وتزویج با منافق دلیلی قائم نیست و قیاس کیجیے بر دیگرے یعنی قیاس منافق بر کافر قیاس مع الفارق ہے پس جس چیز کی حرمت پر کوئی دلیل قائم نہیں خصوصاً دلیل عقلی بقول مخاطب تو باعتبار قاعدہ اصولیہ کہ اصل اشیا میں اباحت ہی حقیقت میں اصل حرمت اوس میں پائی نہ جاویگی اور جب حقیقت میں حرمت نہ پائی گئی تو حرمتش و حقیقتہً عظیم تر حرمت کہا نسے نکلیگا پس لفظ جرم کو حرمت بنانا نہایت بیوقوفی اور خلاف سیاق ہے اور اسی طرح سے فقرہ مابعد میں ہے کہ اسلیے جرم عظیم ہے منافق کے بموجب ان المنافقین فی الدرک الاسفل در عقبی بعقوبت الیم گرفتار است پس منافق کا عقوبت الیم میں گرفتار ہونا بسبب جرم عظیم کے ہی اور اگر بسبب حرمت انکاح کے ہوتا تو نکاح میں و منوا الاعقوبت الیم میں گرفتار ہوتا نہ منافق اوسکو فاعل فعل حرام قابل سزا ہی متعلق فعل یعنی شراب خمر کے لیے عقوبت الیم ہی نہ شراب کے لیے پس لفظ جرم کو حرمت بنانا خلاف سیاق ہے ہی اور خلاف سیاق وسباق لفظ کو تصحیف کرکے ہزلیات ولغویات وناملائم باتیں بکنا کمال لیاقت علمی مخاطب کی دلیل ہے دوسرے یہ کہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کو علم ماکان ومایکون حاصل تھا اور آخر پیشینہ اوسیر روشن تھا اور حالت قلوب بنی آدم اون پر ظاہر تھی پہر اونکو خلاف شریعت عمل کرنا حرام تھا

اور منافقون سی احتراز کرنا اور مخالطت اور قرابت نکرنا واجب و لازم تہا حضرت سلامت آپکی تو عادت ہے کہ
دعوا ہای بے سر و پا کرتے ہین اور دلیل ندارد بیان بھی آپ کا یہ دعوی بیدلیل ہی کہ جب کسی منافق کے نفاق کا
علم ہو جاوی اگرچہ بعلم باطنی ہو تو احتراز اوس سی لازم ہے ہم اسپر لا نسلم کہتی ہین اور دلیل عقلی یا نقلی کے طالب ہین چہ
خداوند تعالے نے اپنے علم ازلی ماکان و مایکون پر عمل نکیا اور باوجود جاننے کے کہ فلان کافر فلان منافق کبھی
ایمان نہ لائیگا اور میرے رسول اور آل رسول اور اصحاب رسول کو تکلیفین پہونچائیگا پہر بھی اوسکو باقی رکھا
اور مہلت دی اور نہ ملک الموت کو فرمایا کہ فوراً اوسکی روح قبض کرے اور نہ پیغمبر کو حکم دیا کہ فلان فلان
منافق تیرے قابو مین آچکا ہے اور مثل کفار کے خارج از اختیار نہین ہے کہ حاجت بمشقت جہاد ہو انکو فوراً
قتل کرا اور اونسے احتراز کرا و مخالطت نہ کر کہ بڑے بڑے فسادات انکی ذات سے پیدا ہونگے یہانتک کہ یہی
منافقین میری خلیفہ اول کی خلافت کا انکار کرینگے اور خانۂ جناب فاطمہ پر ہجوم کرکے انکو برہم زنی خلافت کرین گے
اس لئے کہ خلیفہ ثانی اوس گھر کے جلانے کے لیے آگ اور لکڑیان جمع کرینگے کما فی ازالۃ الخفا اور یہی منافق خلیفہ
ثانی اور ثالث کو بھی قتل کرینگے الغرض نہ خدا ہی نے اپنے علم ازلی ماکان و مایکون سے کچھ منافقون کا تدارک کیا نہ رسول
ہی نے باوجودیکہ علم وحی و الہامی سی حضرت عثمان کی شہادت کی خبر دیگئی تھی اور اونکو وصیت بصبر کر گئے تھے کچھ
تدارک نہ کیا پہر اگر اماموں نے بہی علم ماکان و مایکون پر عمل نہ کیا اور منافقین سی محترز نہوے تو کوئی امر بیجا نہین کیا
کہ خدا اور رسول کی پیروی کی اور جناب رسولخدا نے تو قطع نظر علم وحی اور الہام و ماکان و مایکون سی جن منافقون
کا نفاق علی رؤس الاشہاد ظاہر ہو گیا تہا اونسے بھی تو وہ حضرت ترک صحابت نکرتے تھی بلکہ بنظر مصالح وقت نہ اونکو
قتل کرتے تھے نہ اونسے احتراز فرماتے تھے چنانچہ سابق مین صحیح بخاری سی گذرا کہ جس منافق کو عمر قتل کرنا چاہتے
تھے حضرت اوسکے قتل سے مانع ہوئے اور فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ باوجودیکہ بعلم ماکان وما
یکون جانتی تھی کہ اوس سی ایک گروہ منافق پیدا ہوگا کہ قرآن فقط اونکی زبانون پر رہیگا اور اونکے گلے کے نیچے
نہ اوتریگا جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی آپ باوجود علم ظاہری و باطنی نفاق اور سعی و سفارش عمر باوفاق اونکی تدارک
سے درگذر کیا اور اسیطرح باوصف ممانعت عمر سر گروہ منافقین کے جنازہ پر نماز پڑہی تھی اور زجر و توبیخ
عمر کے لیے استغفار بھی کی اپنا قمیص خاص بھی کفن کے لیے عنایت فرمایا بلکہ اوسکا سر گود مین لیا اور لعاب دہن

متعہد ہین دیا یا لانکہ یقیناً حضرت کے نزدیک خدا کے نزدیک تمامی صحابہ کے نزدیک وہ منافق اور سرگروہ منافقین ظاہری تہا وہ کون عبداللہ بن ابی اور غزوہ تبوک کے بعد چودہ منافقون نے جنکی اکثر افراد آپکی عشرہ مبشرہ مین شامل ہین حضرت کو قتل کرنا چاہا اور حضرت نے حذیفہ کو بہیجدیا اور تاکید تمام فرمایا کہ یہ منافق اس امت کے ہین کسیکو انکا نام نہ بتانا بسبب انہیں ظہور نفاق نہ حضرت نے اونکو قتل کیا نہ اونکی فضیحت کی تو ائمہ ہدی علیہم السلام کیونکر اپنی جد امجد کی سیرت کے خلاف رفتار فرماتے اور سابق مین قول امام نووی کا ہمنے نقل کیا کہ ہمیشہ وہ حضرت ایذائی منافقین پہ صبر کرتے تھے اور اونکو قتل نکیا لانہم کانوا معدودین فی الصحابہ ویجاہدون معہ اما حمیۃ او لطلب الدنیا وقدمر **قولہ** کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہین ہوتا **اقول** نہین حضرت موافق اصول شیعہ کے ضرور ہوتا ہی یہ کسنے آپسے کہا کہ شیعہ اونکو کافر نہین کہتے مرتد نہین کہتے یہ سب کہتے ہین مگر ظاہر کا مشرک بت پرست نہین کہتے اور اگر مرضی مبارک ہو تو یہ بہی کہنے لگین اور اونکا کچہہ نہ بگڑے اسلیئے کہ نکاح ساتہ مشرکین کے بہی حالت جبر و اکراہ مین صحیح ہی گو حالت اختیار مین بخوشی خاطر صحیح نہو ومن ادعی بطلان النکاح فی الجبر والاکراہ فعلیہ الدلیل **قولہ** اور اونکا مظہر اسلام اور متمسک تمام شریعت **اقول** یون فرمائیے کہ اونکا ظاہر مین مظہر اسلام اور مظہر تمسک بشریعت ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مسلمان ہونا حقیقت مین یا متمسک ہونا واقع مین اور یقین ہی کہ حضور کو بہی انکی اسلام ظاہری سے انکار نہوگا اسلیئے کہ اسلام حقیقی کا اقرار اور اسلام ظاہری سے انکار بنا بر آپکے مذہب کے ہو نہین سکتا اسلیئے سواد اعظم کے امام اعظم نے بقیاس نفاق یکتم الایمان کو عین نفاق فرمایا ہی ورجب باتفاق فریقین عمر مظہر اسلام ٹہرا تو درمیان اونکے اور مشرکین کے فرق نہ کرنا منا طلب ہی کونسا ہے **قولہ** فرض کرلین کہ اونکے مذہب مین نکاح کردینا ساتہ ناصبی کے مومنہ اور عارفہ کا بہی جائز ہے **اقول** جبر و اکراہ سے نہ خوشی خاطر سے **قولہ** حضرت عمر کے نفاق و بدعت سے کیونکر انکار کرسکینگے **اقول** قصور تو ہوگا پہر گز انکار نہ کرسکینگے بلکہ اشد نفاقاً و کفراً و بدعۃً کہے جائینگے اگر حضرات اہلسنت بہی اسکو قبول کرلین فنعم الوفاق اور اگر قبول نہ کرین تو حضرت عمر اونسے بچہین کیونکہ خود بدولت تو بحلف شرعی فرماتے ہین باللہ انا من المنافقین کما فی المغنی للذہبی یعنی خدا کی قسم مین منافقون سے ہون اسپر بہی اونکے امتی لوگ نہین مانتے اور خلیفہ دوم کی تکذیب کرتے ہین پہر اس تکذیب سے بہی خلیفہ دوم کا نفاق ثابت ہوا

والله يشهد ان المنافقين لكاذبون **قوله** سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم مین کی ہین عبث اور فضول ور
بیکار ہوئی جاتی ہین **اقول** ہرگز نہین بلکہ اور چُست و درست ہوتی ہین کیونکہ منافقون مین یقیناً کل احکام شریعت
بقول خود مخاطب جاری ہین **قوله** اسلیے کہ جو شناعت نکاح مین ساتھہ کافر کے ہے اوس سے بڑہکر قباحت نکاح
مین ساتھہ منافق کے ہے **اقول** کوئی دلیل اس اپنی دعوای کاذب پہ تمنے قایم نہ کی کاش جسقدر قباحت نکاح
مشرک مین تھی اوسی قدر تم نکاح منافق مین ثابت کر دیتے کہ دونو مساوی ہوجاتے اور جب مساوات ہی نہین
ہی تو اوس سے بڑہکر قباحت کہانسے ثابت ہوگی صاحب تحفہ اعلی اللہ مقامہ اسی عبارت مین جسکی حضرت مخاطب
ایک سطر بعد ناقل ہین بالتصریح اسکا انکار فرماتی ہین کہ نکاح مشرک و نکاح منافق یکسان نہین ہی اس لیی کہ آیہ
لاتنکحوا المشرکین کو فقط حرمت نکاح مشرک پر دلالت ہی نہ حرمت نکاح منافق پر اور حرمت تزویج با منافق پہ دلیلی قایم
نیست اور جس شی کی حرمت پر دلیل قایم نہین وہ اصل اباحت پہ باقی ہی پس حکم مباح اور حکم حرام ایک نہین ہوسکتا
پس فرمانا مخاطب کا کہ ایک کی قباحت دوسری کی قباحت سے بڑہکر ہے محض غلط اور پوچ اور لغو اور باطل
اور مہمل ہی خصوصاً در صورتیکہ آپ خود قایل ہین کہ کوئی قباحت عقلی نہین صرف قباحت شرعی ہی پس بدون اثبات
قباحت شرعی کے جسکے لیئے نص صریحی درکار ہے آپ ایسا دعوی نہین کر سکتے **قوله** چنانچہ خود صاحب تحفہ
اثنا عشریہ نے اسکا اقرار کیا ہی **اقول** خدا جھوٹھے کے منھہ کو قبر مین کشادہ امام اعظم کری اور اوپر
نادری غضب گرے کس جعلساز و دغاباز کے کہنے مین آپ پڑے ہین جو جھتیلے کی کاٹ چھانٹ لفظون مین دکھاتا
ہے اور بخیانت و بیحیائی و بیغیرتی جرمش کو جرم تش بناتا ہے اور احمق من الہبنقہ اسقدر نہین سمجھتا کہ سیاق
وسباق اوسکے مکر و فریب کو کہلوائیگا اور ہر خاص و عام سے اوسکے منھہ پر تھکوائیگا **قوله** فی العبارۃ المنقولہ
مراد از کافر دو قول را **اقول** صحیح عبارت یون ہے مراد از کافر دو قول اند **قوله** فیہا و اکافر
تامل گویند **اقول** سبحان اللہ کیا لیاقت ہے کیا فہم عالی ہی عبارت خوانی ماشاء اللہ چرب زبانی حضور کے امثال
پر ختم ہی ہم اس فقرہ کی معنی سمجھتی تھے اسکا تناول کنندگان لحم خنزیری و متناولان و نوشندگان پیالہ خمری اور
شاربان شراب حمایت عمری کے لیئے مخصوص ہی خدا جانے کس مشرک نے تناول کیا اور اس تناول
نے اوسکو کیا مزا دیا بلله عبارت صحیح تحریر فرمایا کیجیی ہر گہڑی نشہ کی نہ لیجیی **قوله** فیہا اگرچہ جرمتش در حقیقت

عظیم ترست اقول اصل عبارت ترجمہ یون ہی اگرچہ مش درحقیقت عظیم ترست لفظا جرم کو کہ یعنی گناہ ہی کسی
روسیاہ کی حرمت پر لکھا اور اوسپر بنا کرکے کیا کیا بیتکی باتین کہین ہین خدا کے قدرت یاد آتی ہی کہ ایسے گدھون کو
موہ مین بھوک کھلاتا ہی سے آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت ٭ ابلہان را ہمہ شربت زگلاب وقند است ٭ قوت
دانا ہمہ از خون جگر میبینم ٭ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ٭ طوق زرین ہمہ در گردن خر مے بینم ۔ قولہ ہم اونکا
دل وجان سی شکر ادا کرتے ہین اقول البتہ مقام شکرگذاری ہی کہ اگر وہ لفظ جرم نہ لکھتے تو آپ اوسکو حرمت بناکر
کیونکر اسقدر جھک مارتے لیکن ایسی جھک مارنے سے آپ کو کچھ نہ ملا قولہ اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہین اقول
آپ تھوڑی سی اپنی ممنونی ظاہر کر لیجئے تو ہم بہت بڑا ممنون اپنا ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو آپکی اس تحریر جہالت اور تقریر
حماقت کی حاجت اثبات جہالت مخاطب سی مستغنی کر دیا قولہ اسپر ہمارا یہ جواب ہوتا اقول کسقدر مربوط کلام
ہی کذاب دہلوی کی کہا کہ بیٹیان کافرونکو دین علامہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے کسی کافر مشرک کو نہین دین بلکہ اگر
دین ہونگی تو کسی کافر منافق کو دی ہونگی اور حرمت تزویج منافق پر کوئی دلیل قائم نہین اوسکے جواب مین
مخاطب صاحب فرماتے ہین جواب اونکی تکذیب کا یہ ہی کہ حرمت نکاح کافر پر کوئی دلیل عقلی نہین سبحان اللہ سوال
از ریسمان وجواب از آسمان اسی کو کہتے ہین جو کہے کہ شاہ صاحب جھوٹے ہین کسی کافر کو بیٹی نہین دی تو اوسکا
جواب یہی ہی کہ حرمت نکاح کافر پر کوئی دلیل عقلی نہین معلوم نہین کہ دروغ شاہ صاحب کو عدم حرمت دلیل
عقلی سی کیا علاقہ ہے کہ جس سی وہ سچے ہو گئے **بیت** ای خدا از عقل ودین بیگانہ است ٭ اندکے
عقل پیش دیوانہ است ہمارے حضرت مخاطب کی جنون کا کوئی علاج نہین ہی جز اسکے فصد اکحل ہو یا
حقنہ کا عمل قولہ کوئی دلیل عقلی نہین اقول ارے حضرت تمکو دلیل عقلی سی کیا واسطہ تمہارے علما تو حسن وقبح
عقلی کے قائل نہین اور صاحب علم اثری جو افحام الرسل سے مفحم وملجم ہو کر قائل بھی ہوا ہے تو مستلزم حلت
وحرمت شرعی نہین جانتا پھر آپکو حرمت عقلی سی کیا واسطہ ہان شیعہ البتہ اسمین بحث کرتے ہین جیسا کہ تقریر
حضرت مولانا صاحب [illegible] مین گذرا آپ وہین سے سارق اور اپنے دین سے مارق ہین قولہ
صرف قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے ساتھ نکاح کرنے مین موجود اقول آپ محض غلط فرماتے ہین
[illegible] صاحب تحفہ فرماتے ہین کہ بر حرمت و

منافق و دلیلی قائم نیست پس جب آپکو اسکا دعویٰ ہی کہ قباحت شرعی نکاح منافقین مین موجود ہی تو اوسکی سند دیجیے اور بتلائیے کہ کونسی قباحت ہی اور کہان اسکا حکم ہے کہ منافق سے نکاح نہ کرو حالانکہ آپ خود آگے چلکر قایل ہوتے ہین کہ منافقین پر احکام اسلام بسبب ظاہر شریعت جاری ہین پس کیا نکاح آپ کے نزدیک احکام اسلام سی خارج ہی جو آپ منافقین کو اس سی خارج کرتے ہین **قولہ** بلکہ کچھ زیادہ ہی **اقول** جب اصل ہی نہین ہی تو کچھ زیادہ کہان سے ہوگی **قولہ** وہ خود حضرت نے فرما دیا **اقول** کہین عبارت صاحب نزھۃ مین نہین ہی کہ وہ قباحت منافق کے ساتھ نکاح کرنے مین بھی موجود بلکہ کچھ زیادہ ہی حضرت سلامت لفظ قباحت کا تو کہین نام ہی نہین ہی ہان لفظ جرم ہے اور اوسکو مخاطب نی اپنی حماقت وجہالت سے یا کسی کے تصحیف سی خلاف سیاق وسباق حرمت پڑھا تو یہ قصور اونہین کے جہالت وحماقت کا ہے **قولہ** اعتراض صاحب تحفہ کا اوس سے اور مدلل ہوگیا **اقول** ہان جھوٹھا ہوتا صاحب تحفہ کا دعوائی نکاح بنات با کفار مین مدلل ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ شاہ صاحب از سر تا پا جھوٹھے ہین اور تم اونکے حامی انتہا کے خامی رکھتے ہو جرم کو حرمت پڑھتے ہو اور بے جوڑ توڑ باتین بکتی ہو **قولہ** باقی رہا یہ امر کہ احکام منافقین نسبت کافرونکے ظاہر شریعت مین سخت نہین ہین **اقول** اسیوجہ سی منافقین سی نکاح جائیز اور کافرون سے ناجائیز ہوا پس حرمت نکاح منافق کہانسے اور قباحت نکاح منافق کہانسے نکلی **قولہ** اسکا جواب یہ ہی **اقول** اس جواب کا جواب یہ ہی کہ اسکا جواب نہ دیا جائے سے آنست جواب شکہ جوابش نہ ہی۔ حضرت سلامت جواب یا کسی سوال کا ہوتا ہی یا اعتراض کا یہان پر نہ کوئی سوال ہی نہ کوئی اعتراض ہی جسکا مخاطب صاحب جواب دیتی ہین طرفہ یہ کہ قول صاحب نزھۃ کہ احکام مشرکین ومنافقین ایک نہین ہین اسکو ہمارے مخاطب قبول فرماتی ہین بلکہ اوسکی وجہ بیان کرتے ہین چونکہ ایک بظاہر مسلمان اور دوسرا بظاہر کافر ہے اسلیے حکم ایک نہین ہی لیکن معلوم نہین کہ اسوجہ کا نام جواب کیون رکھتے ہین جواب تو ناقص قول کو کہتی ہین نہ علت مثبتہ قول کو عجب حال ہے جو شخص اپنی بات کی تشخیص نہین کرسکتا کہ مین کس بات کا جواب دیتا ہون کہ اوسکی وجہ بیان کرکے اوسکو سخن موجہ کرتا ہون وہ تشخیص دوسرونکی بات کیا سمجھیگا **قولہ** اور احکام شریعت ظاہر پر جاری ہین **اقول** جب احکام شریعت ظاہر پر جاری ہین تو نکاح با منافق بھی بظاہر شریعت پر جاری ہوگا اس لیی کہ ہر منافق ظاہر مین مسلمان

ہی گو باطن مین اکفر الکفرہ ہو **قولہ** کوئی شخص سوائی خدا کے علم غیب نہین رکھتا **اقول** یہ بات سچ ہی کہ خدا نی کسیکو
اپنی علم غیب سی آگاہ نہین کیا فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول پس جو لوگ کہ علم غیب نہین رکھتی وہ تو
ضرور ہے کہ ظاہر پر عمل کرین بس لیئی کہ باطن کو نہین جانتی لیکن جو لوگ کہ علم غیب رکھتی ہین اور باطن کو جانتے ہین
اونپر حضرت مخاطب ظاہر شریعت پر عمل کرنا جایز نہین جانتی اور ظاہر ہی کہ خدا غیب کو جانتا ہی اور اپنی رسول کو بھی کسیقدر
اوس سی آگاہ کیا ہے پس خدا اور رسول پر واجب ولازم تہا کہ منافقین کو قتل کرتے قبل ظہور نفاق مگر اونہون نے
تو بعد ظہور نفاق بھی قتل نکیا بلکہ دوسرونکو خصوصًا حضرت عمر کو ہمیشہ منع کیا اور غزوۂ تبوک کے منافقون کا نام بھی
کسی کو سوا حذیفہ نہ بتایا اور اونسے مخالطت رکھی اور اونکے جنازہ پر نماز پڑھی اور اونکے واسطے استغفار
کی گو خدا نے کہا کہ ستر استغفار بھی قبول نہ کرونگا کما مرّت الاشارۃ الیہ کل ذلک قتال فانتظر تفصیل فیما یاتے
فی القول الآتی **قولہ** شریعت نی نظر بر ظاہر اسلام اونکے قتل کا حکم نہین دیا **اقول** ہمکو نہین معلوم کہ شیخ شریعت
خانصاحب کونسی جا کر آپ کے بزرگوارون مین تھی کہ وہ بھی قتل کا حکم دیا کرتے تھے ہمارے نزدیک تو بمقتضای
ان الحکم الا للہ سوای خدا کے کوئی حکم قتل وعدم قتل وینیوالا نہین اور وہ حاکم حقیقی اپنی علم غیب سے منافقونکے دل کا
حال خوب جانتا تہا پس باعتبار اپنے علم غیب کے بنابر آپکی رائی شریف کے اوسپر واجب ولازم تہا کہ اپنی پیغمبر کو اور
کل مومنین کو حکم دیتا کہ فلان اور فلان منافق کو جو تمہاری قابو مین ہین قتل کرڈالو اور اگر شاید پیغمبر اور مومنین حکم
کی تعمیل مین مساہلت کرتے تو ملک الموت کو حکم دیتا کہ فورًا بوجع الفواد اونکی روح قبض کر کے چھٹی کردین لیکن
جب اوس نی ایسا نکیا اور منافقونکو باقی رکہا اور اونسے نکاح کو مثل نکاح مشرکین منع نہ فرمایا بلکہ باعتبار اباحت صلیبہ
کے جایز رکہا تو سب مخاطب کا جہک مارنا بیکار ہوگیا **قولہ** آئمہ کرام کو علم ما کان ومایکون حاصل ہوتا ہے **اقول** مطابق
اصول شیعہ علم آئمہ علیہم السلام ماخوذ تہا علم رسول اللہ سے اور اونکا علم ماخوذ تہا خدا سے کہ بمقتضای الا من ارتضی
من رسول فی الجملہ اپنی علم غیب کو کسی کو مثل ایک قطرہ کے ہے بحر ذخار و دریائی ناپیدا کنار علم امکانی یزدانی
سی آگاہ فرمایا تہا ؎ دو کونش یکے قطرہ در بحر علم۔ مگر تم ایسے جاہلون کو خدا نے اپنی معرفت اور اپنے
رسول کی معرفت اور امام کی معرفت سے محروم رکھا ہی تم ان باتونکو کیا سمجھو گے تم وسیسے جلا ہو نکی پنچایت
جانو جسمیں سے ابوبکر سے جاہل سالہٗت پستونکو خلیفہ بنایا کرتے ہو بہرکیف ہم بیان کر چکے کہ جو لوگ علم غیب رکھتی ہین

اونکو کوئی ضرورت نہین ہی کہ ہر وقت اپنی علم غیب ہی پر عمل کیا کرین بلکہ بمقتضای مصلحت وقت کاربند ہوتے تھے
کبھی علم غیب پر عمل کرتے ہین کبھی اوسپر عمل کرنا خلاف مصلحت وقت جانتی ہین خصوصًا مقامات اتمام حجت مین تو
اوسپر عمل جائز ہی نہین ہی بالجملہ جبتک تم کسی دلیل سی ثابت نہ کروگے کہ علم غیب والے کو عمل اوسکی مقتضی پر ہر وقت
واجب و لازم ہی اوسوقت تک تمہارا ایک ایک کرنا قابل سماعت نہین ہوسکتا ہی ہم سب باتون سے قطع
نظر کرکے فقط ایک بات حضور والا سے پوچھتے ہین للّٰہ وللرسول منصفانہ جواب دیجیے کہ اسمین شک نہین کہ
پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ کو خواہ بوحی خواہ بالہام خواہ بتعلیم ما کان و ما یکون خواہ بظہور علامات نفاق حضرت صدیقہ
بی حمیرا کا حال بخوبی معلوم تھا اسی سبب سے اونکے بیت الشرف یعنے دولت خانہ بہجت کاشانہ کیطرف اشارہ
کرکے فرمایا من ہنا تطلع قرن الشیطان یعنی شیطان کے سینگھ یہین سی نکلینگے پھر فرمایا کہ میری ازواج سی ایک ذات شریفہ
میرے وصی سی لڑنے جائینگے اور لشکر کے کتونکو دیکھکر کتی حواب کہ نام ایک مقام کا ہے بھونکے گے پھر فرمایا
آیاک ان تکونی یا حمیرا ایسے ڈر اس بات سی کہ وہ عورت تو ہے ہوای حمیرا چنانچہ ان احادیث کی تصحیح آپکے
علمائی اعلام نی کی ہی اور حواب کے کتون کا بھونکنا اور پچاس گواہ جھوٹی قائم کرنا مرشدزادہ سلطان عبد اللہ
زبیر کا یہ جواب نہین ہی کل مورخین معتمدین نی لکھا ہے الحاصل جناب رسولخدا کے ان حالات پر مطلع ہونین
کوئی مسلمان شک نہین کرسکتا اب ہم مخاطب والاخطاب سی پوچھتی ہین کہ جناب رسولخدا نی اس علم
باطنی یا علم ظاہری کے مقتضا پر کیا عمل کیا اور جسکے فتنہ و فساد سی اٹھارہ ہزار مسلمان قتل ہوگئے اوسکے
دفع کی کیا فکر کی عمدہ بات تو یہ تھی کہ ایسے مایۂ شقاق و نفاق کو گردن زدنی سمجھکے قتل ہی کر ڈالا ہوتا کہ جان
اٹھارہ ہزار مسلمانون کی بچ جاتی اور اگر خیر یہ نہین کیا تھا تو اوس سے اجتناب و احتراز کرنا اور اونکو دولت دنیا
اور اوس سے عداوت رکھنا اور اوس سے قرابت نکرنا آنحضرت پر بقول مخاطب والاخطاب واجب و
لازم تھا لیکن یہ کچھ نہ کیا بلکہ بجای اجتناب اوس جناب نی ہمدوشی اور ہم آغوشی سی کامیاب اور زلال
وصال سی سیراب اور مزرع آمانی و آمال کو شاداب کیا اور بجائی احتراز محبوبہ طناز سے ہنگامہ راز و نیاز
گرم رکھا اور اوسکو ہمراز و دمساز و ہم آواز بنایا اور بجائی ذلت ایسی عزت دی کہ اپنے سر چڑھایا
اور کندھے پر سے ناچ دکھلایا اور بجائی عداوت اونکو پیار کیا اور محبت کی بلکہ پیار سے حمیرا کہا اور

بجائی تیرکی قرابت مقاربت کے اور بجائی مفارقت و مجانبت مواصلت و موانست کی ہی کاش اس علیشی وحسب
کے بعد مثل حفصہ کے ایک طلاق رجعی دیدیا ہوتا کہ مخالفت قرآن فی بیوتکن سی کچھ بھی توڑتین اور مثل شمشیر
برہنہ گھر سے باہر نکلتین اور مثل حفصہ گھر بیٹھے بیٹھے فکر فراہم آوری لشکر کرتین حضرت قصور ہوا معاف
کیجیئے رسول اللہ نے سب کچھ کیا طلاق بھی دیا بلکہ جناب امیر کو انکے طلاق دینی کے لیئے اپنا وکیل کیا مگر
واہ ری مردانگی اس علامہ دوران ام الصبیان کے کہ صرف اس گھمنڈ پر کہ رسول اللہ کو بجز میرے کوئی
دوسری پاکر نہ ملی شیر یزدان سی لڑنے پر تیار ہی ہوگئین ہزاروں کی جانین لین سیکڑوں کو قتل کرایا بالجملہ جو کچھ طیب
صاحب ان مخالطات یا غلطی کا جواب ہمکو دینگے وہی جواب ما نحن فیہ مین ہمسے لینگے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اسجگہ
ذکر لفظ حمیرا زبان قلم سے نکلگیا اسلیئے نزہت خاطر مومنین کیواسطے وجہ تسمیہ جو بعض ظرفائی شیعہ نے برجستہ
بیان کیا ہی وہ عرض کیا جاتا ہے ایکدن ایک سنی شریف اور ایک شیعہ ظریف کے درمیان مین ذکر حضرت عائشہ صدیقہ
کا آیا سنی صاحب نی کہا کہ وہ ایسے صاحب شرف ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو حمیرا کہکے پکارتے تھے شیعہ صاحب نے
کہا کہ پھر اسمین شرف کیا ہی حمیرا تصغیر ہے حمیر کی جو جمع حمار ہے جیسا کہ قرآن مین ہی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر الف ممدودہ
یا مقصورہ تانیث کا اسمین بڑھا کر حمیرا کہا یعنے چھوٹی گدھی اور تصغیر واسطی تحقیر کے بھی ہوتی ہی پس گدھی کی گدھیا ہوئی پھر
شرافت کیا ہوئی ہر چند یہ بات فقط از راہ ظرافت ہی مگر برجستہ بیانی اونکی موجب خندہ صغار و کبار حضار ہوی اور
واقع مین یہی ہی کہ حمیرا تصغیر ہے حمرا کی جو مونث ہی احمر کا کہ بمعنے سرخ ہی اور چونکہ حضرت عائشہ کے دونو گال مثل چقندر
یا بیربہوٹی سیندور لال لال برنگ آل و گلال تھی اس لیئی انکو حمیرا کہتے تھے اور بلحاظ سرخی رنگ کی بعض شعرائی ترجمہ حمیرا اپنا
بی للو کہا ہی جہان حدیث صحیح ترمذی کو جسمین مضمون بی عائشہ کے ناچ دکھلانیکا ہے ذکر کیا ہے جیسا کہ فرماتی ہین ہیہات
ابھی للو تماشا دیکھتے ہین یا تمہارا رقص کرنا دیکھتے ہین۔ یہ تو مومنین نی جان لیا اب سنیے کہ بی حفصہ کو شیعہ بی کلو کیون
کہتے ہین اس لیئی کہتی ہین کہ اونکا کالا رنگ مثل حبشیہ کی ماخوذ تھا اور وہ بی حبشن بنا بر قول بعض نسابہ حضرت عمر کے
دادی کی بیٹی تھین اور نانی بھی تھین پس یہ رنگ حضرت عمر تک بوراثت پدری اور بوراثت مادری پہونچا اور اونسے
اونکی صاحبزادی نی لیا غرض اہلبیت بی للو اور بی کلو کا نام زبانون پر ٹھیک تھا ہی اور ان دونو کی جوڑی برابر مثل ود وند اتھا تھا
ہی اور ہر ایک اسمین ملکہ دوگانہ ہی اونکے شعبوں کے نزدیک رفتار رسول خدا سی یگانہ انسے بضرورت مصلحت وقت مثل ضرورت

رفتن بپائخانہ ہی گویا انکے پاس جانا پیشاب کرنے کے لیئے بیت الخلا جانا ہے **قولہ** اونکی ساتھ اسیطرح پر برتاو کرنے
کے لیئے آیات قرآنی نازل ہوئین **اقول** گو کاذب دنیا مین بہت ہین مگر حضرت مخاطب سے کذاب کمتر ملینگے ہین تاو
پر بالعموم نہ کوئی آیت نازل ہوئی نہ پیغمبر نے یہ برتاو منافقون سے کیا بلکہ بار ہا عمر کو اونکے قتل سے باز رکھا اور بادجود منع
عمر ابن ابی منافق کے جنازہ پر نماز پڑھی اور رات دن منافقین صحابہ آنحضرت کے صحبت مین حاضر رہتے تھی
جیساکہ امام نووی کی عبارت مین گزرا ولم یقتلہم لانہم کانوا معدودین فی اصحابہ یجاہدون معہ اما حمیۃ او لطلب
الدنیا یعنے جناب رسولخدا نے منافقین کو قتل نہین کیا اسلیئے کہ آنحضرت کے اصحاب کے شمار مین تھی اور آنحضرت
کے ساتھ شریک جہاد ہوتے تھے یا بحمیت قومیت یا بطمع حصول دنیا انتہی پس جس برتاو کو مخاطب صاحب نے
فرمایا وہ جناب رسولخدا نے ہرگز نہین کیا مخاطب محض جھوٹے ہین طرفہ یہ کہ فرماتے ہین کہ اسی طرح پر برتاو
کرنیکے لیئے آیات قرآنی نازل ہوئین اس برتاو پر بالعموم کوئی ایک آیت قرآنی بھی نہین ہے آیات قرآنی بصیغہ
جمع کہانسے آوینگی اور کوئی آیت قرآنی منفی پر دلیل ہی کافی ہے کہ اگر آدھی آیت بھی ہوتی تو جناب رسولخدا ضرور
اوسپر عمل فرماتے کسی جھوٹے سی کتاب مین دکھا دو کہ جناب رسولخدا نے فلان منافق کو مارا اور فلان کو نکالا
اور کسیکو ذلت دی اور کسیکو فضیحت کی اور کسی کا جنازہ بے نماز و غسل کیئے ہین دفن کرایا تمھاری منھ مین خدا نے
لگام نہین دی ہی جسقدر جی چاہے جھوٹ بکتے چلے جاو مگر جب کوئی ثبوت طلب کریگا تب جھوٹے کا منھ کالا اور سچے کا
منھ و نور سے چمکنے والا اور جھوٹے کا قول پست اور سچے کا بول بالا انشاءاللہ تعالے ہوگا یا حضرت اگر
آپکو میرے قول مین شک ہو تو اپنے ادلہ چودہ یا بارہ منافقونکا نام بتایئے جنہون نے بیچ غزوہ تبوک حضرت
کو قتل کرنا چاہا تھا اگر رسول اللہ نے ظاہر کیا تھا تو عمر صاحب کیون بار بار حذیفہ سے باصرار پوچھتے تھے کہ مین بھی
منافقون سے ہون یا نہین **قولہ** بلکہ جسطرح پر جہاد کرنے کا حکم اوپر کفار کے ہوا اوسی طرح پر اوپر منافقونکے
ہوا **اقول** اب تلک ہم حضور کو مفتری علی اللہ مکار کاذب کہتے تھے مگر اس قول مین مرکب جہل مرکب کا
رالب بھی کہتی ہین آپ یہ نہین سمجھتے کہ حکم جہاد کا ساتھ کفار و منافقین کے آیا حکم عام تام شامل جمیع ازمان و احوال
تھا یا ایک حکم خاص مقید بقیود و شروط تھا کوئی جاہل بھی نہ کہیگا کہ یہ حکم الیا عام تھا کہ حضرت پیغمبر و صحابہ پر واجب ہوتا
کہ ہر دم اور ہر لحظہ و ہر آن اسی کام مین مشغول رہین اور سب کار ہائی دنیا و آخرت کو چھوڑ دین یہانتک کہ

وقت خلوت عائشہ و حفصہ بھی کافر کشی سی باز نہ آوین گو ہم کفار شہادت پاوین اور جب یہ نہوا تو ضرور ہی کہ
مقصود یہ ہو کہ جب محل و موقع جہاد کا کافرون سے یعنے وسکے قیود اور شروط پائے جاوین تو کافرون سے
جہاد کرو اور جب محل و موقع منافقین سی جہاد کا ہو یعنے قیود و شروط پائے جاوین تو اونسے جہاد کرو اور قیود
و شروط سے جسطرح وجود اعوان و انصار و عدم عوائق و موانع ہی اوسیطرح بغاوت و سرکشی و عدول حکمی
پیمان شکنی و ایذا وہی مومنین ہی پس کفار نے اکثر ایسا کیا تو آنحضرت نی اونکی سزا دہی کیواسطے سیفی و سنانی
جہاد فرمائی اور منافقین نی چونکہ مثل کفار کے بغاوت اور سرکشی نہین کی اسلئے اونسے جہاد سیفی و سنانی کی نوبت
نہین آئی اور جہاد لسانی تو آن حضرت نے مادام الحیات کفار و منافقین و فساق و فجار اور جمیع مخالفین
احکام خدا سے بر وقت محل و موقع فروگذاشت نہین فرمایا اسی سبب سی جہاد کفار مین مفسرین نے قید بالسیف
لگائی ہی اور جہاد منافقین مین اختلاف کیا ہے بعضون نے فقط باللسان بوعظ و پند کہا ہے جیسا کہ تمہارے
مفسرین سی جبائی نے کہا ہے اور بعضون نے باقامت حدود شرع و تعذیرات زیادہ اورون سے اور بعضی
لوگون نے بقدر امکان کہا ہے یعنے اگر ممکن ہو اور کوئی مانع نہو تو بالید والا فباللسان والا فبالجنان یہ قول ابن
مسعود کا ہے مفسرین سنیان سی بہر کیف باتفاق مفسرین و مورخین جناب رسولخدا نے کسی منافق سی جہاد سیفی یا
سنانی نہین کیا اور کسی منافق کو قتل نہین کیا بلکہ اموال جزیلہ اونکو تالیفا للقلوب عطا فرماتے تھے پس مطلق منافقین کے
ساتھ جہاد اگر تارک کفار کا کرنا محض دروغ بے فروغ ہی بلکہ جنکا نفاق کھلگیا مثل ابن ابی کے اوسکے ساتھ بھی وہ برتاو
جو مخاطب نے کہا محض کذب و افترا علی اللہ والرسول ہی فلعنۃ علی الکاذبین خلاصہ مخاطب کو ضرور ہی دو ایک منافق
کا بھی نام لینا جنسی حضرت نی تلوار کی ہو اور جہاد سیفی فرمایا ہو خاتمہ بحث مین یہ بھی کہنا ضرور ہے کہ شاہ عبد العزیز نے
جو دعوی کیا ہے کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا تھا محض غلط اور سراسر افترا ہے کسیطرح
کتب احادیث صحیحہ و تواریخ معتبرہ سی ثبوت اسکا نہین ہی

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

غرضکہ جب اون منافقونکا جنکے نفاق کا حال معلوم ہوگیا حال مثل کفار کے ہوا در جہاد بھی انپر واجب ہوا

اور اونپر غلظت اور شدت بھی مثل کفار کے کرنیکا حکم ہو تو پھر نکاح مین درمیان کفار کے اور اون منافقون کی
کیا فرق رہا اب سوائی اسکی کہ یا حضرات شیعہ حضرت عمر کو منافق نہ کہین اور اس کلمہ کفر کے کہنے سے باز آوین یا کہ
اس نکاح کو حرام جانین دوسرا کوئی علاج نہین ہی اگرچہ علمائی شیعہ نے اس معاملے مین عوام کے فریب دینی کو اور جاہلون کو
سمجھانیکو بہت ابلہ فریبی کی تقریر کی ہی اور حضرت عمر کو مظہر اسلام کہکر اس نکاح کا جواز ثابت کیا ہی لیکن یہ فریب ذرا سی
بات مین کھلا جاتا ہے اور یہ سب طوطا مینا اونکا ایک ادنی بات مین ہباءً منثورًا ہوا جاتا ہی یعنے ہم ایک استفتا کرتے ہین یا
اسکا فتوی لکھدین اور جو بات ہم پوچھتے ہین اوسکے جواب مین صرف لا یا نعم فرمادین وہو ہذہ کیا فرماتے ہین جناب
قبلہ و کعبہ ان دو مسئلون مین جنمین سی پہلا یہ ہی کہ ایک منافق جسنے خدا کے کتاب مین تحریف کی جسنے پیغمبر کے سنت
کو بدلا جسنے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا حق غصب کیا جسنے معصومہ کے جسم اطہر پر ایسا صدمہ جسمانی پہونچایا کہ اونکی
معصوم بچہ شہید ہوا اور جسنے سیدۃ النساء کا حق نہ دیا اور اونکو جھوٹھا جانا اور اونکا دعوی ارث پدری کا
نہ سنا اور جسنے امیر المومنین علی علیہ السلام کا حق غصب کیا اور جسنے اونپر جبر و ظلم کیا وہ ایک مومنہ عارفہ کے
ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہین دوسرا مسئلہ ایک مومن نے جسکو خدا نے ذاتی شجاعت اور شرافت
مین یکتائی روزگار پیدا کیا ہے اور جسکے بازو کو قوت اور طاقت قلعہ شکنی کی دی ہی اور جسکو جرأت دس ہزار
جنگی سوار کے ساتھ لڑنیکی دی ہی اپنی بیٹی مومنہ عارفہ کا نکاح ایک منافق مرتد غاصب خائن کے ساتھ صرف اوسکی
تہدید زبانی پر کردیا اوسکی نسبت کیا حکم شرعی ہی آیا وہ گنہگار ہوا یا نہین اور اگر ایسے ایسے استفتا پر فتوی دینی مین
بھی چون و چرا کو جناب قبلہ و کعبہ دخل دین اور صاف جواب نہ دین تو اونسے ہم ایک صاف مسئلہ پوچھتے ہین
اوسکو لکھدین کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح مومنہ کا ساتھ سنی ناصبی کے جائز ہے یا نہین
پس جو کچھ جواب اسکا لکھدین وہی تمام اس بحث کے طے کرنیکے لئے کافی ہے پھر نہ کسی توجیہ کی حاجت ہی
نہ کسی تاویل کی ضرورت ہی ایک دو حرفی فتوی پر مدار اس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ہے پس اے حضرات
شیعہ بنظر عنایت اس سوال کا جواب لکھدو اور اس جھگڑے قصہ کو مٹیو شعر اداسے دیکھلو جاتا ہے

گلا دلکا بس اک نگاہ مین ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

عجب دغاباز اور مکار اور فریبیے سے معاملہ پڑا ہے کہ تمہیدین جھوٹی جھوٹی جاتا ہے اور اپنے کو ہمکو فریب دیا ہین
لاتا ہے کہ شیعون پر الزام دھر دیا اور اونکو لاجواب کر دیا ارے حضرت شیعون نے بہت تم ایسونکو چپ کیا ہی
اور جونپور کا قاضی بنایا ہے خدا نے تو مطلق جاہد الکفار والمنافقین کہا ہے اور اوسکا حال تمہی اپنی مفسرونکے
زبانی سنا کہ نوبت جہاد سیفی کسی منافق سے نہین آئی پھر جو تم یہ تخصیص لگا کر کہتے ہو کہ جن منافقون کا نفاق معلوم
ہو گیا قتل کفار کے اونپر جہاد واجب ہو گیا یہ مضمون بالتخصیص کس آیہ کا ہے اور پیغمبر نے جہاد یعنی قتل کفار کے کس
منافق سے کیا اور تالیف قلوب کے سوا کسپر غلظت کی اور کسپر شدت کی ذرا اچھوٹے منہ سے ایک کا بھی نام تو
نکلے اگر کسی مفسر نے کہا ہو کسی جھوٹی ہی مورخ نے کہا ہو کسی محدث مخفف تمہارے نے کہا ہو کہ فلان منافق پر
قتل کفار کے تلوار پیغمبر کی یا عمر کافرکش کی بگفتہ پیغمبر چلی اور فلان منافق قتل کیا گیا تو ہم قائل ہو جاینگے اور ظہور
نفاق عمری مین شک کرینگے اور اگر ایک منافق کے بھی مقتول نہونیکا بلکہ منافق معلوم النفاق کے جنازہ پر نماز
پڑہنے کا تمہاری علما اقرار کرتے ہین تو تم ایسا جھوٹھا دغابازی کا دعوی کیون کرتے ہو ارے صاحب کچھ شرم
بھی تو خدا سے ڈرو اور اگر خدا سے ڈرو کہ خدا کا ایمان ہی نہین رکھتی جیسی نیچر کے بندی بنی تو دنیا ہے کہ فضیحتی سے
ڈرو کہ جب جھوٹھی کہلاؤگے تو صاحبان عالیشان کی نظرون سے گر جاؤگے پھر تو گردن مروڑی مرغیان بھی
کھانیکو نپاؤگے اور عمدہ ہانڈیان اور نمکین گوشت کے گریل کھانے نپاؤگے **شعر** آج تو چین سی
گذرتی ہی عاقبت کی خبر خدا جانے **قولہ** تو پھر نکاح مین درمیان کفار کے اور اون منافقون کے کیا فرق تھا
رہا **قول** جیسا فرق درمیان کفار اور اون منافقین کے رہا ویسا ہی فرق درمیان نکاح کفار اور اون
منافقین کے رہا سیکڑون کفار کی گردن ماری گئی اور ایک بھی منافق کی گردن نہین ماری گئی اور باوجود
پوچھنے حضرت عمر کے آنحضرت نے فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ کما مر من صحیح البخاری اور اگر
آپ فرماوین کہ نہین منافقین کی بھی گردن ماری گئی تو فرما دیجئے کہ کسکی ماری گئی اور کب ماری گئی اور کہان ماری گئی عمر کی
یا ابوبکر یا عثمان کی آنحضرت نے ان سب کو انہین منافقون سے جانتے ہین کہ جو معلوم النفاق تھی آپکو حضرت عمر اور حضرت
انکے قتل کی قسم [illegible] کسی منافق کا نشان تو دیجئے کہ اوسکی گردن ماری گئی ہو تعجب ہی کہ جن منافقون کے
[illegible] خدا نے [illegible] واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون اونکی تو گردن ماری ہی نگئی

پھر کس منافق کی ماری جاتی علاوہ اسکے کس کافر کے جنازہ پر نماز پڑھی گئی اور اون منافقون کے جنازہ پر خود حضرت پیغمبر نے نماز پڑھی وقد مر اور کافرون کی موافقت اور مصاحبت و مخالطت بوجہ نجاست جائز نہ تھی اور کفار دخول مسجد الحرام سے ممنوع تھے اور یہ منافق مسلمانون سے ایسے ملے جلے رہتے تھے کہ سب ڈھنڈھے کچھ نقصان نجاست کرے عمر اور ابوبکر سے منافقونکو اپنا خلیفہ بنائے تھے ہر چند مومنین متقین مبغض علی ابن ابیطالب انکے نفاق کو پہچانتے تھے وکنا نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب وقد مر پس اسی طرح کفار مشرکین سے نکاح جائز نہ تھا اور بقول تمھارے عمر ایسے منافق ناصبی خارجی طیب الولادۃ سے شیعونکے نزدیک نکاح بخوشی خاطر جائز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ جائز تھا جیسا کہ مضمون عبارت جناب سید مرتضی کا صفحہ (۱۴۳) سطر (۲۸) مین خود مخاطب نے ذکر کیا **قولہ** حضرت عمر کو مظہر اسلام کہکر اس نکاح کا جواز ثابت کیا ہے **اقول** کیا حضور کو حضرت عمر کے مظہر اسلام ہونے مین کچھ شک ہے تو ہم اونکو مسلمانونکی خلیفہ بنانے سے ثابت کرتے ہین اور اگر شک نہین ہے تو باتفاق ہماری اور تمھاری وہ ظاہر مین مظہر الاسلام تھے اور جو ایسا ہو نکاح اوس سے شریعت محمدیہ مین جائز اور اگر کسی وجہ دیگر سے ناجائز بھی ہو تو حالت جبر و اکراہ مین تو اوسکی جواز مین کچھ شک ہی نہین ہم بنا بر اصول مذہب شیعہ اور ہم بنا بر فقہا ابو حنیفہ جواز نکاح مکرہ علی الطلاق مین کما مر **قولہ** فریب ذراسی بات مین کھلا جاتا ہے **اقول** بہت گو نہ کھاؤ کہ ہیضہ ہو جائیگا جہان فریب ہی نہین ہے تو وہان نہ ذراسی بات مین کھلیگا نہ بڑی بات مین لیکن تمھارا فریب دیکھو ہم ذراسی بات مین کھولے دیتے ہین **قولہ** اوسکا فتوی لکھدین **اقول** ابھی لکھی دیتے ہین تمھاری ہی زبان سے جسمین میان کی جوتی میان کا سر ہو **قولہ** جواب مین صرف لا یا نعم فرمادین **اقول** اگر تمنے بلکہ فریب نکیا دی ودغا بازی بعض شقونکو چھوڑ دیا ہو تو کیونکر لا یا نعم فرمادین بلکہ باعتبار بعض شقونکے لا و باعتبار بعض کے نعم ہوگا **قولہ** بھلا یہ کہ ایک منافق جسنے خدا کے کتاب مین تحریف کی الی قولہ جائز ہے یا نہین **اقول** جواب فوراً بغیر غور و فکر حاضر ہے مگر حضور نے بیان مسئلہ مین ایک شق چھوڑ دی اس لئے بقدر اوسکی بیانکی تعویق ہوتی ہے بیان شق یہ ہے کہ حضور نے جس منافق شقی ازلی اول جھود و کنود ثانی فرعون مردود و ثالث شداد و نمرود کے یہ اوصاف کفری و نفاقی بیان فرمائی وہ مومنہ عارفہ سے نکاح کرنا بجبر و قہر و ظلم و ستم چاہتا ہے یا بخوشی خاطر اور وقت فقدان شرائط جہاد یا وقت موجودگی شرائط جہاد پس شقین اولین

یعنے جبر وقہر یا عدم شرائط جہاد مین نکاح جائز جائز جائز اور شقین آخرین مین یعنی بخوشی خاطر و موجود کی شرائط جہاد
حرام حرام حرام حرام باتفاق من العلماء الاعلام علی رغم انات اللیام کیون حضرت ابتو ذراسی بات مین آپ کا فریب
کھلگیا کہ آپ نی بالا تعرض شقوق ایک ہی جواب بلا یا فہم مانگا تمکو عمر صاحب کے قسم ہمکو ابوبکر کے قسم تمکو اپنی گدھے
سر کے قسم ہمکو اپنے اوس بوڑھے بندر کی قسم جسکی ارشاد و سر ا پا رشادہی تم گردن مروڑی دم غیبان کہاتے ہو
براندیان اوڑاتے ہو سچ سچ کہو کہ ہمنے فریب کیا کہ تمنے خدا اوسکا منھ دنیا و آخرت مین کالا کرے اور
اوسپر برق قہر خدا گرے جسنے بیچارہ شیعونکو گھر بیٹھے ایسے ایسے کرو فریبون سے ستایا اللہم آمین آمین
یا رب العالمین بحق محمد و آل الطاہرین باقی رہا یہ امر کہ ہمنے کہا تہا کہ ہم تمہاری ہی تحریر سے تمہاری اشتفتون کا جواب
دینگے پس بہت دور جانیکی ضرورت نہین ہی اسی صفحہ کے بعد یعنے صفحہ (۱۴۷) سطر (۱۹) مین دیکھا جائے کہ
تمنے لکھا ہے اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوا تہا تو فرما دیتے کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تہا اور ایسا نکاح کر دینا شرعا جائز تھا
انتہی جب خود ہی آپ جواب جانتے تھے تو استفتا کرنیکی کیا ضرورت تھی جز اظہار حماقت **قولہ** دوسرا مسئلہ آیا قول
گنہگار ہوا یا نہین **اقول** جواب اس مسئلہ کا باعتبار شقین مسئلہ والے کے ظاہر ہے یعنے جہان نکاح جائز تہا وہان
گنہگار نہین اور جہان ناجائز تہا وہان گناہگار ہوگا **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے جائز ہے یا نہین **اقول**
بخوشی خاطر نہین جائز اور در صورت اضطرار و اکراہ جائز ہے لقولہ تعالیٰ فمن اضطر و بقولہ الا من اکرہ جیسا کلام
جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ مین ہی کہ فرق ہی نکاح اضطراری و اختیاری مین لیکن جن لوگونکو افعال اختیاریہ و اضطراریہ
عباد مین اشعار بفرق نہین ہی مثل اشعریہ لاشعوریہ کے جنکا مذہب بتصریح صاحب مسلم الثبوت کفو جبر ہے
وہ اس بات کے سمجھنے مین مجبور ہین بطور لطیفہ مشہور ہے اور بعض کتب مین مسطور ہے کہ بعض ظرفائی شیعہ نے
ایک اُلاغ سوار علمائی نامدار اہلسنت سے کہ مجبوریت عباد پر مصر تہا کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ حضور کا گدھا حضور
سے عاقل تر ہے عالم صاحب نے فرمایا کہ کیونکر کہا اسلیئے گدھے کو چھوٹی نالی پھندا دو تو بے تکلف پہاند جاتا ہے
اور بڑی نالی پھندوانے کے لیئے اگر بار دیجئے تب بھی نہین پہاندتا ہی اس سی سمجھا یا گیا کہ وہ فرق کرتا ہے درمیان
فعل اختیاری اور غیر اختیاری کے اور تم کل فعلونکو یکسان جانتے ہو اور ہر فعل مین اپنی تئین مجبور سمجھتے ہو اسلیئے
ہمنے کہا کہ تم اپنی گدھے سے بھی زیادہ گدھے ہو جب عالم صاحب نے اپنی تئین جواب مین موافق اپنی مذہب کے مجبور پایا

تو اپنے گدھے کو آگے بڑھایا بالفعل حضرت مخاطب کے تینوں استفتوں کے جواب چھوٹے موٹے ہمنے دیئے اگر اس سے
تسکین نہوگی تو بڑے بڑے بھی موجود ہین پیش کیے جاینگے اب ہم امیدوار ہین کہ کوئی استفتا ہمارا بھی سُنکر اپنی قبا کو نہین
کترینگے بلکہ مجتہد صاحب مدظلہ العالی سے اسکا جواب باصواب فقط بلا و نعم لکھوا دیجیے عبارت استفتا چہ میفرمایند فضلا
سنیّہ و علمای حنفیہ و مفتیان دین عمری و قاضیان آئین ابوبکری کہ ایک بڑے خبیث شصت سالے نے
ایک چار پانچ برس کی لڑکی سے بجبر و اکراہ نکاح کیا اور بعد تین برس کے مرگیا آیا جایز ہے کہ اس لڑکی سے
اسی سات آٹھ برس کے سن مین ایک لڑکا زید بن عمر خطاب نامی بلکہ ایک لڑکی بھی رقیہ نامی پیدا ہوسکتی ہے
یا نہین بینوا توجروا اس استفتے مین کئی فائدہ ہین ایک یہ کہ یہ سن احادیث مصححہ اہل سُنت مین مذکور ہی کما مر پس
مخطوبہ و منکوحہ عمر باعتبار اس سن کے بنت فاطمہ نہین دوسرے یہین لحاظ وہ ام کلثوم بنت ابوبکر ہے جو بعد
مرنے ابوبکر کے پیدا ہوے رضی اللہ عنہا ایضاً قد مر تیسرے زید بن عمر نہ بیٹا بنت فاطمہ کا ہے جس سی عمر سے کوئی واسطہ
نہین نہ بیٹا ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہوسکتا ہے بجہت صغر سن کے بلکہ وہ بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا ہے
جو عہد معاویہ مین مرے اور امام حسین علیہ السلام نے اوسپر نماز پڑھی اور ام کلثوم بنت فاطمہ معرکہ کربلا مین تھین وقد
مر ذالک کلہ میری خیال مین آیا تھا کہ دس پانچ استفتے مین بھی لکھ ڈالون پھر دل مین گذرا کہ ایک لغو گو بیہودہ شغل
تراز خامہ ہرزہ سرا کے لیے اوقات عزیز کو کون ضایع کرے یہی ایک استفتا کافی ہی بس جو صحیح جواب اسکا
حضرات علمای اہلسنت بجماعت یا بانفرادی لکھدینگے وہی تمام اس بحث کے طے کرنیکے لیے کافی و وافی و شافی
ہے پھر نہ کسی جھوٹ توجیہ کے اوسکے اثبات مین حاجت نہ کسی حذف و اسقاط و تصحیف و تحریف و تاویل کے
عبارت علما مین ضرورت ایک دوحرفی فتوی پر مدار اس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ہے پس اے حضرات اہلسنت
بنظر کمال عنایت و شفقت اس سوال کا جواب اپنی بیان رنگین و دست نازنین سی لکھدو اور اس جھگڑے
و قصہ ناز و ادا کو میٹو اور بے پردہ و بے حجاب و بے مقنع و بے نقاب ہمارے آغوش مین آبیٹھو شعر
اور اسے دیکھو تو بتا رہے کہ ادا کا پہ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلا دل کا مخاطب کے استفتوں کا جواب تو
ہمنے لکھدیا اب وہ بھی ہمارے استفتے کا جواب لکھدین تو پھر سب جھگڑے و قصے ملین اور ہم اور وہ باہم گلے ملین

قال المخاطب العقام ہداہ اللہ سبل السلام

بعد اسکے علامہ کشمیری بجواب تحفہ کے فرماتے ہین استبعاد ذکر فرج مستور الاسم والمسمی بر زبان اکابر در کمال استعجاب
است و ورود واقع ثرا زخطا نیست کہ ہیچ قرینہ نمی‌آید چہ در کلام الٰہی کہ چندجا ذکر این عضو مستور الاسم والمسمی جاری شدہ
و حضرت عائشہ صدیقہ در مجالس و محافل نام عضو مخصوص حضرت سرور عالم علیہ السلام کہ مستور الاسم است بر زبان
می آوردند الخ اس تقریر سے مطلب علامہ کشمیری کا یہ ہے کہ شاہ صاحب کا یہ فرمانا کہ لفظ فرج کا زبان پر امام
کے آنا خلاف شان بزرگی کی ہی موجب تعجب ہے اسلیئے کہ خدا کے کلام مین یہ لفظ مذکور ہوا ہے حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالے عنہا نے عضو مستور الاسم کا نام لیا ہے تو پھر امام نے اگر لیا تو کیا گناہ کیا فقط جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ فہمی اور نادانی حضرت علامہ کی ہی اسلیئے کہ آیات اور احادیث مین اگر نام اس عضو کا ہے تو مسایل شرعیہ کے
بیان مین یا ستایش مومنین کے مقام پر ہے مثلاً ایسے موقع و محل پر جو محل نزاع ہے اور مسایل شرعیہ کے
بیان مین ایسے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکے بیان کا ایک سبب خاص ہی ہان اگر شاہ صاحب ان احادیث
واخبار امامیہ پر طعن کرتے جنمین بیواسطے بتانے مسایل شرعی کے اس عضو کا نام لیا گیا ہی تو یہ معارضہ بالمثل صحیح
ہوتا حالانکہ صد ہا احادیث امامیہ مین ائمہ کرام کی زبان سے ہی اس عضو کا نام مذکور ہے اور شاہ صاحب نے کسی پر
کچھ اعتراض نہین کیا اور اس محل خاص پر جو اعتراض کیا اوسکا مطلب یہ ہے کہ ارازل عوام کو بھی اسقدر غیرت
اور حیا ہوتی ہی کہ اگر کوئی اونکے جورو یا بیٹی کو لیجاوے تو وہ ایسا لفظ زبان پر نہین لاتے اور اپنی جورو یا
بیٹی کی نسبت شرمگاہ کے غصب کر لینے کا لفظ زبان پر نہین لاتے تو کیونکر ممکن ہے کہ جناب امام نے ایسا
لفظ زبان سے نکالا ہو بلکہ اگر فی الواقع یہ نکاح ہوا اکراہ ہوا تھا تو امام کو مناسب تھا کہ وہ سایل کے جواب مین
فرما دیتے کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا اور بوجہ تقیہ اسلام اسقدر یک بشریت ہونے عمر کے شرعاً ایسا نکاح
کر دینا جایز تھا نہ اس عبارت والفاظ کہ جسکو ترا ایسا کہ یہ لفظ جسکے ہزار معنے بنائے جاوین مگر سمجھنے والے
اور ہی کچھ سمجھتے ہین زبان پر لاتے اور اس تقریر کا جواب خدا کے کلام مین اس لفظ کے ہونے یا حضرت
عائشہ کے بنظر ضرورت مسایل شرعی کے اس لفظ کو زبان پر لانے سے نہین ہوتا این ہذا من ذلک

[illegible] علیہ السلام

جناب شاہ صاحب نے بہ نسبت ذکر لفظ فرج کے فرمایا کہ ذکر اس عضو مستور الاسم والمسمی کا اراذل اور اوباش بھی نہین
کرتے یعنے ایسا لفظ کر یہ امام کے زبان سے کیونکر نکلسکتا ہے جناب علامہ صاحب نرصہ فرماتے ہین کہ اولاً لفظ
فرج کو اسم عضو مخصوص زنان ٹھرانا اور اوسکو مستور الاسم والمسمی کہنا نہایت جھک مارنا اور گوہ کھانا ہی اور
ثانیاً اس لفظ کو ایسا مستکرہ اور مستہجن سمجھنا کہ اراذل کی زبان پر نہ آوسے یہ وہ ژاژخائی اور بیہودہ سرائی ہے
کہ دنیا مین کسی گدھے سے گدھے نے بھی نہ کی ہوگی توجیہ و توضیح اول یہ ہے کہ مہجوریت و مستوریت کسی لفظ
کے محاورات مین ایک لسان کے مستلزم اسکی نہین کہ محاورات لسان دیگر مین بھی وہ لفظ مہجور و مستور ہو
جیسے جو لفظ مرادف حنظل ہی زبان عرب مین دایر و سائر ہے اور زبان اہل ہند پر نہایت قبیح اور
مستکرہ ہی پس اسیطرح ذکر لفظ ذکر و فرج اگر محاورات ہند مین قبیح ہو تو اسکو لازم نہین ہی کہ محاورات عرب
مین بھی قبیح ہو اور قیاس ایک محاورہ کا دوسرے محاورہ پر کمال حماقت ہے اور اسمین شک نہین کہ
ہر زبان مین اسم خاص مقام مخصوص بول و براز زن و مرد کہ جز بر زبان اوباش و اراذل کے جاری نہین
ہوتا البتہ زبان اکابر پر مستکرہ و مستہجن ہے کہ اہل تہذیب اوس سے احتراز لازم جانتے ہین
یہانتک کہ بعض ائمہ علیہم السلام نے تحیت حمام مین طاب استہاک کہنا بعض حضار کا مستکرہ
جانا اس لیے کہ مشتمل ہے اوپر لفظ است کے کہ خاص اسم موضع براز کا ہے لیکن اگر ضرورت
ان مقامات کے ذکر کی ہوتی ہی تو ساتھ ایسے الفاظ کے ذکر کرتے ہین جو باشارہ و کنایہ دلالت اوپر
مقامات مخصوصہ کے کرین اور یہ نہایت تہذیب اور مقتضائی فصاحت و بلاغت ہے کہ استعمال
الفاظ مستکرہ قبیحہ سے پرہیز رہے اور بیان مطلوب بکنایہ ہو پس تعبیر کرتے ہین بلفظ قبل و دبر
مقام بول و براز سے کہ درحقیقت بمعنی پیش و پس ہے کما فی قولہ تعالی ان کان قمیصہ قد من قبل و قد من دبر
اور اسی طرح لفظ ذکر کہ بمعنی مذکر ہے کما فی قولہ تعالی و ما خلق الذکر و الانثی پس اسیطرح لفظ فرج حقیقۃً بمعنے
وسعت و کشایش و رخنہ و سوراخ و شگاف و مابین ہر دو پا کی ہی اور باعتبار ایک کے انہین معنون
سے کنایہ اور اشارہ طرف عورتین مرد و زن کے کیا جاتا ہے کما فی المجمع قال الفراء کل شق فہو فرج
قال اللہ تعالی و ما لہا من فروج ای شقوق و قال الطبرسی ای شقوق و فتوق جمع فرج بمعنی الشق

والفرج من الانسان قبلہ ودبرہ لانّ کل واحد منہا منفرج یعنے فرج آدمی قبل و دبر او سکو کہتے ہیں
اس لیئے کہ ہر ایک ان مین سے صاحب انفراج ہے وفے النہایۃ الفروج جمع فرج و ہو ما بین الرجلین
یقال للفرس ملاء فرجہ و فروجہ اذا عدا و اسرع و بہ سمّی فرج الرجل والمرءۃ لانّہما
ما بین الرجلین یعنے فرج کے معنے ما بین الرجلین کے ہین یعنے میان دو پا اور چونکہ عورتین
مرد و زن ما بین الرجلین ہے اسی وجہ سے اوسکو فرج کہتے ہین پس لفظ فرج اسم ہی عورتین
مرد و زن سے جیسا کہ جناب باری نے بہ نسبت مردون کے فرمایا ہے اور بہ نسبت زنان کے بھی
فرمایا ہے ویحفظوا فروجہم ویحفظن فروجہنّ اور صاحب صراح و قاموس نے معانی فرج مین عورت
لکھا ہے اور عورت مین قبل مرد و زن اور دبر مرد و زن دونو داخل ہین پس بنابر اسکے فرج اسم خاص
ایک عضو مخصوص زنان کہنا اوحماقت دینا ہے اور حماقت در حماقت اوسکی صفت کا مستور الاسم
والمستے کہنا ہے اگر مستور الاسم مطلقاً تہا تو خدا و رسول نے کیون مذکور اور کاتبین قرآن و حدیث نے
کیون مسطور کیا اور اگر بنا بر آپکی رائے اور آپکے مولانا صاحب کی رائی کے لفظ فرج بعض مقامات
مین مستور اور غیر مذکور ہونا ضرور ہے تو دنیا کے کل الفاظ بعض مقامات مین
خلاف فصاحت و بلاغت ہوتے ہین مذکور نہین ہوسکتے بلکہ زبان فصحا و بلغا سے بہی
مستور ہوتے ہین پس چاہیے کہ ہر لفظ کو مستور الاسم کہا جاوے اور اگر یہ اسم
مستور ہی تہا تو شاہ صاحب کو لازم تہا کہ اپنے کتاب کے سطرون مین بھی مسطور نہ فرماتے
اور اسی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کے ایک مقام خاص مین تشریح فرج تفریح خاطر شائقین
کے لیے بہ کمال توضیح و تصریح تحریر نکرتے اور اپنے ذات بابرکات کو اس بیان و فاحشات
سے اراذل مین مذکور نہ کرواتے اور اپنے شان رفیع المکان مین رذالت کا بٹانہ لگواتے
اور اپنے کتاب کو نہ چھپواتے بلکہ مردان با تہذیب سے اپنی تحریر کو چھپاتے المختصر لفظ فرج
کو مستور الاسم والمستے سطلقاً کہنا کمال دانشمندی شاہ صاحب کی ہے اور توضیح مرزا
یعنے یہ لفظ ایسا مستکرہ و مستہجن ہے کہ زبان اراذل اور اوباش پر بھی نہین آتا اسیطرح پر ہے

اسکی رد مین صاحب تحفہ اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہین کہ جب یہ لفظ خدا اور رسول کے زبان پر قرآن وحدیث مین آیا ہے تو معاذ اللہ خدا اور رسول کو بہ تراذل اراذل و اوباش سمجھنا کمال درجہ کی بے ایمانی اور بیدینی ہی حضرت مجیب طاب ثراہ الاحتجاب اسکے جواب مین ابتداءً فرماتی ہین کہ یہ لفظ مستکرہ مقام مدح مین اور بیان مسایل مین مستعمل ہی اور سوا ان دو مقامونکے استعمال اسکا جایز نہین پہر آخر کلام سے یہ تصریح ہی کہ یہ لفظ فی نفسہ مستکرہ نہین مگر بسبب مزدوج ہونیکے لفظ غضب سی مستکرہ ہوگیا ہے جواب اول کا یہ ہے کہ کیا کسیطرح سی مدح یا بیان مسایل سے بلفظ غیر مستکرہ خدا اور رسول عاجز تھے جو مجبور ہوکر مدح بلفظ مستکرہ اور بیان مسئلہ بلفظ مستکرہ فرمایا کیا دنیا مین بلفظ مرغوب اہل تہذیب مداحی اور بیان مسئلہ ممکن نتھا جو ان لفظونسے کہ زبان اراذل اور اوباش پر جاری نہین ہوتین اپنے مقصود کو ادا کیا اور جب مدار استکراہ عدم استعمال اراذل و اوباش پر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ کوئی رذیل یا اوباش کبھی باخود ہا کی اچھی گفتگو مین یا مسایل کے سیکھنے سکھانی مین ان الفاظ کو استعمال کرتے ہین ہرگز نہین کسی طرح کبھی مقام مدح مین نسبت اپنی اکابر یا اصاغر بلکہ اغنیا کے بھی استعمال نہین کرتے حالانکہ کلام خدا اور رسول مین بلاکسی ضرورت داعیہ کے اور بلاکسی ضرورت شرعیہ کے استعمال ان الفاظ کا موجود ہے جسطرح حضرت مریم کے بارہ مین قرآن مجید مین ہے والتی احصنت فرجہا اسی طرح صدہا احادیث و روایات ہین جن مین جناب رسولخدا نے اصاغر و اکابر کے نسبت ان الفاظ کا استعمال کیا ہے جو بالکل خلاف طریقہ مروجہ ہندوستان ہے کہ الفاظ بہی وسکنو گر نہین جس سے بالبداہتہ معلوم ہوا کہ اصل استعمال مین ایسی لفظونکے کوئی قباحت نہین ہے خواہ تعلیم مسایل شرعیہ مین ہو یا مدح مین یا بیان واقعات مین پس جو شخص ایک محاورہ کو دوسرے محاورہ پر قیاس کرے اور اپنے قیاس کے بنیاد پر معترض ہو اوسکے حمق مین کسیکو شک نہین ہو سکتا اور اس لفظ کے حکم کلی کراہت سے فقط دو مقامون کے مستثنے ہونیکی کوئی وجہ وجیہ بیان کرنا لازم ہے ورنہ جز حماقت مدعی کوئی وجہ وجیہ نہین ہے جواب ثانی کا یہ ہے کہ اگر یہ لفظ فی نفسہ مستکرہ نہین ہے مگر ملانے سے ایک لفظ کریہ کے یعنی لفظ غضب سے مستہجن ہوگئے پہلے تو کراہت لفظ غضب کی ہوتی بعد اسکے کراہت مزدوج معہ کا دعوی کرتے حالانکہ بیشتر سے ہمنے

ثابت ہوا کیا کہ غصب یعنی اخذ بالظلم والجبر والاکراہ مع النکاح میں کوئی استہجان اور استکراہ نہیں ہے بلکہ اگر ہے تو غصب
بالسفاح میں یعنی زنا بالجبر میں ہے اور کوئی سنی و شیعہ مع النکاح اسکا قائل نہیں بلکہ حضرت ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح
وہ چیز ہے کہ جس سے ماں بہن پر بھی حکم زنا نہیں رہتا اور نہ حد زنا ساقط ہوتی پس مع النکاح زنا بالجبر بالتیر الجبر کا
قائل ہونا جسکا کوئی فریقین سے قائل نہیں ہے علامت بغض علی و طیب ولادت قائل ہے کما فی تحقیق لفظ الغصب
فتذکر **قولہ** نافہمی و نادانی حضرت علامہ کی ہے **اقول** نافہمی و نادانی شاہ جی کے چھپانے کے لیے سچ ہے صاحب
نی اور تبعیت اونکے ہمارے مخاطب صاحب نے کہ وہ بھی ثنائی کے کارگر ہیں شاہ جی تو مطلقاً فرج کو مستور الاسم
والمسمی اور ذکر اوسکا ایسا مستکرہ و مستہجن فرماتے ہیں کہ زبان ارازل پر بھی نہیں آتا اور مولوی صاحب اور اونکے
چیلے کشف ستر مستور کو وقت مدح جائز اور وقت ذم ناجائز کہتے ہیں اور کچھ وجہ اسکی بیان نہیں فرماتے کہ جس چیز کا
اسم و مسمی ہمیشہ مستور ہے وقت مدح اوسکی ذکر میں کیوں قباحت نہیں **قولہ** اگر نام اس عضو کا ہے تو مسائل شرعیہ کے
بیان میں یا ستایش مومنین کے مقام پر ہے **اقول** اس عضو کے نام لینے کی ستایش مومنین و مومنات میں اور
بیان مسئلہ میں مخاطب صاحب اجازت دیتے ہیں پس ایسے مقاموں میں اگر کوئی شخص اس عضو کا نام لے تو مخاطب صاحب
یقین ہے کہ برا نہ مانینگے کہ خود اجازت دیتے ہیں اور اونکے معتقدین مداحین کو بے تہذیب کہینگے کہ تعمیل حکم محکم
کرتے ہیں مناسب مقام تھا کہ کچھ مدح اونکی بعض معتقدات کے التی احصنت فرجہا کی جاتی اور مسئلہ ترک تسمیہ فی بعض الاوقات
کہ جس سے بسبب شرکت شیطان انسان منقلب بشیطان ہوتا ہے بیان کیا جاتا مگر چونکہ نظر بمحاورات ہندوستان
بے تہذیبی ہے اس لیے اس سے درگزر کرنا مناسب معلوم ہوا مگر مختصراً خدمت مخاطب میں کچھ عرض کرنا ضرور ہے کہ
حق سبحانہ تعالیٰ قرآن میں نسبت شیطان ارشاد فرماتا ہے وشارکہم فی الاموال والاولاد اور ایک حدیث کا حاصل
مضمون یہ ہے کہ جو شخص وقت ہمبستری بسم اللہ نہیں کہتا تو بعض اوقات شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے پس جو نطفہ
کہ بغیر بسم اللہ کہی ہوئے منعقد ہوتا ہے صورت ظاہری اوسکی شکل انسان کے ہوتی ہے اور باطن میں وہ سیرت
شیطان پر ہوتا ہے جیسے کہ حضرت مخاطب کی صورت ظاہری صورت انسان کی ہے لیکن وہ انسان محض
جو مسخ ہوکر بندر بنا ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ کونوا قردۃ خاسئین یعنی ہو جاؤ بندر ذلیل و خوار حقیقت
یہ ہے کہ جاکٹ اور پتلون کو رونق اپنی توضیع (؟) اور جب کوئی کالا نیچری خیالات والا اوسکو پہن کر اوچھلنا کودنا

اوچکنا مٹکنا شروع کرتا ہی تو لوگ یہی کہتی ہین سہ صورت تو ہے لنگور کی پر دُم کی کسر ہے) اور باطن حضرت مخاطب کا بالکل سیرت شیطان کی ہے جب تو انہون نے خاندان سید الانس والجان کے نسبت یہ گستاخیان اور بے تہذیبیان لعین اور تہمت اوسکی شیعون پر رکھی اگر حضرت مخاطب اس حقیر سراپا تقصیر کا قصور عفو فرماوین تو اپنے گمان کو جو حضور کے بارہ مین ہی گو آپ کے نزدیک ٹہیک سوا دی عرض کرتا ہی کہ حضرت کی والدہ ماجدہ عفت پناہ کا کوئی قصور نہین مگر حضور کے قبلہ گاہ ایک وقت خاص مین بسم اللہ بھول گئی فان کنت فی ریب من ذاک فاسئل اباک اور اوسیکا نتیجہ بیچا بشکل بچہ حاصل ہوا کہ آپ نے شیعون کو گھر بیٹھے ناحق ستایا مگر الحمد للہ کہ آپ ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچی کہ خدا نے مجکو آپ کی فرعونیت کا موہن بنایا یہ وہی چھیڑ ہوا ہے جو آپکے فرق مبارک کے واسطے بہت دنون سے مین نی مہیا کیا تہا مگر چونکہ حضور کا استمزاج نپایا تہا اسلیئے وہ بالائی طاق رکہا تہا اب جسوقت بندگان والا سے اجازت ملی کہ ذکر فرج وغیرہ مقام مدح اور بیان مسئلہ مین کچھ قباحت نہین رکھتا اور مستہجن نہین بلکہ مستحسن ہے تب اوسکو طاق پر سے اوتارا اور آپکے سر مبارک کے گرد کو اوس سے جھاڑا اور شیعون کے دل کا غبار نکالا اور جب ہمنے باجازت سرکار والا تبار یہ کام کیا تو ہمسے خفا ہونا نہایت بے انصافی ہی اور بخیال اسکی کہ شاید آپ اسکو برا سمجھکر مجھکو گالیان دین اس لیئے مین نے کل دنیا بھر کی گالیون کا ایک مجموعہ بنا کر آپ کے ایک مقام مخصوص مین رکھدیا اب جو گالی آپ کے منھ سے نکلیگی مین اوسی شیل گوہ تصور کرونگا **قولہ** تو اوسکے بیان کا ایک سبب خاص ہی **اقول** اوس سبب خاص کا بالخصوص مدح و ستایش مومنین و مومنات مین بیان فرمانا ضرور تہا اور خاص مقام مدح مین ذکر مستور الاسم و المسمی جائیز ہونا اور مقام ذم مین جائز نہونا خلاف حدیث صریح ہے جسکو صاحب نہایہ نے چار جگہ نقل کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ و فحش از فحش ذکر بظر ہے جو حضرت عباس نی حضرت عمر کے نسبت زبان پر جاری کیا کہ اعضضک اللہ بظر امک کیون حضرت بظر تو مستور الاسم و المسمے کی بیچ مین مستور ہے پس مقام ذم مین اس مستور سے المستور کا اسم کیون نہ مستور رہا اسکی وجہ اسکا کوئی سبب خاص ارشاد ہو کہ جس سے مقام مدح و ذم مین فرق ہو جائے و الا جز ژاژ خائی اور بیہودہ سرائی کی کس امر پر محمول ہو **قولہ** اگر کوئی اوسکی جورو یا بیٹی کو لیجاوے **اقول** لیجاوے بہ نکاح یا بہ سفاح اگر مراد سفاح ہے تو اسمقام پر جو لفظ سفاح زبان سے نکالی خدا اوسکی زبان کو بمقراض ہائی آتشین قطع کرے اور جب کسی شیعہ سنی نے اسمقام پر ذکر سفاح نہین کیا تو ذکر سفاح کر نیوالا اثباتا نہ نفیا عینیک ولد السفاح ہے اور اگر مراد لیجانا بنکاح

ظلم وجور رہے تو اوسکا زبان پر لانا داخل الا من ظلم میں ہی قال اللہ تعالی لا یحب اللہ الجہر بالسوء یعنے خدا دوست نہین
رکھتا آشکارا کرنا برائی کا پھر اوس سے استثنا فرمایا ہے مظلوم کے لیے اظہار ظلم ظالم بقولہ الا من ظلم لیکن جو کچھ برائی
ہی وہ ظالم کے لیے ہے نہ مظلوم کے واسطے تعجب ہی آنحضرات سے کہ جبر واکراہ کی تصحیح بھی کرین اور ظلم وجور ظالم
وجابر کا اظہار موجب عار وشناعت بھی سمجھین ہم کیونکر اسکو مانتے ہین کہ اس زمانہ کے اہل سنت کی بیٹیون کو اگر کوئی بدکار لیجاوے
تو اوسکو کبھی زبان پر نہ لاوینگے مگر متقدمین اہلسنت کی حالت اسکے خلاف واقع ہوئی واقعہ حرا مین اہلسنت کے صحابہ کبار کے
بیٹیون سے بیٹیون کا ازالہ بکارت لشکر یزیدی نے کیا چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی مین منقول ہی وافتض فیہا الف عذراء اور
تاریخ لشکر کے داخلہ مدینہ سے ہزار بیٹیون سے اہل سنت پیدا ہوئی اونکے باپون علمای اہلسنت نے لکھا
ہی کہ قتل حرام واقع ہوا اور زنا بالجبر دختران باکرہ کے ساتھ کیا گیا پس یہ دعوی مخاطب کا کہ اگر کوئی
کسیکی جورو بیٹی لیجاوے تو اوسکو زبان پر نہین لاتا نسبت متقدمین اہلسنت وصحابہ وتابعین غلط اور تا ہم اگر یہ نسبت
اس زمانہ کے صحیح لیا جائے حالانکہ مورخین نے اوسکو بھی لکھدیا ہے اور جب ازواج انبیا کی نسبت یہ لکھدیا جا
کہ فلان بادشاہ نے زبردستی چھینا چاہا تو دوسرونکے جبر واکراہ کے بیان مین کیا مضایقہ ہے اور جب آپکے علمائی
خود بتصریح تمام لکھا ہے کہ حضرت آدم نے دنیا سے انتقال نہ کیا جبتک اپنی بیٹیون مین زنا ہوتے نہ دیکھا تو شیعون کے
صرف اس بیان پر کہ اگر بفرض محال یہ عقد ہوا تو بجبر واکراہ ہوا آپ کیون اعتراض کرتے ہین **قولہ** حالانکہ صد ہا اخبار
امامیہ مین ائمہ کرام کی زبان سے اس عضو کا نام مذکور ہے **اقول** جب صد ہا جگہ مذکور ہے تو مستور الاسم والمسمی
کہا نسے ہوا اور جو اسم اراذل اور اوباش کے زبان پر نہین آتا وہ اکابر کے زبان پر کیونکر آیا جو صد ہا جگہ
موجود ہوا **قولہ** اسکا مطلب ہے **اقول** شاہ جی کی کسی لفظ کو اسپر دلالت نہین ہے وہ تو یہی کہتی ہین کہ لفظ
فرج ایسا مستکرہ ہے کہ این لفظ را اول بزرگان بر زبان نمے آرند بہر نسبت باشد علی الخصوص این
عضو مستور الاسم والمسمی از اقارب بلکہ بزرگان خود امیست کہ اراذل واوباش نیز از ان احتراز دارند
سبحان اللہ اس عبارت سے کہان نکلا کہ انضمام لفظ غصب کا اس لفظ کو قبیح کرتا ہے اور اوسکو مستور الاسم والمسمی
بتاتا ہے بلکہ صاف صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اراذل واوباش بھی بہ نسبت اپنی اقارب کے اس نام کو استعمال
نہین کرتے خواہ مقام غصب ہو یا مقام مدح یا مقام ذم گرچہ اور صاحب بالکل اسکی خلاف ہے یا کہ ساتھ ذکر ہوا

فارج الیہ **قولہ** شرمگاہ کے غصب کر لینے کا **اقول** شرمگاہ شرمگاہ معلوم نہیں کس بے شرم اور بے حیا اور
بے غیرت نے گاہ و بیگاہ بے شام و پگاہ ترجمہ فرج شرمگاہ کیا ہے حالانکہ محاورہ قرآن و حدیث اور لغت سے یہ معنی
ثابت کیا کہ یہ لفظ اسم خاص کسی مقام خاص کا نہیں ہے بلکہ کنایہ ہے اور اشارہ ہے پیش و پس مرد و زن سے اور
رئیس الفقہا امام کوفی نے تصریح کی ہے کہ شرمگاہ بدل کر تا فت تا لبتین و دو رکین رکتین داخل ہیں **قولہ** اگر فی الواقع نکاح
جبر و اکراہ ہوا تھا الیٰ قولہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا **اقول** فی الواقع تو یہ نکاح ہی نہیں ہوا تھا جیسا کہ اثبات اسکا
بحث میں ہم نے بدلائل تحقیقی و الزامی ثابت کیا مگر بفرض و تسلیم جبر و اکراہ جسکے تمہارے علما تصحیح کرتی ہیں اور
متفق علیہ تمہارے محدثین کا ہی ہم کہتی ہیں کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا اور شرعاً ایسا نکاح کر دینا جائز تھا پس
اگر کسی نے نکاح جبر و اکراہ کو تعبیر بہ نکاح ظلم و جور کیا کہ یہی معنی غصب کے ہیں یعنی اخذ الشی ظلماً و جوراً تو کیا قباحت
اسمیں ہوئی **قولہ** ایسا لفظ کہ یہ جسکے ہزار معنے بنائے جاوینگے **اقول** کراہت لفظ کی کوئی وجہ ابتک
ارشاد نہوئی فقط دعوا ہے دعوا رہا اور ہزار معنے کہاں سے آئے ہیں تو وہی ایک معنی جو کتب لغت میں موجود
ہیں لکھی یوں آپ ہزار جھوٹھ بولیں تو آپ کے جھوٹھ بولنے سے کیا ہوتا ہے سمجھنے والے خوب سمجھ لیتے ہیں کہ کون
جھوٹھا ہے اور کون سچا ہے **قولہ** کہ سمجھنے والے اور ہی کچھ سمجھتے ہیں **اقول** یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ہر شخص کو
اپنی سمجھ کے نسبت اختیار حاصل ہے جس شخص کی عظمت و وقعت ذہن میں ثابت ہو اوسکی نسبت ہزار کنایہ کیجیے اپنی
کہ معتقدین اوسکی خلاف ادب کبھی نہیں سمجھتے اور اوسکی ہر بات کو اوسی عظمت و وقعت پر حمل کرتے ہیں چنانچہ دیکھو
ابوبکر نے ازواج نبی کے بارے میں کہا اگر کتے ٹانگ پکڑ کر مدینہ میں کھینچیں تب بھی ہم روانگی لشکر سے باز نہ آئینگے
اس سے کسی نے یہ مطلب نہیں نکالا کہ خود بدولت کی دختر حمیرا کی پردہ دری ہوتی ہی حضرت عباس سے انہ
عمر کو اعضک اللہ بیظر اتک کہا اگر کسی کے خیال میں یہ نہیں آیا کہ کیا کیا نتیجے اس سے پیدا ہونگے لیکن چونکہ
ان لوگوں کی وقعت سنیوں کے ذہن میں راسخ ہی اسوجہ سے ان تصریحات صریحہ سے بھی کوئی معنی ذم
اونکے دل میں نہیں آتے مگر چونکہ حضرات اہل بیت طاہرین سے انلوگوں کو عداوت قلبی ہے
اسوجہ سے ایسے ایسے الفاظ سے جنمیں نہ کوئی رکاکت ہے نہ قباحت اپنی عداوت و بدنامی کو
ہوں صرف کرتے ہیں اپنا یہ منشا حقیقی کس سے اوکا علاج ممکن ہے

قال المخاطب المعتصام هداه الله سبل السلام

تیسیر اقول بعض علمائی شیعہ نی یہ خیال کرکے کہ نکاح کے ہونے سے انکار کرنا اپنی احادیث و اخبار کی کتابون
کو خطا ... چھپانا ہی اور روایت اول فرج غصبت منا کہ جو خاص کلینی نی کافی مین امام صادق علیہ السلام کی حدیث
کرکے لکھی ہی غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہے اور اوسکو بغیر توجیہ و تاویل کے تسلیم کرنا عقل و ایمان اور عزت سے
ہاتھ اوٹھانا ہے اسلیے کہ اوسکے معنے بنانے اور الفاظ کو حقیقت سی مجاز کیطرف پھیرنے پر آمادہ ہوئے جب
اوسکو بھی بے سود دیکھا اور اوس سی بھی کچھ مطلب حاصل نہوا تب دوسری طرح کی تاویلات دور از کار کی جانب
توجہ فرمائی اور صبر اور وصیت اور تقیہ سے پناہ لی چنانچہ ہم ہر ایک تاویل کو تفصیل بیان کرتے ہین پہلی
تاویل جو بعض علمائی شیعہ نی فرمایا ہے کہ جو معاملہ جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیا اور اوصیا کو ایسی معاملے
پیش آئے ہین اور اونہون نے صبر فرمایا ہے اور اس سی اونکی درجات خدا نے بڑہائی ہین جیسا کہ حضرت
لوط پر بھی ایسا ہی واقعہ گذرا ہے چنانچہ حضرت لوط کے پاس جب فرشتے آدمی کی صورت ہو کر آئے اور اونکو
کچھ شبہ ہوا تو اونہون نے اپنی بیٹیان اونکے سامنے کر دین اور کہا کہ یا قوم ہولاء بناتی ہن اطہر لکم کہ یہ میری بیٹیان
حاضر ہین تمہارے واسطے اور یہ اچھے ہین تمہارے لیے اور بلکہ صاف فرمایا کہ ہولاء بناتی ان کنتم فاعلین
کہ یہ میری بیٹیان موجود ہین اگر تم کو کچھ کرنا ہے کر دو پس تعجب ہی کہ جب حضرت لوط پیغمبر خدا نے اپنی بیٹیان سامنے
کر دین اور ایسا کلمہ فحش زبان سے کہا کہ اگر کرنا ہے تو یہ بیٹیان حاضر ہین اور اسکا ثبوت آیات قرآنی سی
ہوتا ہے تو پھر ناصبیون کا یہ اعتراض کہ حضرت امیر نے کیون اپنی بیٹی عمر کو دے دی تھی سراسر بیجا ہے
جو جواب ناصبی حضرت لوط کے معاملہ کا دینگے وہی ہم مومنین کیطرف سے خیال کرین فقط چنانچہ قاضی نور اللہ
شوشتری نے مصائب النواصب مین اور اور علمائی شیعہ نے اپنی کتابون مین اسکو لکھا ہے اور علاوہ
اسکے حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالین دی ہین چنانچہ ہم اون سب کو لکھکر
اوسکا جواب دینگے بالفعل نسبت صبر جناب امیر کے جو کچھ حضرات نے فرمایا ہے اوسکو ہم ایک کتاب
[illegible] جناب مجتہد صاحب کے سنہ (١٢٦٧) ہجری مین مطبع جعفری [illegible] مطبع اثنا عشری

مین چھپی ہی نقل کرتی ہین گویا مؤلف نے اپنے تمام مجتہدین وعلما کے اقوال کا خلاصہ اسمین لکھا ہے مسلمانون کو
چاہیے کہ اسکو غور سے دیکھین اور اس بیچارہ مؤلف کے اور اونکے مجتہدین وعلماء کی حیا و شرم کی داد
دین اور اونکے حق مین احسنت و آفرین کہین وہو ہذہ بلفظہ تواب کالشمس فی وسط النہار ظاہر و ہویدا ہے
کہ ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مظہر الاسلام اور مظہر اور مقر کلام مرقومہ سے قربت و وصلت
کا بھی مفید نہین صرف ظہور اجبار شیخ فانی تھا اور راذیت رسانی اور مضطر کرنا اور بظاہر ہتک پہونچانا نفس
رسول کو اور مظہر اتمام حجت اور ثبوت غلبہ غالب کل غالب تھا نفس پر کہ اگرچہ درحقیقت قربت معصومہ طاہرہ
یعنے وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاہر مین غایت مناکحت ہے بموجب اقرار شیخ فانی اور ہم بسبب
صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تھا اور باعتبار ظاہر کے بھی اور باعتبار باطن کے از روئے
علم باطنی کے بھی حضرت مولے پر ہویدا تھا اور مظہر الاسلام بظاہر مقر رسالت و شرایع رسول انام سے
قطع نظر اسکے بھی مناکحت ممنوع شرعی نہین تھی لیکن باعتبار ظاہر حال بنظر خواص وعوام البتہ بکمال ہتک حرمت
ولی خدا ظاہر کہ ایک شکستہ بیٹی ایسی صغیرہ کا باوصف دامادی اور ابن عمی رسول و ملقب ہونے ساتھ نفس
رسول کے اور خیبر گیر اور غالب کل غالب ہونیکی اور مخاطب بہ لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار ہونیکی
ایک شیخ فانی سے نکاح کرنا اور باوجود پیشی اسقدر اعتلال و تکرار کے ایسے سید عرب و عجم امیر المومنین کہ
اس لقب کے خود صدیق و فاروق و صدیقہ نو صب تک گواہ ہین لوگونکی نظر مین ایک شیخ نومسلم ظاہری
سے مغلوب دکھلائی دین اور مجبور کہلائین حتی کہ بیٹی حوالہ کردین کہ نفس سرکش کسی بشر کا ہرگز باوصف
ظہور علت اباحت شرعی کے بھی اس ہتک کو نہین گوارا کرسکتا سوائی انبیا و اوصیاء کے کہ صبر و رضا کے
حضرات علیہم التحیۃ والبرکات بعطائی حضرت کبریا اونہین پر ختم ہے کہ باوصف عطائی قوت و معجزہ صبر و تحمل
بھی ایسا ہی اونکو عطا ہے کہ یہ استعداد اور حوصلہ کسی اور بشر کو نہین حاصل کہ نفس پر اتنا غالب ہوسکے کہ انتہا
مرتبہ اور غایت کمال ہے غالب کل غالب ہونیکا اے مسلمانو کہان ہو کس نیند مین سو رہے ہو
ذرا چشم ہوش تو کھولو ہو آؤ اور دیکھو یہ بچہ نادان مولف سیف صارم اور اوسکے پیران نا بالغ یعنی
مجتہدین وعلما کے عقل و حیا پر نوحہ کرو اونکے ایمان و انصاف کے جانے پر ماتم پڑھو اونکی حال زار

پر رحم کرو دیکھو کیسی عقل وحیا اونکی جاتی رہی ہے کہ عیب کو ہنر کرکے دکھلاتے ہین اور پردہ مین محبت اہلبیت
کے اونکے شان مین کیا کچھ بکتے ہین جسکے سننے سے بدن پر رعشہ جسپر خیال کرنے سے دل کو لرزہ ہوتا ہی
خیال کرو کہ بیغیرتی کو شجاعت کہتے ہین بیحیائی کو صبر سے تعبیر کرتے ہین ای یارو کیسے دوست اہلبیت کے ہین کہ
اونحضرات عالی درجات پر جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی جنکی عصمت وعفت بیان کی نقشہ کیا کیا اونکی نسبت
کیا کیا کہتے ہین یہی بہانہ جو صبر اسی کا نام ہے کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرلے اور بجبر واکراہ نکاح [illegible]
اور حضرات علیہم السلام بیٹھے بیٹھے دیکھا کریں اور سوائی سکوت کے زبان سے بھی کچھ نہ فرماوین
اور باوصف عطائی قوت معجزہ وکرامات کے صبر وتحمل کو کام فرماوین خدا کے قسم ہے کہ مین تعصب کو
دخل نہین دیتا اپنے مذہب پر خیال نہین کرتا بلکہ صرف عقل وحیا سے پوچھتا ہون کہ جسکا نام حضرات شیعہ
نے صبر رکھا ہے اور جس حالت کو صبر وتحمل سے تعبیر فرمایا ہے حقیقت مین وہ صبر وتحمل ہی ہے یا اوسکی اور کچھ
حقیقت ہی میری سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ اونہون نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر وتحمل رکھا ہی اور
محبت کے حیلہ سے اہلبیت اطہار کو ذلیل کیا ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ یہ کیا خرافات ہے جو شیعہ
لکھتے ہین بھلا کبھی ادنی عامی آدمی کے گھر جاکر کوئی شخص گو وہ شجاعت مین بینظیر اور قوت مین لاثانی اور
مال ودولت مین لاجواب ہو اوسکی بیٹی سے بجبر واکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پھر تماشہ دیکھے کہ وہ عامی
چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے یا اپنی جان عزت پر قربان کرتا ہے معلوم نہین کہ حضرات شیعہ نے امیر المومنین
یعسوب الدین صاحب ذو الفقار جد ائمہ اطہار کے عزت اور ہمت اور شجاعت کو ایک ادنی آدمی کے
برابر خیال نہین کیا اور وقاحت کو نام صبر وتحمل کے قرار دیا ہے اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ایسی وقاحت
کی باتین اونکی طرف منسوب کرتے جاتے ہین اور ایسے الزام اونکو دیتے جاتے ہین اور پھر بھی اونکو
اسد اللہ الغالب غالب کل غالب مطلوب کل طالب امیر البررة قاتل الکفرة والفجرة سید الابرار مخاطب بہ لا فتی الا علی لا سیف
الا ذو الفقار کہتے جاتے ہین نہ خدا سے شرماتے ہین نہ رسول کا لحاظ کرتے ہین حقیقت یہ ہی دین وایمان کو
حضرات شیعہ نے کھیل بنا رکھا اور شریعت محمدی کو اونہون نے درہم برہم کیا اور شیطان کا نام بدنام ہوا
[illegible] شیطان کے دادا کو بھی نہ سوجھی ہوگی جو ان حضرات کو سوجھی ہین اہلبیت کا [illegible]

مشکے افشانی آن عاشقان بمصلحت را تہمتے بر آہوی چین بستہ اند

بقول المتمسک بعروۃ الوثقیٰ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

شیعیان جناب امیر نے سوائی دو باتوں کے اس مقام پر تیسری بات نہیں کہی اولاً انکار اس نکاح سے بدلائل تحقیقی و الزامی کما مر ثانیاً اقرار اس نکاح کا بفرض و تسلیم روایات جبر و اکراہ جو مجمع علیہ محدثین اہلسنت ہیں اور جواز اس نکاح جبری و قہری کا شیعوں کے نزدیک تو بنا بر الضرورات تبیح المحظورات ہی اور محظورات اور محذورات پر صبر کرنا اور اوسکو جائز رکھنا اسی کا نام تقیہ ہے خواہ باجازت خدا ہو جیسا کہ فمن اضطر اور الا من اکرہ سے ثابت ہے خواہ بوصیت رسول ہو جیسا کہ حدیث مشکوۃ و صحیح مسلم سے گذرا کہ جناب رسولخدا نے حدیث ابی ذر اور حذیفہ میں فرمایا کہ ائمہ جور پر صابر ہو اطاعت خواہ مخواہ اسکے ہے کہ اقوال القبیحین عقلاً و نقلاً احسن ہے کما مر کل ذالک اور جو منافقین تقیہ کو نفاق جانتے ہیں وہ بھی جواز نکاح جبر و اکراہ کے قائل ہیں جیسا کہ نقل قول ابو حنیفہ سے در باب جواز نکاح مکرہ علی الطلاق ہمنے ثابت کیا اور تمنے بھی اوسکی تصدیق کی پس توجیہات جواز نکاح فرضی سے ہر توجیہ کو قول دیگر در باب نکاح ام کلثوم ٹہرانا اوحماقت دینا ہے یہان جز دو قول کے یعنے ایک انکار اور دوسرا نکاح فرضی کا اقرار کوئی قول دیگر تو پایا ہے نہین گیا ہے تیسرا چوتہا قول کہان سے آیا اگر ایک دعوی کو کوئی بہت دلیلون سے ثابت کرے تو وہ دعوی ایک ہی دعوی کہلاتا ہے نہ بیس یہ آپکی حماقت تو بسبب نا فہمی کے تہی کہ توجیہات کو دعاوی چند قرار دیا اب علاوہ اوسکے کیادی و مکاری و خدا عی فریب کاری یہ ہے آپ لکہتے ہین کہ جب شیعون نے دیکہا کہ اس سے کچہ کام نہین نکلتا تو اوسکو چہوڑا اور دوسری راہ لی حضرت سلامت ہمنے تو کوئی راہ نہین چہوڑی بلکہ سب راہین تمہاری بند کرتے چلے جاتے ہین اور کل تمہاری عشاعی و دنیکو ہٹاتے ہین یہان تمہی نے بڑا غل مچا یا ہی اور سارے مسلمانون کو فریاد رسی کے لیے بلایا ہے ذرا چہری کے نیچے دم لو دیکہو کیسا ہم تمہاری مشکل کو سہل و آسان کیے دیتے ہین اور تمہارے عقدۂ لاینحل کو کہولے دیتے ہین غرض تمہاری یہی ہی کہ شیعون نے بیحیائی اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکہا ہے خود صاحب تحمل

صاحبان قوت وشجاعت اور ارباب معجزہ وخرق عادت سی توکمال بیحیائی اور بیغیرتی ہی مین کہتا ہون کہ
صبر وتحمل کا حکم توصاحبان قوت وشجاعت اور صاحبان قدرت ہی کے لیئے مخصوص ہی کہ باوجود قدرت انتقام
انتقام نہین لیتی اور منتقم حقیقی کے خوشنودی کے لیئے راضی برضا رہتی ہین اور جو شخص کہ ضعیف ونامرد اور
عاجز ہے تو وہ خواہی نخواہی مجبوری وناچاری صبر ہی کریگا اور اگر نہ کریگا توکیا کریگا اور اسی باعث سی چونکہ
جناب ختمی مآب کل کمالات صوری ومعنوی مین اکمل اور قدرت مین کل معجزات انبیاپر مکمل تھی حکم صبر وتحمل اونکو بمقامات
عدیدہ کلام مجید مین ہوا جیساکہ فاصبر علی مایقولون واصبر علی اذاہم واصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل وغیرہ فرمایا
فرمایا گیا اور اونحضرت نے کیسی فتنون اور اہانتون اور اذیتون پردست کفار ومنافقین سی صبر کیا اوجھڑی
سرپرخس وخاشاک تن اطہر پرگروانا اور ازسرتاپاخون مین نہانا گوارا رکھا دندان مبارک راہ خدامین شہید
کرائے مگر زبان مبارک سے اُف نہ نکلا چاہتے تو ایک تف سے خرمن ہستی کل کفار دنیا کوجلادیتے
اور ایک اشارہ سے اوس انگشت معجزنما کے جس سے شق القمر ہوا کل منافقین دنیا کو دوٹکڑے
کرکے فنا کردیتے مگر راہ خدامین سب اذیتین اور ذلتین اوٹھالین یہانتک کہ یارغار سے مخصوصین نی
گھنسہ مثال امثال ابن ربیعہ کہالین اور ناک اور آنکھین سب سجالین مگر اونحضرت نی صبر وتحمل کوکام فرمایا خاموش
رہے اور صدمے پرصدمے سہے اسلیئے کہ حکم خدا اوسوقت نہ سزائی کفار کا تھا نہ افنائی کفار کا تھا پس
باوجود ہرطرح کی طاقت وقوت وقدرت کے راضی برضا رہے اور اگر کوئی کہی کہ شرفا ونجبا کے لیئے ہزار
جوتے ابن ربیعہ کے راہ خدامین کہالینا اور سرکوجہاڑ ڈالنا اور لرضاء اللہ صبر کرنا بہت سہل اور آسان
ہی مگر بیٹی کی چھنوادینے پر لرضاء اللہ کوئی پاجی سی بھی پاجی ہوگا وہ صبر نہین کرسکتا چہ جائی انیکہ شرفا اور
نجبا سے صبر ہوسکے بلکہ کیساہی رذیل ہو اگر بسبب عاجزی اور نبزدلی کے اوس سی کچھ نہوسکیگا تو اپنے
پیٹ مین چھری مارکر مرجانا توہوسکیگا پھر اگر یہ بھی نہوگا تودنیا مین اوس سی بیحیا اور بیغیرت ترکون ہوگا
چھری مارکر مرجانا اور بنار رضامندی خدا جہنم مین ابدالاباد جلنا سب قبول ہے مگر ننگ وعار قبول
نہین ہوسکتا ہی در جناب سید الشہداء روحی له الفداء جو معرکہ کربلا مین باربار فرماتی تھی کہ الموت اولی
من رکوب العار والعار اولی من دخول النار مصرع اولے توشرفا اور اراذل سب کے حق مین صحیح ہی

لیکن مصرعہ ثانی اراذل کے حق مین بھی صحیح نہین ہی شرفا کے حق مین کیونکر صحیح ہوگا پس مصرعہ ثانی محض غلط ہے اور اہل سنت ایسی ہی مقام کے لیئے کہتے ہین کہ شیعون نی صبر وتحمل نام بیغیرتی او ربیحیائی کا رکھا ہے اور حضرت ابوبکر کا ابن ربیعہ کی جوتیان اٹھا کر صبر وتحمل کرنا ہرگز بیغیرتی او ربیحیائی نہین ہی اس لیئی کہ سر کے گرد پھر جاتی ہی لیکن کوئی ہتک ناموس نہین ہوتی ہی برخلاف اس مقام کے کہ البتہ بے آبروئی اور ہتک حرمت ہوئی کہ بیٹی چھین لی گئی اسکی جواب کے آپ طالب ہین تو بندہ کہتا ہے کہ اسکا جواب یہ ہے کہ کون بیحیا کہتا ہے کہ بیٹی چھین لی گئی شیعہ تو یہ کہتے ہین کہ بخوف فتنہ وفساد عظیم ایک بادشاہ ظالم و غاصب کے ظلم وجور سے اور عباس ع کے بہت سمجھانے سی اپنی بیٹی کو ایک منافق ظاہر الاسلام سی بجبر و اکراہ بیاہ دیا جیسا کہ احادیث تذکرہ سبط ابن جوزی او ر ذخائر العقبی وغیرہ سے ہمنے پیشتر اس سی ثابت کیا ہین بیاہ دینے کو اگرچہ بجبر و اکراہ ہو کوئی چھین لینا نہین کہتا ہے بلکہ عوام نے کہا کہ بادشاہ وقت سی بیاہ دیا اور خواص نی کہا کہ منافق سے بجبر و اکراہ بیاہ دیا پھر اسمین ہتک ناموس اور بیحرمتی کیا ہوئی اور اگر خیال فاسد معترض مین یہ ہے کہ شیعونکے حدیث مین لفظ نکاح بغصب آیا ہی تو ہم کہینگے کہ سنیونکے احادیث مین بھی نکاح بجبر و اکراہ آیا ہے اور غصب کے معنے بظلم وستم لینے کے ہین جیسا کہ ہمنے کتب لغت سے ثابت کیا ہے اور آخذ نکاح بظلم وستم اور اخذ نکاح بجبر و اکراہ کے ایک ہی معنی ہین پھر اپنی احادیث مین چھین لینا نہ کہنا اور ہماری حدیث مین چھین لینا کہنا اسکے کیا معنے حالانکہ بڑا فرق ہے درمیان ہمارے اور تمھارے کہ تم اپنی احادیث کی تصحیح کرتے ہو اور ہم اپنے حدیث کی تصحیح نہین کرتی بلکہ اوسکی تضعیف کرتے ہین علاوہ اسکے غصب بنکاح سے غصب بسفاح مراد لینا اور اوسکا ترجمہ چھین لینا کرنا اور اوسکو مستلزم زنا سمجھنا کام کسی نطفہ ناپاک ونجس یا نطفہ شیطان رجیم کا ہے جیسا کہ بحث لفظ غصب مین مفصلا گزرا فارجع ثمہ یہان پر مخاطب نے رذالت عمر اور شرافت جناب امیر ع کی تصویر یسطرح کھینچی ہی جس سی عوام یہ سمجھین کہ عمر ایک ذلیل رذیل جولاہہ یا دھنیا یا قصائی یا خاکروب کے مانند تہا اور جناب امیر ع مثل ایک بادشاہ جلیل القدر والانسب عالی منزلت کے تھے اور اس پردہ مین یہ افسون دکھایا ہے کہ شیعہ اسکے قائل ہین کہ ایک ذلیل رذیل نے جسکو عمر کہتے ہین جناب امیر ع سے جلیل القدر بادشاہ کی بیٹی غصب کی مگر جو لوگ اہل خبر ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ عرب کا کیا دستور تھا نہ وہان کوئی شخص جولاہہ

سمجھا جاتا تھا نہ وُتھینا صرف قبائل کی شجاعت وسخاوت وشرافت وناموری کے ذریعہ سے اوسکی عظمت
تھی ورنہ انہین اوصاف کی قلت سے رذالت تصور کیجاتی تھی اور بعد اسلام بذریعہ تقویٰ وصلاح وجہاد عظمت
حاصل ہوتی گئی غرض عمر کے نسبت ذلت وغیرہ کے خیالات جو شیعون کو ہین وہ اونکے اعمال وافعال سے ہین
نہ یہ کہ وہ مثل خاکروب کے ذلیل تھے پس اونکی خواستگاری اس عقد کے بارہ مین اسطور پر سمجھی جاتی ہی کہ جیسے
کوئی شخص اپنی خاندان مین عیب دار ہو اور بادشاہ وصاحب دولت ہو جاوے اور وہ اپنی رذالت چھپانے
اور شرافت ثابت کرنیکے لیئے کسی عالیجاہ خاندان کے ایک شخص معزز کو مکرر کہیدی مجبور کرے کہ ہمسے وصلت
منظور کرو ورنہ ہم بہت بڑی زک دینگے پس جناب امیرؑ نے ناچار ہوکر وہ رفتار اختیار کی کہ جو عقلا وشرفا
کا ایسے ہنگام مین دستور ہے کہ اول حتے الوسع اس امر مین کوشش کی کہ وصلت نہو جسوقت دیکھا کہ چارہ کار
مسدود ہی تو حالت اضطرار مین بخوف ایذا رسانی اشرار یہ جرعہ ناگوار کہ بدتر از زہر مار تھا گوارا کر لیا او حفظ
ناموس شریعت بہر حال منظور نظر رکھا پس ہماری اس تقریر دلپذیر نے نتیجہ دیا کہ آپکی تحریر سراپا تزویر ہر خیرہ
بصیر کے نظرون مین حقیر ہوگئی اور مظلومیت حیدر کرار غیر فرار بغرض خوشنودی منتقم حقیقی وخداوند قہار اور
ظالمیت شرالاشرار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا وآشکار بر فرض وقوع نکاح بالاجبار پایہ ثبوت کو پہونچگئی
قولہ اپنی احادیث اور اخبار کی کتابون پر خط نسخ کھینچا ہی **اقول** اخبار ضعیفہ کے انکار سے ہرگز
خط نسخ نہین کھنچتا ہے بلکہ احادیث صحیحہ کے انکار سے خط نسخ کھنچتا ہے جیسے احادیث صحیحین مثل حدیث
فدک وحدیث قرطاس اور حدیث کاذب وغادر کے انکار سے خط نسخ صحیحین پر کھنچگیا اور شیعونکی بیان
تو احادیث انکار از نکاح بھی باعتراف اہلسنت موجود ہین جیسا کہ گزرا پس احادیث انکاری جو بنا بر عمل اصحاب
قوی ہین انکار کرنا خط نسخ کھینچنا نہین ہی اور حدیث ضعیف سے انکار کرنا خط نسخ کھینچنا ہے عجیب حماقت
مخاطب صاحب ہے **قولہ** غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہی **اقول** کون احمق کہتا ہے کہ کافی کو شیعہ
مثل صحیحین اہلسنت کے لازم الصحت جانتی ہین بہت حدیثین صحاح اور حسان اور ضعاف کافی مین ہین کہ علمائی
ایک کو دوسرے سے تمیز دی اور کمال حماقت ہی کہ کوئی کہی کہ غیر صحیح کو غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہے
قولہ حقیقت سی مجاز کیطرف پھیری **اقول** حقیقت سی مجاز کے طرف پھیرنا آیات کلام اللہ مین موجود ہی

جیسے ید اللہ اور وجہ اللہ لیکن اس مقام پر تو کوئی لفظ حقیقت سے مجاز کیطرف پھیرا نہین گیا اور جو معنی لغوی تھی وہی لیئے گئے کما اوضحناہ فی لفظ النصب **قولہ** ورصبر اور وصیت اور تقیہ سے نہ ہاری **اقول** صبر اور تقیہ اور وصیت سے اور حدیث ونیز ان حدیث کافی سے کوئی واسطہ نہین ہے بلکہ صبر تقیہ اور بوصیت کا ذکر اوس وقت کیا جاتا ہے کہ سبب اس نکاح جبر و اکراہ کو بقول اہلسنت تبکیتا و اسکاتاً للخصم فرض و تسلیم کر لیتی ہین تو ایک فاسق منافق کی ساتھ جواز نکاح کی علت صبر تقیہ اور تقیہ بحکم خدا و بوصیت رسولخدا کہتی ہین مخاطب صاحب اپنی حماقت سے اس ایک بات کو تین باتین سمجھتی ہین اور تاویلات حدیث کافی سے فرماتی ہین اگرچہ بساطی صاحب اور مورچی صاحب خوہ ہزل گو ہین مگر ہمارے حضرت مخاطب ونکی ہزلیات کا مطلب بھی نہین سمجھتی اور ہزل خو ہزل در ہزل اور گوہ در گوہ مرغی کا گوہ بتاتے ہین اور اپنی بھائیون کنجڑے قصائیون کو کھلاتے ہین اور وہ لوگ اوس سے مزے اوٹھاتے ہین **قولہ** جو معاملہ جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیا اور اوصیا کو ایسے معاملے پیش آئے **اقول** ہان جناب رسولخدا سے عود الدین غریبا ولتسلکن سنن من قبلکم شبر الشبر و ذراعا بذراعٍ سے وسکی خبر دی گئی تھی کما مر **قولہ** اور اونہون نے صبر فرمایا ہے **اقول** ہان یہ امر فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل سے ثابت ہے **قولہ** جیسا کہ حضرت لوطؑ پر بھی ایسا ہی گزرا **اقول** جھوٹے کی ایسی تیسی کس شیعہ نے کہا ہے کہ حضرت لوطؑ کی بیٹیان بجبر و اکراہ نکاح مین ایک فاسق منافق کے دیگئین اگر سچے ہو تو کسی کتاب شیعہ کا پتہ اور نشان دو ورنہ مثل سارق دہلوی کے اپنے طرف سے تقریرین لغو بنا نا اور شیعون کیطرف نسبت دینا خسر الدنیا والاخرہ ہوئیکے کچھ فائدہ نہین دیتا شیعون نی بنا بر جواز عقلی نکاح کفار سے استدلال کیا ہے ساتھ قصہ حضرت لوطؑ کے کہ اگر نکاح با کفار عقلاً قبیح ہوتا تو حضرت لوطؑ اپنی بیٹیونکو نکاح کفار مین دینے کو کیون فرماتے اور جناب رسولخدا کی بیٹیان بقول سنیونکے کفار کو کیون دیجاتین اور حضرت آسیہ نکاح فرعون مین کیون داخل ہوتین جیسا کہ سابق ازین کلام صاحب مواعظ و ملا بو الحسن اعلی اللہ مقامہما مین گزرا کہان یہ بات کہ شیعہ کہتے ہین کہ جو جناب امیر پر گذرا وہ حضرت لوطؑ پر گذرا الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین و علیہم لعنۃ اللہ والملائکہ والناس اجمعین **قولہ** جب فرشتے آدمی کی صورت ہو کر آئے اور اونکو کچھ شبہہ ہوا تو انہون نی اپنی بیٹیان اونکے سامنے کردین **اقول** واہ بی الو

بیٹیان فرشتون کے سامنے کردین ہماری حضرت کو مثل شاہ جی کے علاوہ کشف و کرامات و کمالات و دیگر تاریخ وا
مین بھی بڑا دخل ہی جیسا کہ شیعون پر جھوٹھ باندھنے مین کمال ہی اس کتاب مین یہ لکھا ہی شیعونکی نہ سنیون ہی
کی کتاب کا نشان دیجئے ورنہ ناحق جھک مارنے سے کیا حاصل **قوله** ایسا کلمہ فحش زبان ہی کہا کہ اگر کرنا ہے تو
یہ بیٹیان حاضر ہین **اقول** ارے بدنصیب خدا سے ڈر تعجب ہے کہ برق قہر خدا اس جھوٹھی پر کیون
نہین گرتی ارے کمبخت حضرت لوط کے زبان سے کلمہ فحش نکلا اور قرآن مجید مین کلمہ فحش خدا نے کہا ارے
توبہ کر توبہ کر ان کنتم فاعلین کہ جسکے معنی ان کنتم فاعلین النکاح ہین کلمہ فحش ہی فض اللہ فاک وجعل النار مثواک
طرفہ یہ ہی کہ شیعونکے اوپر ایسی تہمت فاحش کرتا ہے اور تجھے خدا سے نہین ڈرتا ہے کس شیعہ نے کہا ہے کہ فاعلین کے معنے
فاعلین السفاح کے ہین تعجب ہی کہ اسقدر گوہ کھانے پر بھی ہیضہ نہین ہوتا لیکن اب انشاء اللہ القہار ہوگا **ــہ**
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے ۔ **قوله** چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے مصائب النواصب مین اور اور
علمائے شیعہ نے اپنی کتابون مین اسکو لکھا ہے **اقول** جھوٹھے کے منہ مین ساری دنیا کا گوہ کیون نہ عبارت
اونکی نقل کی **ــہ** چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ـ جو کچھ ہمارے علما نے قصہ لوط کا ذکر کیا ہی
وہ وہی ہے جو ہمنے پیشتر نقل کیا ہے اوس سے ان لغویات سے کچھ واسطہ نہین ہی **قوله** اور علاوہ اسکی
حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالین دی ہین **اقول** جس بات مین مثالین دی ہین وہ
پیشتر گزرا اور جس بات مین ذکر ابراہیم کیا ہے وہ آگے آتا ہے **قوله** تمام مجتہدین اور علما کے اقوال کا
خلاصہ اوسمین لکھا ہے **اقول** خلاصہ اقوال علما کا تو نہین ہی مگر خلاصہ اکثر روایات اہلسنت کا ہے جسکو سکاتا
للخصم فرض کر لیا ہی ایک تو صغیرۃ السن ہونا ام کلثوم مفروضہ کا جو چار پانچ برس کے عمر ہونے سے ثابت ہی
جسکے روایات صحاح اہلسنت سے گذری کہ استعذر بصغرہا و علل بصغرہا فقال انہا صغیرۃ فذکر لہ صغرہا کہ جس سے ام کلثوم
بنت فاطمہ ہی ہونا ہم باطل کر چکے دوسرے عمر کا شیخ فانی ہونا یعنے ایسا بڈھا خبیث ہونا کہ جسکو حاجت
نسا باقی نہ تھی ورنہ روایت صحیحہ صواعق مین کہ شیعونکے نزدیک غلط محض ہی ما اردت الباہ کیون کہتا اور
یہ فقرہ مابعد اوسکا یعنے ولاکنی سمعت رسول اللہ کل نسب وسبب منقطع یوم القیامہ سنیون نے فقط بنظر
دفع خرافت خلیفہ صاحب بڑھایا ہی تا کہ کوئی نہ کہے کہ اس سن شصت سالگی مین ایسی کمسن لڑکی سے درخواست نکاح

کیون کی ابطال اسکا اسی لیی ہی کہ قرابت سببی تو بدولت حفصہ خلیفہ صاحب کو حاصل ہی تھی پر اوسکی خواہش تحصیل حاصل
و تطویل لاطائل بھی علاوہ اسکے بالبداہت معلوم ہے اور کیونکر خلیفہ صاحب کو معلوم نہو گا کہ حدیث بشرط صحت
مخصوص ہی ورنہ نسب ابولہب اور ابوجہل اور زینب ابی العاص عتبہ و عتیبہ کب غیر منقطع ہوا اور بھی روایت
عقد عاصم بن عمر سے جو ازالۃ الخفا مین ہی ثابت ہے کہ چند سال پیش از مرگ اپنی اولاد سے خلیفہ صاحب نی فرمایا
کہ لو کان فی ابیکم حرکۃ الی النساء لم یسبقہ احد الیہا یعنے اگر تمہارے باپ مین کچھ بھی حرکت الی النسا باقی
ہوتی تو کوئی اوسپر سبقت نہ لیجاتا الغرض باقرار شیخ فانی ثابت تہا کہ وہ حضرت عورتون کے کام کے نہ تھے
پھر حضرات اہلسنت عمر صاحب سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی کیونکر جنواتے ہین اور پھر انہین روایتون سی
ثابت ہے کہ ساٹھ [۶۰] برس کے سن مین چار برس کی لڑکی سی نکاح کیا اور تریسٹھ [۶۳] برس کے سن مین مر گئے پھر
سات آٹھ برس کی لڑکی سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہونا جز دیوانی اور مجنون کے اور کون باور
کر سکتا ہے تیسرے مظہر الاسلام سی نکاح شرعًا جائز ہونا اور حضرت عمر باتفاق فریقین مظہر الاسلام تھے
اسلیئے کہ کوئی شیعہ اونکی ظاہر بظاہر مشرک بت پرست ہونیکا قائل نہین گو شیعہ اونکی منافق اور فاسق
ہونیکے قائل اور فی الدرک الاسفل من النار ہونیکے معتقد ہون پس جواز نکاح مین کوئی کلام نہین ہو سکتا
خصوصًا وقت جبر و اکراہ غادر و خائن و کاذب و ظلم و جور ظالم و جائر و غاصب نکاح جائز اور بسبب عدم
وجدان شروط جہاد و صبر تقیہ لازم ہوگا و جبر و اکراہ و ظلم و جور اونہین روایات سابقہ سے ثابت ہے
کہ لم یکن یقبل منہ ذلک لعذر حتی الجاء فشق ذلک علی عمر فقال للعباس زوجہ فقد بلغنی منہ کلام جو بھی غیر کی
منگیتر ہونا اونہین روایات سابقہ مین موجود ہے و بانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر و بانہ ارصدہا لابن اخیہ کہ
اس کلمہ سی یاد دلاتا حدیث جناب رسولخدا کا منظور تہا کہ جناب رسولخدا نے منع فرمایا ہے خواستگاری کو
خواستگاری مومن پر جہ جائی انکہ نامزد کسی مومن کی ہو چہ جائیکہ بحسب حکم و وصیت رسول نسبت مقرر
ہو چکی ہو مگر حضرت عمر نے خلافًا لحکم اللہ و رسولہ کچھ بھی نہ سنا اور بجبر و اکراہ حسب اعتقاد اہلسنت نکاح کر ہی لیا
پانچوین دو پیشی زیادتی اعتلال و تکرار و انکار جو عذرات متعددہ پیش کرنے سے تہا جیسا کہ انہین احادیث
سے ثابت ہے کہ باوجود اصرار جابرہ مکررہ پھر بھی راضی نہوئے یہانتک کہ نوبت عباس ؑ کے سمجھانیکی آئی

تب اپنی نفس نفیس پر جبر کر کے راضی ہوئی اور سزا وار لقب غالب کل غالب ہوئی کہ اپنے نفس سی بھی مغلوب
نہوئے اور باوجود قدرت و اختیار کے لرضاء اللہ صبر کیا اور بیٹی کو بیاہ دیا اس لیی کہ خدا کی طرف سے
بسبب فقدان شرایط جہاد حکم سزا دہی کفار و منافقین نتھا پھر اگر عمر کو سزا دینے کا قصد کرتے تو خلاف
حکم خدا ہوتا اور اوس شخص سی جو ہر دم طالب رضائی خدا ہے خلاف حکم خدا ہونا محال ہی صاحب
سیف صارم کی تقریر کا خلاصہ یہ ہی کہ جو ہمنی ذکر کیا کیون حضرت خیلا صہ اقوال علما و مجتہدین کا ہے یا
خلاصہ احادیث مکذوبہ مجعولہ سنیان ہی دیکھو صاحب سیف صارم نے خلاصہ سی تمھاری احادیث کے
کتنی جوتیان تمھاری سر پر مارین مگر تمنے مثل حضرت ابوبکر کے کنہ نعال ابن ربیعہ کھا کے سر جھاڑ ڈالا
اور ایک بات کا جواب بھی نہ دیا بلکہ ایک بات خارج از بحث کہ محض لغو ہی کہی کہ صبر کرنا کسیکی جبر و
قہر پر بیحیائی اور بیغیرتی ہی کیون حضرت آپکے ابوبکر نے جو ابن ربیعہ کی جوتیان کھا کر صبر کیا اور تلوار نیچے
اور نہ مرے اور نہ مارا یہ بیحیائی تھی کہ نہین شرفا جوتیان کھاتے ہین کہ تلوارین کھاتے ہین دیکھیے علاوہ
صاحب سیف صارم کے ایک چھڑ طوو دھا ہمنے بھی آپکے سر مبارک پر چڑھا دیھین اب حضور مرتے ہین یا
مثل حضرت ابوبکر کے صبر کرتے ہین **قولہ** ای مسلمانون کہان ہو کس نیند مین سو رہے ہے الی آخر القول کالبول
اقول جناب والاخطاب استقام پر بڑی تیز زبانی فرما رہے ہین حالانکہ شیعون کی تیز زبانی سے
آپ خوب واقف ہین کہ آپ سے لیکر آپ کے خلفا کی ستر پشت تک انکے زبان نہین رکتی مگر اصل امر یہ ہے
کہ بات کا جواب بات سے ہے اور پاجی پن کا جواب جوتے کے ہاتھ سے ہے ہمنے پیشتر اس سے باقرار
شیعہ دشمنی ثابت کیا کہ شیعہ منکر اس نکاح کے ہین تو وہ نہ روایات نکاح بخوشی خاطر کو جو سنیون نے بنایا ہی
مانتے ہین اور نہ روایات نکاح بجبر و اکراہ کو جسکی سنیون نی تصدیق و تصحیح کی مانتے ہین مگر چونکہ یہ روایتین
صحیحہ سنیان مبطل روایات نکاح بخوشی خاطر ہین اس لیئی شیعون نی بفرض و تسلیم ان روایتونکو ذکر کیا ہے کہ
جس سی ظلم و جور خلیفہ جی ثابت ہو جائے اور اونکی عدالت بلکہ خلافت مین بٹا لگجای اب حضور والا روایات
جبر و اکراہ کے منکر ہوتے ہین اور اوسکی تکذیب کا شور و غل مچاتی ہین تو شیعہ تو پہلی ہی سی اسکی منکر تھے
اور فقط تمھاری خوشی خاطر کے لیئے فرض و تسلیم کر لیا تھا اب بدرجہ اولی اوسکے منکر ہونگے لیکن

اون سُنّیون سی جو تصدیق اور تصحیح اسکی کرچکی ہین ہماری وہی بحث ہی جو آپ ہمسے کرتے ہین جیسے صاحب
صواعق کہ ابتدائی بحث مین پہلی ہمنی اونہین کی روایت لکھی ہی اوسمین ہی کہ صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل
یعنی روایت صحیح مین آیا ہے عمر سے کہ اوسنے خواستگاری ام کلثوم کی اور علی نے نکاح کردینے سے
اعتلال کیا اور دیگر روایات مین اعتذار ہے یعنے انکار کیا اور عذرات پیش کیے لیکن کوئی عذر عمر نے نہ سُنا اور
جب کوئی شخص عذر نہین سُنتا ہے وہی جابر و مکرہ کہلاتا ہے پس اگر نکاح کر دیا تو جبر و اکراہ پر صبر کیا پس جو تعجب صاحب
سیف صارم فی بفرض انہین روایتون کے کیا تعجب ہے کہ فرض کہنیوالے پر یہ تشدد اور قائل قول اور
مصدق اور مصحح پر اوسکی کوئی تشدد نہین اب ہم سُنیان مصدق و مصحح روایات جبر کے طرف خطاب کرکے
کل عبارت آپکی منقلب کرتے ہین اور بجائی لفظ شیعہ لفظ سُنی لکھتی ہین کہ کالائی بد بریش خاوندش اوالے
ای مسلمانو کیا سوتے ہو اوٹھکر بیٹھو اور ان پیران نابالغ یعنے صاحب صواعق اور صاحب استیعاب اور
صاحب مودۃ القربے اور صاحب تذکرہ خواص الامۃ او عسقلانی شارح بخاری و کثیر من امثالہم جو روایات
جبر و اکراہ کی تصحیح کرتے ہین اور صبر جناب امیر کے اس جبر و اکراہ پر قائل ہین ان اپنی بزرگونکے عقل و حیا پر نوحہ
کرو اور اونکے ایمان اور انصاف کے جانے پر مرثیہ پڑھو اسلئے اخرما قال وجال و نال وفی افواہ خلفائہ کالکلب
شال وبال جہان جہان اس عبارت مین لفظ شیعہ ہے وہان لفظ حضرات اہلسنت لکھدو یہ تو بات کا جواب بات
سی ہوا اب جوتے کا ہاتھ اوٹھتا ہے ای مسلمانون کہان ہو کس خواب غفلت مین سو رہے ہو کسلیئے اپنے وقت
خوشوقتی کو کھو رہے ہو ذرا چونکو اور ہوش مین آؤ اور نہم ربیع الاول کا جوش و خروش دکھلاؤ اور قدعمر
سے بھی لانبا ایک قہقہ تو لگاؤ اوٹھکر بیٹھو اور آنکھ کھولکر دیکھو اس بیچے کچھے لیچے نٹھے نادان بے دین بے ایمان
نیچریہ مسلمان سلیل الشیطان مولف لغویات اور مصنف ہزلیات اور اوسکے پیران بے پیر اور نابالغان کبیر
سراپا تزویر یعنے مجتہدین بیدین حزب الشیاطین اور علمائی دغل اور بیحیا اور بیعقل کے عقل و حیا پر ہنسو اور
قہقہے لگاؤ اور اونکے ایمان اور انصاف کے جانے پر اور میان عمر کے فضائل سنانے پر اور ہر ایک کے
ہنسانے کے لیئے میان بشیر کا ہر سیہ پڑھو اور ہنستے ہنستے خدا کے طرح لوٹ جاو جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے
ضحک اللہ حتی استلقی یعنی ہنسا خدا ایسا تک کہ اولٹا گرا اور سنیون کے حال زار و نزار پر نظر کرو دیکھو کہ کیسی عقل

وحیا اونکی جاتی رہی ہی کہ عیب کو ہنر کرکے دکھلاتے ہین اور عمر سے کشف ساق اور ضم الصدر اور بوس وکنار خفیہ
کرواتے ہین اور کچھ نہین شرماتے ہین اور اوسکی تصحیح کیے جاتے ہین اور کیا کیا باتین بناتی ہین اور بردہ محبت
عمری ہین اونکی شان ہین کیا کچھ بکتے ہین جسکے سننے سے ام المومنین عائشہ جسکے خیال کرنے سے دل کو لرزہ ہوتا ہی
خیال کرو کہ جبر واکراہ اور ظلم وستم کو عدالت تقدیری عمری کہتی ہین بیغیرتی اور بیحیائی اور فسق وفجور کو حکومت
خلافت سے تعبیر کرتے ہین ہای یار وبہ کیسے دوست عمر کے ہین کہ اونحضرت عالی درجت کہ جسکی شان ضلالت
نشان مین چالیس برس کے سن تک آیت تنجیس انما المشرکون نجس آئے اور جسکی نجاست اور ناپاکی بزبان کی نے
چالیس برس تک قسم کھائی اوسکی نسبت کیا کیا بکتے ہین اور کہتی ہین کہ ایسے نجس اور ناپاک نظاہرین اولین وآخرین
سے بہتر اور میان عمر بہتر اور یہ لوگ کہتے تھے کہ انسے بجبر واکراہ بیٹی لی اور اونہون نے مجبورانہ لڑکی دی لاواللہ
لاواللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ہرگز ہرگز ایسا نہین ہی در شیعون کا انکار بہت بجا اور فرمین عقل زرین
وشین ہے مگر سنیون کے منہہ توڑنے کے لیے کبھی شیعہ اسکو فرض وتسلیم کرکے جابریت وقاہریت اور مقہوریت
قتار کے ثابت کرتے ہین **قولہ** اسی بہانیو صبری کا نام ہے کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرلے **اقول** کلام ضا
سیف صارم مین کہین لفظ غصب نہین بس ذکر اوسکا اس مقام پر سہو اسے باجی پن کے اور کوئی سبب
نہین ہے آرسے ذکر نکاح بجبر واکراہ ہے اور وہ خود تمھاری حدیثون سے ثابت ہے پھر اپنے منہہ پر اپنے
ہاتھون سے تڑاتڑ ہتہیان مار وکیون تمنے تصحیح اسکی کی اور شیعون نے لفظ نکاح بغصب کی جو بمعنی نکاح
بجبر واکراہ ہے تصحیح نہین کی جو کوئی ادبیر الزام دینے وقدر تفصیلاً فی بحث الغصب **قولہ** اور بجبر واکراہ
نکاح ناجائز کردیا **اقول** ہمنے سابق مین تفصیل بیان کیا کہ نکاح بجبر واکراہ کے خواہ جائز ہو خواہ ناجائز
تصحیح وتصدیق کرنیوالے سنیونکے بڑے بڑے جگادری ہین پھر اونسے کیون نہین پوچھتے کہ ای مسخرو
عمر نے یہ نکاح ناجائز کیون کرالیا ہے اور ہمنے بھی بیان کیا کہ نکاح بجبر واکراہ کو کسی سنی اور شیعہ نے ناجائز
نہین کہا پس ایسی نکاح کو ناجائز کہنا اور تعبیر بسفاح کرنا کام کسی ولد السفاح کا ہے **قولہ** بیٹھے بیٹھے دکھایا کرین
اقول اگر دیکھا نہ کرین تو کیا کرین کہ حکم جہاد ہوتا ہی نہین لفقدان شروطہا ورنہ اشقیا کو فی النار بضرب
ذوالفقار صاعقہ کردار کرتے اور مارتے مرتے **قولہ** زبان سے کچھ بکا کرتے ہین **اقول** زبان سے تو

بہت کچھ فرمایا اور عذرات کیسے جیسا کہ تمہاری ہی احادیث میں فاعتذر وفاعتل وامثال ذلک وارد ہے مگر اشقی
الاولین والآخرین نے ایک بھی نہ سنا جیسا کہ انہیں احادیث میں گذرا فلم یکن یقبل منه ذلک العذر
قولہ اور باوصف اعطائی قوت معجزہ و کرامات **اقول** معجزہ اور کرامات اور خرق عادات واسطے
اثبات حقیقت دعویٰ نبوت و امامت کے ہیں نہ واسطے دفع شر اعادی کے ورنہ جناب رسولخدا غار میں نہ
چھپتے اور کفار سے لشکر کشی واسطے جہاد کے نہ کرتے اور خون میں از سر تا پا آغشتہ ہوتے بلکہ فقط معجزے
سے کل کفار و منافقین کو فی النار کر دیتے **قولہ** صبر وتحمل کو کام فرماتے **اقول** خون میں ڈوبنا دندان
مبارک کا شکستہ ہونا کفار قریش کا اوجھڑی سر پر پھینکنا ابن ربیعہ کا پرانے جوتے سر پر ابوبکر کے توڑنا انواع
واقسام کے ذلتیں رضائے خدا کے لیے گوارا کرنا ان چیزوں کو اگر محمول بہ صبر کیجیے گا تو آپ ہی فرمائیے کہ پھر
صبر کیسے کہتے ہیں آیا رسول خدا نے ان ظلموں کے عوض میں معجزہ سے طبقات زمین کو الٹ دیا یا آسمان کو
پلٹ دیا یا صبر اختیار فرمایا **قولہ** خدا کی قسم ہے کہ میں تعصب کو دخل نہیں دیتا **اقول** خدا کی قسم ہے کہ
میں بھی تعصب کو دخل نہیں دیتا اور اپنے مذہب پر خیال نہیں کرتا بلکہ صرف عقل و حیا کے راہ سے احادیث
صحیحہ سنیان جو کشف الساق و ضم الصدر و بوس کنار جنبہ پر دلالت صریح رکھتی ہیں پیش کرکے پوچھتا ہوں کہ آیا
فسق و فجور کا نام تم نے عدالت عمری رکھا ہے یا حقیقت میں اس عدالت کی اور ہی کچھ حقیقت ہے میری
سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ انہوں نے فسق و فجور عمری کا نام عدالت عمری رکھا ہے اور جبکہ جناب امیر نے اس
وقاحت عمری پر صبر کئے نہ شمشیر تلوار اٹھا دی اور چپکے بیٹھے رہ گئے اور صبر وتحمل کو کام فرمایا یہ کام بیغیرتی
اور بیحیائی کا ہے کہ نہیں جو انکے خلیفہ چہارم سے ہوا عجب ہے کہ بیحیائی خلیفہ سوم تھے اور حیائی عثمانی کا
ایک شمہ بھی ان میں نہ تھا الیس بنا بر احادیث صحیحہ سنیان کے خلیفہ سوم بسبب فسق و فجور کے لیاقت خلافت سے بری
ہوئے اور خلیفہ چہارم انکے بسبب بیحیائی اور بیغیرتی کے قابل خلافت نہ تھے خدایا اہلسنت کیسے دوست
خلیفہ دوم و چہارم کے ہیں کہ پردہ محبت میں اپنے خلفا کی کیسی دشمنی ظاہر کر رہے ہیں اور نہیں سمجھتے
کہ کیا کہتے ہیں اور کیا بکتے ہیں ہر بات اونکی دیوانوں کی بک اور مجنون کی جھک ہے **قولہ** میرے
سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ انہوں نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر وتحمل رکھا ہے **اقول** تیری سمجھ پر پتھر

پڑین او کمبخت بدنصیب خداوند قہار تجھکو جلد آتش قہر سے جلاوے اور تیری بد زبانی سے مسلمانونکو بچاوے اگر تیری سمجھ ہی ٹھیک ہوتی تو شیعہ سے اشعری اور اشعری سے جبری کیون ہوتا سُنیون نے روایات نکاح جبر و اکراہ کی تصدیق اور تصحیح کی اور شیعون نے الزاماً علیہم واسطے اثبات جبر و قہر خلیفہ صاحب کے اون خرافات اور خرعبیلات کو فرض کر لیا لیکن کسی سُنّی اور شیعہ نے اوسکو تعبیر بوقاحت و بیغیرتی جناب امیر علیہ السلام نہ کیا مگر تو بیحیا و بیغیرت صبر جناب امیر کو بیغیرتی اور وقاحت کہتا ہے ارے نا شخص از عہد آدم تا ایندم سبھی بیٹیون کو خواہ برضا و رغبت خواہ بنا رضامندی و کراہت بیاہ دیتے ہین اور کسی عاقل نے بیٹی بیاہ دینے کو بیغیرتی اور وقاحت نہین کہا ہی خصوصاً جسوقت کہ ظاہر مین بیٹی ایک بادشاہ وقت سے بیاہ جاوے اگرچہ حقیقت مین وہ بادشاہ اکفر الکفرہ و افجر الفجرہ ہو مگر ظاہر مین لوگ اوسکو مسلمان بلکہ اہل اسلام کا حاکم جانتے ہون ولو غصباً پس کوئی مسلمان سُنّی یا شیعہ بتلاوے کہ اسمین وقاحت اور بیغیرتی کیا ہوئی جو مخاطب سیدین نے جناب امیر المومنین ع کیطرف اوسکی نسبت دی فقضہ اللہ فاہ وجعل النار مثواہ اور قطع نظر ان سب امور کے مخاطب سے کوئی پوچھے کہ تو شیعون سے اس بات کو کیون پوچھتا ہے اپنے لکڑ دادا اون سے کیون نہین پوچھتا جو روایات جبر و اکراہ کی تصحیح اور تصدیق کرتے ہین شیعون نے تو کسی روایت جبر و اکراہ کی تصدیق ہی نہین کی بلکہ سبکو غلط کہا اور اوس نکاح سے انکار ہی کیا پھر شیعون پر اسقدر غصہ کا کیا سبب ہے گستاخی معاف اسوقت ایک شعر مرزا فصیح کا برمحل یاد آگیا کہ فرماتے ہین

شعر نہ جھنجھلا شیعون پر ای چار یاری ¤ ترے پیرون نے تیرے   خود تمہارے علمائی جبر و اکراہ کی تصحیح کی اونپر جھنجھلاؤ تو بجا ہے شیعون پر بیجا ہے **قولہ** جبر و اکراہ قصد نکاح کرے پھر تماشا دیکھی کہ وہ عامی چپ چاپ رہجاتا ہے یا اپنی جان عزت پر قربان کرتا ہے **اقول** قصد نکاح بجبر و اکراہ کا تماشا تو ہمنے نہین دیکھا مگر قصد سفاح بجبر و اکراہ کا تماشا ایام غدر مین اپنی آنکھون سے ہمنے دیکھا کہ تم ایسونکی مان بہنون کو سیکڑون سکھ اور گورے لیگئے مگر کسی شخص کو نہ سنا کہ جان عزت پر قربان کرے بلکہ اپنی اپنی جان لیکر ہر شخص کو بھاگتے دیکھا تم شاید اون دنون مین کسی افغان کے پیچھے اور شکنجے مین ہوگے ورنہ تم بھی تماشا دیکھ لیتی بالجملہ جو موقع اور محل جان دینے کا ہے وہان جان دینا شجاعت اور خدا کی اطاعت ہے اور

جہان اوسکا محل نہین ہے وہان جان دینا تہور اور جہالت اور سفلگی اور وقاحت ہی اور خلاف رضائے
رب اور موجب اوسکے غضب کا ہی گو تم ایسے جاہل اوسکو تعبیر بمقتضائی شرافت و نجابت کرین لیکن تمہارے
ثلثہ تو کسی مین نہ تھی جب شجاعت ہی نتھی تو تہور کہان سے آتا بلکہ از سرتا پا جبن مجسم تھے ہر لڑائی سی نوک دم
بھاگتے تھے اب ہم مخاطب احمق من الھبنقہ سے پوچھتے ہین کہ ایک بادشاہ ظالم نے ایک شریف سے
بیٹی بیاہ دینے کی درخواست کی اوسنے دیکھا کہ اگر بیاہ نہ دونگا تو یہ ظالم فساد عظیم کریگا مجبوری و ناچاری بیاہ دو
اس مین جان آبرو پر قربان کرنیکا کیا محل تہا لڑکی بادشاہ سے بیاہ دینے مین آبروریزی کیا تھی گو یہ بیاہ دینا
بخوشی نہو بلکہ بجبر و اکراہ ہو ہم نہین سمجھتے کہ یہ بیہودہ کیا بیہودہ سرائی کر رہا ہے اور اپنے خلیفہ کی بڑائی کر رہا ہے
یا برائی کر رہا ہے طرفہ یہ ہے کہ احادیث جبر و اکراہ کی تصحیح اونہین کے علما کر رہے ہین اونکو کچھ نہین کہتا اور ہم
اوسی نکاح جبر و اکراہ کو تعبیر بنکاح ظلم و ستم کرین کہ یہی معنی غصب کے ہین حالانکہ اوسکی تصحیح بہی نکرین پھر بھی ناحق
ناحق ہمسے اولجھتا ہے اور بے سر و پا بکتا ہے اور اپنی بیہودہ گوئی پر خود ہی وجد کرکے ٹھکتا ہے اور
سمجھتا ہے کہ مین شیعونکو ذلیل کرتا ہون حالانکہ خود ذلیل ہوتا ہے اور اپنے پیرون کو ذلیل کرواتا ہے

فقاتلہ اللہ من قباع ما اجہلہ

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

اب مین قصہ لوط کا بھی مختصر جواب لکھتا ہون اور آیہ کریمہ کے تفسیر بیان کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ
آیۂ مذکورہ کے یہ معنی نہین ہین جو حضرات شیعہ نے تصور کیے ہین کہ حضرت لوط نے ویسی ہی بلا نکاح
اپنی بیٹیان زنا کرنے کے لیئے فسّاق کے سامنے کر دی ہون بلکہ مراد حضرت لوط کے پیش کرنے سے یہ تھی
کہ تم انسے نکاح کرلو اور چونکہ اوسوقت نکاح کافر کے ساتھ جایز تہا اسلیے اوسمین کوئی قباحت شرعی نتھی
اسی واسطے حضرت لوط کے طرفسے خدا نے یہ الفاظ فرمائے ہین کہ ہن اطہر لکم کہ حضرت لوط نے یہ فرمایا کہ
میری بیٹیان تمہارے واسطے پاک و پاکیزہ ہین اور طہارت بے نکاح کے نہین ہوتی اگر کوئی شیعہ بھی
کہے ہم اس امر کو نہین مانتے لفظ نکاح کا آیہ مین نہین ہی بجواب اوسکے ہم کہینگے کہ وہ تفسیرون کو ملاحظہ کرین

اور سُنیوں کی تفسیرونکو نہ دیکھیں اپنی ہی تفاسیر سے اسکی سند لیں چنانچہ امین الدین طبرسی مجمع البیان مین جو کہ نہایت معتبر
تفاسیر شیعہ سے ہے اور طہران دار السلطنت ایران مین چھپی ہے اسی آیہ کے ذیل مین فرماتی ہین قال یاقوم ہولاء
بناتی ہن اطہر لکم وکان یجوز فی شرعتہ تزویج المومنۃ من الکافر کہ حضرت لُوط کے شریعت مین نکاح مومنہ کا ساتھ
کافر کے جائز تھا اگر کوئی دانشمند شیعہ یہ کہے کہ اس آیہ کے ان الفاظ سے مطلب نکاح کا ہو لیکن دوسری آیہ مین تو
صاف فعل کرنا مذکور ہے کہ ہولاء بناتی ان کنتم فاعلین کہ حضرت لوط نے کہا کہ میری بیٹیان ہین اگر تم کرنیوالے
ہو تو کرو اسکے جواب مین بھی ہم انہین کے تفسیرون پر رجوع کرتے ہین اور جو ان آیات کا مطلب انہون نے
بیان کیا ہے اسکو نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر مجمع البیان مذکور مین علامہ موصوف فرماتا ہے کہ قولہ ان کنتم فاعلین
کنایۃ عن النکاح ای ان کنتم متزوجین کہ فعل سے مراد نکاح ہے یعنی اگر تم نکاح کیا چاہو تو یہ میری بیٹیان حاضر ہین
اگر حضرات شیعہ کو ایک تفسیر پر اطمینان نہو تو دوسری تفسیر کے عبارت بھی سُنین کہ فاضل کاشانی علماء شیعہ
سے خلاصۃ المنہج مین اسی آیہ کے تفسیر مین لکھتے ہین کہ گفت لوط ای گروہ من اینہا دختران من اند ایشان را بخواہید
کہ ایشان پاکیزہ اند شما را و تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات بکفار جائز بود
الحاصل قصۂ لوط سے اور واقعہ نکاح ام کلثوم سے کیا مناسبت ہے دونون مین بڑا فرق ہے حضرت لوط کے
شریعت مین نکاح مومنہ کا ساتھ کافر کے جائز تھا اور اونکا کہنا زنا کے لیئے نہ تھا بلکہ نکاح کے واسطے تھا اور
پیغمبر خدا کی شریعت مین اخیر کو نکاح ساتھ کافر کے حرام ہو گیا تھا اور مطابق اصول شیعہ کے دشمن اہلبیت اور
ناصبی کے ساتھ بھی نکاح حرام تھا علاوہ برین حضرت لوط کے بیٹیونکو کوئی غصب کر کے لے نہین گیا نہ اونکی
عفت و عصمت مین خلل آیا اور یہان تو معاملہ برعکس ہے کہ حضرت عمر نے نکاح بھی بجبر کر لیا جو کہ شرعًا جائز نہ تھا
اور پھر ام کلثوم کو اپنے گھر لیگئے اور چند سال تک رکھا اور اونسے اولاد پیدا ہوئی پس دونون شخصونمین زمین و
آسمان کا فرق ہے ہاں حضرات شیعہ کہانتک باتین بناوینگے کیا کیا تاویلین کرینگے جو کچھ کہوگے اوسمین جھوٹے ٹھہروگے
جو کچھ تاویل کروگے اوسی سے اہلبیت پر الزام ہوگے اس بحث کے اول سے آخر تک دیکھو جو کچھ ہم کہتے ہین
وہ سچ ہے یا جھوٹھ جسے اہانت اہلبیت ہو اور صاف صاف اونکی دشمنی کا اقرار کرو اور اپنے
ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ پر غور کرکے انصاف کرو کہ اوس سے محبت اہلبیت کی ظاہر ہوتی ہے یا عداوت اگر محبت اہلبیت علیہم ہوتی

تو کیا اونکی جناب پاک کے نسبت ایسی ایسی فاحش کی باتین منسوب کرتے اونکی شان مین ایسی ایسی بیغیرتیان بیان کرتے
استغفر اللہ استغفر اللہ بیت جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی تا برخرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست
جو کہ حضرت لوط کے قصہ کا بھی جواب بخوبی ہو چکا اب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا کچھ بیان کرتا ہون

یقول المتمسک بولاءِ علی بن ابی طالب علیہ السلام

جو کچھ جواب شیعہ مین متعلق بقصہ حضرت لوط تھا ہم پیشتر بیان کر چکے کہ عدم حرمت عقلی کو اثبات بقصہ لوط و نکاح بنات رسول اللہ عند اہل السنہ کیا ہی باقی جو تقریر کہ کذاب پر کذاب مین نے لکھی ہرگز کسی کتاب شیعہ مین نہین ہی معاذ اللہ کہ کسی شیعہ کے زبان سے یہ نکلے کہ حضرت لوط پیغمبر کفار سے کہین کہ تم میرے بیٹون سے زنا کرو حالانکہ مفسرین اونکی متفق ہون اسپر کہ حضرت لوط نے نکاح کرنیکو کہا تھا اسین جو بی ایمان شیعون پر تہمت کرے بیشک وہ ثانی شیطان ہی اور اگر مصنف آیات بینات کو کچھ بھی حیا اور شرم اور غیرت ہو تو جس کتاب شیعہ مین یہ لکھا ہے کہ حضرت لوط نے زنا کرنیکو کہا تھا اوس کتابکو ہماری پاس بھجوادین ورنہ ہماری تجویز و تشخیص کے جو در بارہ خلقت انسانی بشرکت شیطانی ہی مقرر ہو جائیگی ہم چھ مہینے بلکہ دو برس تک انتظار کتاب مذکور کرینگی بعد اسکی سمجھینگے آپکو شرکت شیطانی کا اپنی ذات شریف مین اقرار ہے اللھم العن الکاذبین ثم الکاذبین لعنا وبیلا وعذبہم عذابا الیما **قولہ** حضرت عمر نے نکاح بھی بجبر کرالیا جو شرعا جائز نہ تھا **اقول** اگر شرعا جائز نہ تھا اور عمر نے بجبر واکراہ کر الیا تو جن بچاؤن اور بیغیرتون نے نکاح جبر واکراہ کی روایات کی تصحیح کی اور ضم الصدر ذابل لتعقیل کشف الساق والمیزر کی تصدیق کی اونہین سی پوچھو کہ ان افعال ناجائز شرعی کی کیون تصدیق و تصحیح کی شیعہ تو کسی بات کی تصحیح نہین کرتے اور سبکو غلط سمجھتے ہین اور اصل نکاح کے منکر ہین اب بتلاو کہ مصححین قابل پاپوش کاری ہین کہ منکرین مگر سنیونکے مذہب مین جب خدا ہی عادل نہین ہی تو انصاف کہانسے آویگا **قولہ** اور چند سال تک رکھا اور اوسسے اولاد ہوئی

اقول اوسی چار برس کی لڑکی سے جس سی نکاح کرکے بعد تین برس کے مرگئے سات برس کے سن مین اولاد پیدا ہوئی اس خرق عادت کے مصدر اول خلیفہ ثانی ہوئی سنیونکے نزدیک یہ اعجاز عمری سمجھا جائیگا اور بیشک اب اونکے خلافت مین کوئی دہبا نہ لگا سکیگا مصدق ہماری تقریر کی وہ روایات کا ذبہ سنیہ ہین جو بصغر سنی منکوحہ عمر پر دلالت واضحہ کرتی ہین کہ شروع کتاب مین علمائی موثقین اہلسنت کے

تصیحح سے مذکور ہوچکی اور تمہاری ملک العلما دولت آبادی اس ام کلثوم صغیرہ کے اولاد کے مکذب ہین جیسا کہ فرماتی ہین وکذلک ماتت ام کلثوم فی الصغر عند عمر ابن الخطاب لاعقب لہا

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

بعض حضرات شیعہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ کو بھی نمرود نے زبردستی چھین لیا تہا اور اوسوقت حضرت ابراہیم سے سوائے صبر اور دعا کے کچھ نہوا چنانچہ مولف سیف صارم اس مضمونکو اس عبارت سے بیان کرتا ہے وہو ہذہ بلفظہ علاوہ اسکے تفسیر عزیزی سی ایک وہ مختصر مضمون بمقام حاجت ہم لکھتے ہین زیادہ تفصیل تفسیر مذکور مین وہ دیکھ سکتے ہین کہ اونکے پیر عزیز کے ہے المختصر کہ سارا بی بی حضرت ابراہیم کی بہت خوبصورت تہین بسبب ظلم وجور اشقیا کے اپنے خاوند ابراہیم کے ساتھ سوے مصر نکلین جب مصر مین پہونچین تو وہانکا بادشاہ نہایت جبار تہا اوسکی عادت تھی کہ جو عورت خوش رو ہوتی تہی اوسکی خاوند کو مار ڈالتا تہا اور بہائی بند ہوتا اوس سی چھین لیتا تہا غرض انپر بھی وہی نوبت پہونچی کہ پیادے ظالم کے حضرت پاس آئے اور پوچہا کہ یہ عورت تمہاری کون ہے حضرت نے کہا کہ بہن ہے یعنے مراد حضرت کے دل مین یہ تہی کہ دینی بہن ہی اور اولاد آدم منصف فہیم اسجگہ سے طریقہ تقیہ اور شعار انبیا ایسے مقام مجبوری و اضطرار مین خیال کرسکتا ہے کہ اوصیا کو اسوۂ و اقتدا با انبیا ہوتی ہی اور مومنین کو اسوۂ ان سے قوناصح صاحب کو اگر کچھ بھی قوت منفعلہ ہو تو سوچین اور شرم کرین کہ انکے پیر عزیز خود کیا لکھتے ہین غرض پیادگان شاہ مذکور نے ابراہیم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت سارہ خاتون کو زبردستی لے گیے حضرت ابراہیم نے جب یہ حال دیکہا تو نماز و دعا مین مشغول ہوی اور حضرت سارہ جب اوس شقی کے پاس پہونچین وہ شقی عاشق ہوگیا اور چاہا کہ بے ادبی کرے بالجملہ حضرت سارہ نے دعا کی کہ اوسکا حال یہ ہوا کہ دونون ہاتھ خشک ہوگئے بدحال ہوا انجام کو حضرت سارا نے دعا کی اچھا ہوگیا پھر بدذاتی کی پھر وہی حال ہوا غرض تیسری دفعہ حضرت سارا کو رخصت کیا اور ہاجرہ حوالہ کین ہم اس تحریر پہ بھی آفرین و مرحبا کہتے ہین اور اس قصہ کے اس موقع پر ذکر کرنے پر شاباش شاباش کہکہ مولف کا دل بڑھاتے ہین کہ اسنے ایسے قصے کو چھیڑا جس سے ہمارا

مطلب حاصل ہوتا ہے اور ہمکو ایک حجت انپر ہوتی ہی لیکن سخت حیرت اونکے عقل اور سمجھ پر ہے کہ اسمین او نہون نے اپنا
کیا فائدہ تصور کیا ہے یعنے خلاصہ اس قصہ کا یہی ہی کہ حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ کو نمرود کے آدمی پکڑ لے گئے
اور جب اوس شقی نے بیحرمتی چاہی حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کی خدا نے نمرود کا ہاتھ خشک کر دیا اور
اونکی بی بی کی عصمت کو بچا دیا بلکہ ایسا معجزہ دکھلایا کہ جسکے سبب سے اوس نے ایک لونڈی ہاجرہ اور نذر
کی اب کوئی اس قصہ کو حضرت ام کلثوم کے حال سے ملا وے کہ مطابق ہے یا مخالف اگر حضرت ام کلثوم کے
ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا کہ جب حضرت عمر اونکو اپنی گھر لیگئے تھے تب حضرت علی خدا سے دعا کرتے اور اللہ
جلشانہ حضرت ابراہیم کیطرح اونکی عصمت بچانیکے لیے عمر کا ہاتھ خشک کر دیتا اور اونکو ڈرا دیتا اور وہ معجزہ
دیکھکر صحیح و سالم ام کلثوم کو حضرت علی کے گھر بھیجدیتے بلکہ اپنی طرف سے ایک لونڈی و پیشکش کرتے اور تقصیر اپنی
معاف کراتے تو بیشک قصہ ابراہیم و سارہ کا مطابق اونکی حال کے ہوتا حالانکہ برخلاف اوسکے حضرت عمر
نے زبردستی ام کلثوم کا نکاح کرا لیا اور اپنے گھر آٹھ دس برس تک اونکو رکھا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی
بھی اونسے پیدا ہوئی اور اونکے جیتے جی حضرت ام کلثوم اونکے گھر رہین اور بعد اونکے وفات کے حضرت
جعفر طیار کی بیٹی کے ساتھ اونکا نکاح ہوا پس تعجب ہی کہ خدا نے حضرت سارہ کے عصمت بچانے کے لیے تو
معجزات دکھلائے نمرود کا ہاتھ بھی خشک کر دیا اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ بنت رسول کے غصب کا
جب ایک منافق مرتد نے ارادہ کیا تو نہ خدا کے دریائے غیرت کو جوش ہوا نہ اسکا قہر و جلال ظاہر ہوا نہ
اوسنے کوئی معجزہ دکھلایا نہ اوس غاصب کا ہاتھ خشک کیا نہ کسی اور طرح پر اپنے رسول کے پوتی کو بچایا پس
اسکے کیا کہا جاوی کہ شیعون کا خدا بھی عمر سے ڈر گیا اور اوس نے بھی خوف کے مارے کچھ دم نہ مارا یا انکی
اپنی رسول کے وصی کی طرح اوسنے بھی صبر کیا اور تحمل فرمایا چونکہ ادنی آدمیونکو ایسے معاملات مین بے صبری ہو جاتی
ہی اور وہ جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین مگر چونکہ امام اور وصی کا رتبہ و درجہ سب سے بڑا ہوتا ہی
اس لئے اونہون نے ایسے معاملہ مین بھی صبر کیا نعوذ باللہ من ہفواتہم و من سوء عقیدتہم اس قصہ مین ایک
شبہہ جاہلانہ اور رہا جاتا ہے جسکا رفع کرنا بھی مناسب ہے وہ یہ ہے کہ تواریخ و سیر سے ثابت ہے کہ
جب حضرت ابراہیم کے بی بی کو نمرود شقی نے پکڑوا بلایا حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کی اوس دعا پر خدا نے معجزہ

دکھلایا اور عمرو کا ہاتھہ خشک کیا اور حضرت علی نے بعد جانے ام کلثوم کے دعا نہین کی کہ خدا اوسکو قبول کرتا اور معجزہ دکھلاتا فقط اینقدر سچ ہے کہ حضرت علیؑ نے دعا نہین کی اور یہ بھی درست ہے کہ جب خود حضرت امیر جنکے بیٹی غصب کی گئی خاموش ہوگئے تو خدا کیا کرتا وہ بغیر دعا و سوال کے کیون اپنا قہر نازل کرتا لیکن حضرت امیرؑ کو دعا کا مانع کون تہا اونہون نے کیون سکوت فرمایا اور دعا کے لیئے اونہون نے اپنے گہر مین رات کیوقت کیون دروازہ بند کرکے ہاتھہ نہ بڑہایا اگر مقابلہ کرنے مین خوف جان کا اور لڑنے مین اندیشہ قتل کا تہا تو خیر ایک مجبوری تھی جسکے باعث سے خاموش ہوگئے لیکن گہر مین رات کے وقت کسکا ڈر تہا جسکے سبب سے دعا تک نہ مانگی شاید خیال حضرت عمر کا ہوگا کہ وہ اکثر رات کو بھی گشت کے لیئے نکلا کرتے اور لوگون کی خبر لیا کرتے تھے اگر کہین حضرت امیرؑ کو دعا کرتے سن لیتے تو شاید اونکو تکلیف دیتے اور پھر وہی امر پیش آجاتا جسکے لحاظ سے حضرت امیر ساکت ہوگئے تھے یعنے خوف قتل مگر خیال اوسوقت کرنا ضرور تہا جبکہ دعا کے لیئے چلانا ضرور ہوتا حالانکہ جہر دعا کے لیئے ضرور نہین ہے خدا دل کی دعا کو بھی ویسا ہی سن لیتا ہے جیسا کہ زبان سے چلانیکو سنتا ہے پس دل ہی سے دعا کرتے اور زبان سے کچھہ نہ فرماتے غرض تو مطلب حاصل ہونیسے تھی پس حضرت امیرؑ کے مقابلہ نہ کرنیکا سبب تو ہمنے مانا کہ خوف جان کا تہا اور آواز سے دعا نہ کرنے کے لیئے بھی ہمنے عذر تصور کیا کہ اندیشہ عمر کے سن لینے کا تہا لیکن دلسے بھی دعا نہ کرنیکا کوئی سبب سمجھہ مین نہین آتا کاش کوئی شیعہ ہمکو یہ بتا دے اور ہمارا شبہہ دور کر دے اگر کوئی دانشمند یہ فرما دے کہ جب نکاح کر دیا تو پھر دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی معاذ اللہ معاذ اللہ عمر زانی اور فاسق تھے جنکے ساتھہ اپنی بیٹی کا نکاح کرنیسے حضرت علی کچھہ لحاظ فرماتے تو پس یہی قول ہمارا ہی بہر روایت اول فرج غصبت منا کو کیا کرینگے اور اون صدہا اوراق کو جو اس نکاح کی توجیہہ کے لیئے علماء نے سیاہ کیئے ہین کس آنکہہ کے پانی سے دہوئینگے اگر نفس الامر یہی ہی کہ حضرت علی حضرت عمر سے راضی اور حضرت عمر حضرت علی سے خوش تھے اور دونون ایمان و اخلاص مین ایک دوسرے پر بہروسا رکھتے تھے اسلیئے اپنی خوشی سے نکاح کر دیا تو بس جھگڑا طے ہوا لیکن مذہب تشیع کا بطلان کالشمس فی نصف النہار ثابت ہوا اگر حقیقت مین یہ بات جو ہمنے بیان کی حضرات شیعہ تسلیم کرلین تو اونکو سوائی اپنی مذہب کے چھوڑنیکے دوسرا چارہ نہین ہی اور اسی واسطے اونکے علما نے ہزارون قسم کی تاویلات فرمائین جنکی

ضرورت نہ تھی لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے سے چشم پوشی کی کسی نی عذر خوف جان کا بیان کیا کسی نے اوسکو صبر و
تحمل پر محمول کیا کسی نے اوسکے معارضہ مین حضرت لوط کے قصے کو پیش کیا کسی نے حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ کے
پکڑے جانے پر بطور نظیر کے بیان کیا کسی نے حضرت ام کلثوم کے شکل پر جنیہ کے شکل ہونیکا دعوی کیا بہرحال یہ سب
نظیرین اور مثالین اور حکایتین بیان کرنا اور اوس کے عذرات اور وجوہات پیش کرنا بلکہ اس نکاح کو مثل
مردار کے کہانیکے جو ضرورتاً شرعاً حلال ہوجاتا ہے سمجھنا کس لئے ہی اسی لیئے تاکہ یہ ثابت ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ لائق زوجیت حضرت ام کلثوم کے تھی اور حضرت علی نے خوشی سے اونکی ساتھ نکاح کیا مین ایک حضرت عمر کے فضیلت
سے انکار کیواسطے کیا کیا توجیہات کیئے ہین اور کیسے کیسے الزام حضرات اہلبیت پر دیئے ہین کہ کچھ ہو خواہ اہلبیت
بدنام ہون خواہ اونکے بنات طیبات معصومہ ٹھہرین خواہ اونکے اولیا پر وقاحت کا الزام آوے سب کچھ
منظور اور قبول ہے لیکن حضرت عمر کے فضیلت کا اقرار نہ کیا نہ کرتے ہین نہ کرین گے

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

اصل قصہ ابراہیمی کے ذکر کیوجہ شیعونکو یہ ہے کہ جب حضرات اہلسنت فی اعتراضاً علی الشیعہ فرمایا کہ ایسے مقامات مین
جناب امیر علیہ السلام کے صبر و تحمل کا ذکر کرنا بے حیائی اور بیغیرتی اور وقاحت اور بے شرمی کا نام صبر و تحمل کہنا ہی جیسا کہ ابھی
چند سطر پیشتر مخاطب نی فرمایا کہ میری سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا
ہی انتہی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی سے بجبر و اکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پھر تماشا دیکھی کہ وہ
عامی چپ چاپ رہتا ہے یا اپنی جانکو عزت پر قربان کرتا ہے اور بعد اسکے بھی فرماتی ہین کہ ادنی آدمیون کو
ایسے معاملات مین بے صبری ہوجاتی ہی اور جان دینے پر آمادہ ہوجاتے ہین شیعہ جواب مین ایسے خرافات
کے کہتے ہین کہ عمر نے بقول تمہارے تو قصد نکاح بجبر و اکراہ کیا تھا اور بقول تمہاری محدثین کے یہ نکاح بجبر و اکراہ
واقع ہوا اور بقول شیعہ محض غلط ہرگز یہ نکاح واقع نہین ہوا مگر بفرض قول سنیان اگر بجبر و اکراہ واقع بھی ہوا
تو نکاح ہی واقع ہوا مگر معاذ اللہ کسی نے قصد سفاح کا اس مقام پر ذکر نہین کیا پس اگر قصد نکاح بجبر و اکراہ پر
ادنی لوگونکو مارنا مرنا اور عزت پر جان قربان کردینا بقول مخاطب لازم ہے اور صبر و تحمل کمال بیغیرتی

اور بیحیائی ہی تو قصد سفاح پر بدرجہ اولے مارنا اور مرنا اور جان کو عزت پر قربان کرنا لازم ہوگا خصوصًا انبیا کو لازم اور واجب ہوگا حالانکہ اوس بادشاہ نے جو حضرت ابراہیم کے زمانہ مین تہا حضرت سارا کو بقصد سفاح لینے کا قصد کیا اور حضرت ابراہیم نے نہ اوسکو مارا نہ خود مرے نہ جانکو عزت و آبرو پر قربان کیا بلکہ صبر و تحمل کیا اور مشغول بعجز و نیاز و دعا و نماز بدرگاہ خداوند کارساز ہوئے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین لکہا ہے پس اگر صبر و تحمل مقام مجبوری و ناچاری مین بیحیائی اور بیغیرتی ہی تو معاذ اللہ جناب امیرؑ کے جدّ اعلیٰ بیحیاتر ٹہری کہ انہون نے تو صبر فقط نکاح جبر و اکراہ پر کیا اور اونہون نے تو صبر جبر و اکراہ قصد سفاح پر کیا اب فرمایئے کہ آیا نکاح مین جو سُنّت جاریہ سارے دنیا مین و نیات خواہ بخوشی و رغبت خاطر خواہ المصلحۃ بجبر و کراہت ہوا کرتا ہے بیغیرتی اور بے آبروئی ہے خصوصًا جسوقت نکاح ایک بادشاہ وقت بظاہر مُسلمان سے ہو کہ جسکو اہل دنیا موجب فخر و مباہات سمجھتی ہین یا بیغیرتی اور بیحیائی اسمین ہی کہ ایک بادشاہ کافر و مشرک کسیکی جورو کو واسطے سفاح کے چھین لی اور وہ شخص تلوار نہ پکڑے اور مشغول دعا و نماز ہو اور رہا وقت مرنے اور مارنے کا اور جان پر کہیل جانیکا یہ ہے کہ وہ ہے پس مضمون مرنے اور مارنے کا تو بالکل غلط اور بطالت اور جہالت ٹہرا خصوصًا اون لوگون سے جنکے پیر سراپا تزویر ہمیشہ جان پر آبرو کو قربان کرتے تھے اور صفِ جنگ سے بیحیائی و بیغیرتی بہاگ کھڑے ہوتے تھے اور مصداق قولہٖ تعالیٰ ثم ولیتم مدبرین اور فقد باءَ بغضبٍ من اللہ کے ہو جاتے تھے باقی رہا مضمون دعا کہ یہی غریبون اور ضعیفون اور مسکینونکی تلوار اور سپر ہے پس اس تلوار اور سپر کا حال یہ ہے کہ اگر انبیا اور اوصیا اپنے مالک کے مرضی پاتی ہین تو اوسکو پیش کرتے ہین ورنہ صبر کرتے ہین جیسے جناب سیّد الشہدا روحی لہ الفدا اور حضرت یحییٰ اور زکریا نے صبر کیا اور راہ رضائے خدا مین جان و مال و آبرو سبھی کہو دیا فطوبیٰ لہم وحسن مآب ہمارے مخاطب کمال جہالت سے پوچھتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے تو دعا کی اور جناب امیرؑ نے اگر دعا کی تہی تو روایت کو چھپا ہی کے کیون دعا نہ کی کہ عمر کا ہاتھ مثل ابراہیمی کافر کے خشک ہو جاتا تعجب ناشخص ہے کچھ نہین سمجھتا کہ کس بات مین تشبیہ ساتھ ابراہیم کے دیگئی یعنے جسطرح اونہون نے قصد سفاح پر جان نہین دی انہون نے بھی قصد نکاح ولو بالاکراہ پر صبر کیا اور جان نہین دی حالانکہ جان دینا وہان ضرور تہا کہ قصد سفاح تہا اور یہان ضرور نہ تہا کہ قصد نکاح تہا یہ غرض نہین ہے کہ کل قصۂ ابراہیمی اور کل قصۂ عمری ایک ہی ہین حضرت ایک

نہین ہی یہ قصور آپکے فہم کا ہے ان دونو مین فرق ہی یہ کسنے کہا کہ ہر طرح سے ایک ہی بادشاہ وقت ابراہیم بظاہر
و باطن کافر تہا اور بادشاہ عہد جناب امیر بظاہر مسلمان گو حقیقت مین منافق تہا پہر بادشاہ عہد ابراہیم خواہان سفاح
تہا جسمین ہتک حرمت ظاہر ہے اور بادشاہ عہد جناب امیر خواہان نکاح تہا جسمین ظاہری عزت تہی اگرچہ
اوسکے نفاق باطنی سے نفرت تہی اور ناگوار خاطر اقدس تہا مگر مصلحۃ للوقت بیٹی بیاہ دینا ضرور تہا ورنہ وہ فتنہ و فساد
ہوتا کہ باوجود عدم حکم جہاد خلاف مرضی خدا نوبت جہاد کی آتی اس لئے جناب امیر نے نہ دعا کی نہ دعا کی اور حضرت ابراہیم
کے چونکہ بظاہر بظاہر آبرو پر بن آئی انہون نے دعا کی اور جناب امیر علیہ السلام اگر عاجز ہوتے تو دعا کرتے اونکو
عاجز کون کہتا ہے خصوصًا اون ہیجڑون سے جو لڑائیون مین نوک دم بہاگتے تہے مگر تابع مصالح خداوندی تہے
جب غصب خلافت مین مصلحۃ للوقت صبر کیا تو بیٹی بیاہ دینے مین کیون صبر نکرتے ہان اگر عمر مثل بادشاہ وقت ابراہیم
طالب سفاح ہوتا تو بغیر دعا غیرت خدا مقتضی اوسکے فی النار کردینے کے ہوتے اور شجاعونکے لئے ننگ و عار
ہے ہیجڑون پر تلوار کہینچنا بلکہ امثال ابولولو ایک اشارہ مین فقط ایک قصابی چہری سے کل شرارت نکالدیتے
مگر مصلحت خدا امتحانًا للناس اسمین تہی کہ مثل شیاطین جن کی شیاطین انس بہی دنیا مین رہین کہ جسمین نیک از بد جدا ہوجائے
ایک حدیث مین وارد ہے کہ جسوقت جناب امیر علیہ السلام مشغول تغسیل جناب ختمی مآب تہے کسی نے خبر دی کہ
یا حضرت عمر اور ابوبکر اپنے لیے بند و بست خلافت کر رہے ہین حضرت نے اس آیہ وافی ہدایہ کو تلاوت فرمایا
الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لایفتنون یعنی گمان کرتے ہین لوگ کہ چہوڑ دیے جائینگے اتنی ہی بات
پر کہ وہ کہین کہ ہم ایمان لائے درحالیکہ وہ لوگ امتحان نہ کیے جاینگے اگر عمر نہوتا تو عمری اور علوی مین فرق کیونکر
ہوتا اور اگر یزید نہوتا تو درمیان یزیدیون اور حسینیون کے تمیز کیونکر ہوتی پس مصالح خداوندی کو خدا اور رسول
اور اونکے نواب خوب جانتے ہین سہ امور مملکت خویش خسروان دانند۔ جو کچہ اس مقام پر مذکور ہوا اثبات اسکی گلا
اور تنزل اور فرض نکاح کے ہے فلاتغفل **قولہ** اوسوقت حضرت ابراہیم سے سوائے صبر اور دعا کے کچہ نہوا
اقول اس بات کی تصریح تو تفسیر مین تمہارے پیر عزیز بے تمیز کے موجود ہے اور ہرگز اوسمین نہین ہی کہ حضرت
ابراہیم کی غیرت مقتضی جان دینے اور لینے کی ہوئے حالانکہ وہان سفاح تہا اور یہان نکاح تہا گو جبر و اکراہ تہا
پس اگر نکاح مین صبر بے غیرتی اور وقاحت ہی تو ہزار درجہ بڑہکر اوس سے سفاح مین صبر بے غیرتی اور وقاحت

ہوگا **قولہ** شاباش شاباش کہکر مولف کا دل بڑہاتی ہین **اقول** ہم ہزار نفرین تمہاری سمجھ پر کرکے تمہارا دل گھٹاتی
ہین **قولہ** جس سے ہمارا مطلب حاصل ہوتا ہی **اقول** اسی حماقت سی تمکو بیحجیت کا مطلب بھی حاصل ہوا
کہ پیغمبر اور امام تو بیغیرت ہی تھی خدا پر بھی بیغیرتی کا اعتراض ہونیگا اس بیحیائی اور بیغیرتی مخاطب کا کچھ ٹھکانا ہے
قولہ ادس مین کیا فائدہ تصور کیا **اقول** فائدہ یہ تصور کیا کہ تمہارا صبر کو اور نہ مارنے اور نہ مرجانے کو
بیحیائی کہنا تمہاری بیحیائی ہی مگر تم ایسے ناسمجھ تشخیص فائدہ کب کر سکتے ہین **قولہ** خلاصہ اس قصہ کا یہی ہے **اقول**
خلاصہ تفسیر عزیزی کا تو خود مذکور ہوچکا اب خلاصہ کرنا فقط اس لیئی ہی کہ کوئی بھاگنے کا راستہ ملے کہان بھاگوگے
اور کیا کہوگے ہر طرف سی تو آپکی راہ مسدود ہے **قولہ** حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے دعا کی خدا نے نمرود کا ہاتھ
خشک کردیا **اقول** تمہارا ادا عزیز بے تمیز تو کہتا ہے کہ سارا کے دعا سے ہاتھ خشک ہوگیا اور تم ابراہیمؑ
کے دعا سے کہتے ہو کون تم مین جھوٹھا ہے اور کون سچا ہے **قولہ** اگر حضرت ام کلثوم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا
اقول کیونکر ایسا معاملہ ہوتا کہ نکاح تہا اگرچہ بجبر و اکراہ تہا سفاح نہ تہا اگر عمر بھی قصد سفاح کرتا تو وہان فقط ہاتھ
خشک ہوا تہا یہان تو برق قہر خدا ازسرتاپا جلا کر خاک سیاہ کردیتی **قولہ** اونکی عصمت کے بچانے کے لیئے **اقول**
اونکی عصمت تو بسبب نکاح ولو بالجبر والاکراہ کے خود بچے ہوے تہے بچانیکی کیا حاجت تھی اگر قصد سفاح ہوتا
تو بیشک برق قہر خدا گرتی اور عصمت کے بچنیکی وجہ یہ تہی کہ بنا بر تمہارے علما کے روایات صحیحہ کے سن پانچ چار
برس کا اور تین برس کے بعد ناکح اپنے مقر کو گیا پہر عصمت کے بچنے مین کیا شک رہا اور وجہ یہ تہی کہ بڑہا خبیث
شصت سالہ باقرار خود بیکار از کار تہا **قولہ** اپنی گہر آٹھ دس برس اونکو رکھا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی اونسے
پیدا ہوئی **اقول** خدا کی لعنت اس جھوٹھ پر بیٹی بیٹا پیدا ہونے پر کوئی دلیل بیان کی ہوتی سہ دعواے
بیدلیل قبول خرد نہین۔ زید بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تہا اسکو ہم بیشتر تمہاری علما کے بیان سے
ثابت کرچکے عبارت ہدایۃ السعدائ دولت آبادی بھی نقل کرچکے کہ ماتت صغیرۃ عند عمر ابن الخطاب لا عقب لہا
اب جتنے علما نے تمہاری تصحیح احادیث صغر سن کی ہی تم اونکے نام پر ہمارے سامنے ہزار ہزار جوتے مارو
تب ہمسے خواہان جواب ہو اوسوقت ہم کہینگے کہ یا بیٹا بیٹی ہونے پر کوئی دلیل قابل قبول اپنے خصم کے
قایم کردیا ہماری سامنے سر جھکا دو کہ ہم ہزار مارین اور ایک گنین **قولہ** بعد اونکے وفات کے جعفر طیارؓ کی

بیٹی سی **اقول** جعفر طیار کی بیٹی سی صحیح اور بعد اونکی وفات کے غلط و قد مرفی بدو البحث فتذکر **قولہ** نہ خدا کے دریای غیرت کو جوش ہوا **اقول** اگر کوئی بہیجا اور پیغمبرت اپنی نیچریت سی خدا پر اعتراض کرتا ہے تو پہلے نکاح و سفاح کا یکسان ہونا ثابت کرے تب اعتراض کرے وانّی لک ہذا نعوذ باللہ من ہفواتک ومن سوء عقیدتک **قولہ** اس قصہ مین ایک شبہ جاہلانہ **اقول** سوال بھی جاہلانہ جواب بھی جاہلانہ سب اپنی طبیعت کے گھڑے ہوئے ہین اور کل اگر مگر خیالات شیخ چلّی کے ہین اور بنای فاسد علی الفاسد ہے اسلیے اسکے جواب مین جزے جواب جاہلان باشد خموشی — کیا کہا جاوے شیخ چلّی کے خیالات مخاطب والاصفات کو کیسے کیسے باغات رنگین دکھلا رہی ہین اور کس کس خار سی دامن ہواؤ ہوس او لجھا رہے ہین ہین اونکے ساتھ کہانتک پہرون اسلیئے ابتدا ہی مین تعظیماً دو چار نری استرا اور ادھوڑی استرا اونکے موچی صاحب کی پیش کرکے علیحدہ ہو گیا **شعر** یار سیر چمن کو اوٹھتا ہی

جی مین آتا ہے بڑھکے دو ن جو تا

قال المخاطب المقتام ہداہ اللہ سبل السّلام

دوسری تاویل وصیت جوکہ ہم اوپر صبر و تحمّل کے تاویل سی جواب دیچکے اب دوسری تاویل کو بیان کرکے اسکا رد کرتے ہین جبکہ حضرات شیعہ نے خیال کیا کہ صبر کے تاویل درست نہین ہے اور بغیر کسی وجہ خاص کے ایسے نازک معاملہ مین تحمّل کا عذر صحیح نہین اس لیئے تائید دوسرے طرح سے کی اور اوسکے لیئے ایک وجہ خاص پیدا کی یعنے وصیت کرنا پیغمبر خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم کا کہ حضرت سرور کائنات اپنی وصی اور امام اوّل کو وصیت فرما گئے تھے کہ وہ سوائی صبر کے کچھ نکرین اور جو جو ظلم و ستم خلفا جور کرین اون سبکے برداشت کرین اور جو جو واقعے پیش آنیوالے تھے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جناب امیر سے کہہ چکے تھے اور ہر ایک واقعہ پر صبر و تحمّل کی وصیت کر گئے تھے تو پہر کیونکر ممکن تہا کہ وصی نبی کے حکم کے خلاف کرتے اور صبر کو چھوڑ دیتے چنانچہ اس مضمونکو قاضی نور اللہ شوستری نے اپنے مصائب مین بیان کیا ہی جسکا ترجمہ فارسی ازالۃ الغین مین مذکور ہی اوسکو ہم نقل کرتے ہین وہو ہذہ و بعضے از جہال ایشان گفتہ اند کہ چہ گنجایش دارد کہ علی تسلیم نکاح کند انبہ خود را بر بنیکہ شما وصف کردید وما میگوئیم کہ این سخن جہل ست بہ وجوہ وتدبیر و بیان این آنست کہ چون رسولخدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کرد علی را بانچہ محتاج بود در وقت وفات و معلوم او گردانید جمیع انچہ جاری خواہد شد
از امر متولین واحدا بعد واحد پس علی گفت مرا بانچہ امر میکنی آن حضرت فرمود صبر کن تا مردم رجوع کنند بسوئے تو
از روی طوع پس آن ہنگام قتال کن با ناکثین و قاسطین و مارقین و با احدی از ثلثہ منازعت مکن تا خود را بدست خود
در تہلکہ نیندازی و مردم از نفاق بشقاق برگردند پس علی علیہ السلام حافظ وصیت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بود بواسطہ حفظ دین تا مردم بجاہلیت برنگردند و چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر شد و گفت
اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم
از اطاعت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مخالفت وصیت او میکنم و داخل میشود درین انچہ مذکور میکرد
از ان رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس تسلیم اشبہ درین حال اصلح بود از قتل و از بیرون رفتن از وصیت
رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دانستہ بود کہ انچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب
کرد از انکار حق او و قعود بجائے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تغییر احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا
چنانچہ گذشت اعظم است نزد حق تعالے و اقطع و اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود
چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر نمودہ بود خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت امیر کو پیغمبر خدا نے وصیت
کی تھی کہ تم خلفائے ثلثہ کے عہد میں کچھ نہ کہنا اور کچھ نہ کرنا جو ظلم و ستم وہ چاہیں کریں سر نہ ہلانا جو کچھ چاہیں وہ غصب
کر لیں کچھ نہ بولنا اسی واسطے حضرت علی نے اصل معاملہ امامت و خلافت میں کچھ دم نہ مارا اور سکوت کامل
اختیار فرمایا حالانکہ عمر کے خلیفہ ہونے سے جو کچھ خرابیاں ہوئیں وہ ظاہر ہیں پس خلافت کا غصب کرنا
اور مسلمانوں کے مال پر متصرف ہونا اور جناب امیر کو الگ کر کے خود پیغمبر خدا کی جگہ پر بیٹھنا خدا کی نزدیک
بہت قبیح اور شنیع تھا نسبت غصب کرنے فرج ام کلثوم کے پس جب ایسے بڑے قبیح اور شنیع
معاملے میں یعنی غصب خلافت میں حضرت پیغمبر خدا کے وصیت کے سبب سے حضرت علی نے صبر کیا
تو پھر ایک بیٹی کے شرمگاہ غصب کرنے پر صبر فرمایا تو کیا تعجب ہے اور اس تقریر لطیف کو لکھتے لکھتے قاضی
نور اللہ شوستری مصائب النواصب میں اپنی حیا و شرم کے جوہر دکھلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دعویٰ کرنا
خلافت کا جو عمر نے کیا اور بیٹھنا مسند رسول پر خدا کے نزدیک ہزار فرج کے غصب کرنے سے بھی

زیادہ بُرا تھا چہ جای فرج واحدکما ذکر ترجمہ فسے از اللہ الغین وانچہ دعوی کرد از برای خود از امامت از روی
ظلم وجور و تعدی وخلاف بر خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بدفع امامی کہ نصب کردہ اور اخدا و
رسولخدا و ابتلائی او بر امور مسلمانان بیس حکم بخلاف خدا و رسول اعظم است نزد حقتعالی از اغتصاب ہزار
فرج از زنان مومنہ چہ جای فرج واحد سے مومنین باحیا اور رای شیعیان با صفا تمکو اپنے حیا اور
صفا کی قسم ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری کے اس تقریر لطیف کے لطافت دیکھو اور اوسکے الفاظ اور
مضامین کو سوچو کہ ائمہ اطہار اور بنات طیبات کے نسبت کیا کچھ فرمایا ہے اور نکاح ام کلثوم کو کن لفظون سے
تعبیر کیا ہے سبحان اللہ جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے محبت کا دعوی بھی کرنا اور اونکے بنات طاہرات پر
ایسی تہمت بھی کرنا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ اونکی شان مین زبان سی نکالنا قریب ہی کہ زمین شق ہووے
آسمان سے بجلی قہر کی گرے کہ کس منہ سے کسکی شان مین کیا کہتے ہین اور نہین سمجھتی کہ ام کلثوم اوس معصومہ کی
بیٹی ہین جسکی صورت کسی نی نہین دیکھی جسکی عفت کی عصمت نے قسم کھائی جب قیامت کے دن میدان محشر مین
اونکا گذر ہوگا تب منادی ندا کریگا کہ غضوا ابصارکم یعنے سب اپنی آنکھین بند کرلو کہ رسول کی بیٹی عفیفہ معصومہ
گذرتی ہی کسی کی اوسپر نظر نہ پڑے غرضکہ جسکے ماں کی عصمت کی خدا کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہووی اوسکی
جگرگوشہ کی حضرات امامیہ ایسی فضیحت و رسوائی بیان کرین اور جو باتین ایک عامی کی نسبت کسیکی زبان سے
نہ نکلین اونکو ایسے جناب کی شان مین بیان کرین رہا عذر وصیت رسولخدا علیہ التحیۃ والثنا کا یہ ایسا عذر
ہی کہ نہ عقلاً لائق تسلیم ہے نہ نقلاً عقلاً اس لئی کہ پیغمبر خدا واسطی ہدایت خلق کے مبعوث ہوئی تھی اونکا کام تھا خود
وہ کام کرنا جس مین لوگ گمراہی سی بچین اور اوروں سی خصوصاً اپنے جانشینون اور وصیون سی وہ
کام کرانا جس مین خلق خدا ضلالت سے محفوظ رہے پس کیونکر عقل قبول کرے کہ پیغمبر خدا نی یہ وصیت حضرت
امیر کو کی ہو کہ گو خلفائی ثلثہ خلافت غصب کرین اور تمہارا حق چھین لین اور لوگون کے مال پر متصرف ہو دین
اور خدا کے کتاب مین تحریف کرین اور میری سنت کو بدلین اور تمہاری بیٹیونکو چھین لیجاوین مگر دم نہ مارنا
اور چپ رہنا اور یہ سب جور و ستم اپنے نفس پر گوارا کرنا بھلا کسیکی سمجھ مین یہ بات آویگی کہ پیغمبر خدا نے ایسا
فرمایا ہو نعوذ باللہ منہ اس سی بڑھکر اور کیا تہمت پیغمبر خدا پر ہوگی رہا یہ عذر کہ اسواسطے پیغمبر خدا نے فرمایا تھا

کہ لوگ ظاہر اسلام نہ چھوڑین اور علانیہ کفر و شرک نہ کرنے لگین تو یہ امر بھی عقل کے خلاف ہی اس لیئے کہ اگر وہی لاکھون آدمی
جنھون نے برسون پیغمبر خدا کی صحبت پائی ہوا ور جنھون نی ابتدای اسلام سی اوسکی ترقی کے وقت تک وقتاً فوقتاً
ایمان قبول کیا ہوا ور جنھون نی جہاد اور لڑائیون مین اپنی جان دینی مین دریغ نہ کیا ہوا ور جنھون نی اپنی آنکھ سے
ہزارہا معجزات دیکھی ہون اور جنکی شان مین خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہون وے سب کے سب الا قلیلا منہم
ایسے منافق اور ناقص الایمان ہون کہ وہی صرف حضرت علی کے مقابلہ کرنیسے ساتھ خلفاء ثلثہ کے ظاہری اسلام کو
بھی چھوڑ دین اور اپنے کفر اصلی کو ظاہر کر دین اور علانیہ مشرک ہوجائین اور باوجودیکہ حضرت امیر حق پر ہون
اور صرف مسلمانونکی جانون اور مالون کو اونکی دست تعدی سے محفوظ رکھنے اور خدا کے دین کو تغییر و تبدیل
سے بچانے اور لوگونکے گمراہ ہونے کے واسطے وہ اونکا مقابلہ اور اونسے مقاتلہ کرین اور پھر بھی کوئی مسلمان
اونکا ساتھ نہ دے بلکہ ساتھ دینا کیسا اسی قصور مین حضرت علی کو چھوڑ دین اور ظاہری اسلام سے ہاتھ اوٹھا کر
بت پرستی اختیار کر لین تو ایسی جماعت کے ایمان اور اسلام سے کیا فائدہ تھا اور بلکہ انکا مسلمان رہنا اور
کافر ہوجانا برابر تھا تو پھر پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا وصیت فرمانا اور حضرت علی کو بخیال کافر ہونے ان لوگونکی
صبر پر تاکید کرنا کیا ضرور تھا اس لیئے کہ جس امر کا اندیشہ تھا کہ لوگ ایمان و اسلام سے نہ پھر جاوین وہ موجود تھا
اور وہی سب کے سب ایمان و اسلام سے ہاتھ اوٹھائے تھے ورنہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر حضرت علی اس بات پر
کہ اونکی خلافت خلفاء جور نے غصب کی اور لوگونکے مالون پر تصرف کیا اور سنت نبوی کو تغیر دیا اور رسول
کی بیٹی کو غصب کر لے گئے اون خلفاء سے مقابلہ کرتے اور اصحاب رسول سے مدد چاہتے تو وہ بجائے مدد
دینے کے کلمہ شہادت سے بھی منکر ہوجاتے اور خدا کی توحید اور رسول کی رسالت کا بھی انکار کرنے لگتے
تو پھر اونکے اسلام کا لحاظ کیا ضرور تھا اگر ایسے دلی کافر ظاہری مسلمان ظاہر مین کلمہ گو رہتے تو کیا اور بت
پرست ہوجاتے تو کیا صرف اونکے ظاہری اسلام کے لحاظ سے اسقدر ظلم و ستم اوٹھانا اور خدا کے دین کو
غارت ہونے دینا اور بیٹیونکو چھین لیجانے دینا کیا معنے اور ایسے لوگونکی خاطر وصیت کرنا پیغمبر خدا کا اور
صبر و تحمل پر ثابت قدم رہنے کے اپنے وصی کو تاکید کرنے سے کیا حاصل تھا ای حضرات یہ معاملہ نکاح ام کلثوم کا
ایسا آسان نہین ہے کہ اول فرج غصب مانکر اسکو ٹال دو اور اوسکو ایسی پوچ لچر باتون مین بہلا دو

ذرا انصاف کرو کہ اگر کسی شخص کا غلام یا خدمتگار یا ملازم جسنے چندہی روز اپنے آقا کا نمک کھایا ہو وہ دیکھے کہ بعد مرنے اوس آقا کے کوئی شخص اوسکی مال کو غصب کرتا ہے یا اوسکے خاندان کی کسی لڑکی کی عزت لیتا ہے بلکہ غصب کرنا اوسکا عزت لینا کیسا وہ یہ سمجھے کہ ایسا ارادہ بھی رکھتا ہے تو اگر وہ نمک حلال ہوگا تو ضرور اپنی جان دینے پر مستعد ہوگا اور اپنے جیتے جی اپنی آقا کی حرمت وعزت میں داغ نہ آنے دیگا پس کیا چار لاکھ اصحاب رسول میں ایک بھی ایسا نہ تھا کہ وہ حضرت علی کا شریک ہوتا اور پیغمبر خدا کے خاندان کے عصمت وعفت بچاتا اصحاب رسول کو چھوڑ دو ان سبکو مرتد اور منافق سمجھو کیا بنی ہاشم میں بھی کوئی شخص نہ تھا جو اپنے بیٹیوں کی عزت بچاتا اور بیت المقدس کی ایک منافق کے اونکو محفوظ رکھتا شاید اسکا جواب حضرات شیعہ یہ دینگے کہ پیغمبر خدا نے وصیت صبر کی تھی اور فرمایا تھا کہ کوئی شخص کتنا ہی ظلم کرے اور گو تمہاری لڑکیونکو غصب کرلی جاوی اور جو چاہے سو کرے مگر کوئی دم نہ مارنا تب ہم کہینگے کہ وہ وصیت جنگ شام وصفین میں کیون بھلا دی گئی اور کس لیے ہزارون آدمی کا خون کرایا تب شاید یہ فرماوین کہ اوس وصیت میں یہ بھی تھا کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ میں کچھ نہ کرنا مگر معاویہ سے لڑنا تب ہم کہینگے کہ وصیت پیغمبر خدا کی کیا ٹہری مرزا دبیر اور میر انیس کا مرثیہ ٹہرا کہ جو مضمون اونکی ذہن میں آیا اوسی وقت ایک روایت اپنی طرف سے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلادی آخر اوس وصیت کا کچھ سبب کوئی وجہ بھی ہے یا نہیں ہی اگر یہ وجہ ہو کہ نوبت خونریزی کی نہ پہونچے تو جنگ معاویہ میں وہ وجہ موجود تھی کہ ہزارہا آدمی کے قتل کی نوبت آئی اور اگر یہ سبب ہو کہ کوئی اصحاب میں سے شریک نہوگا ناحق علیؑ کی جان جاویگی تو اوسکا حال جنگ معاویہ میں کھل گیا کہ تمام مہاجرین اور انصار اور اہل حل وعقد اور بزرگان دین حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور ہزارون اونکے اعانت میں شہید ہوئے تو کیا وے لوگ جنہون نے حضرت علیؑ کو پیچھے مدد دی پہلی نہ دیتے اور جسطرح معاویہ کے ساتھ لڑے اوسطرح خلفا کے ساتھ نہ لڑتے پس صاف ظاہر ہے کہ یہ وصیت کا مضمون محض بنایا ہوا ہے اور ناحق تہمت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا پر ہے اگر شک ہو تو ہم اسکو نقلاً بھی ثابت کرتے ہیں

قول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس قول میں ہر چند ہم غور کرتے ہیں کوئی نئی بات نہیں نظر آتی وہی کہنہ لتے جو متاع نفیس جیسی انسان محض تھا

اور پرانی دکان بساطی صاحب کے ہین مخاطب صاحب بار بار اپنے بھائیون کی تجہیز سے صحابیون کے سامنے پیش
کرتے ہین کہ وہ لوگ اوسکو طرہ دستار افتخار بناوین اور ہر طرح اولٹ پلٹ کر اوسکو دکہاتے ہین کہ وہ اوسکے
رنگینی پر فریفتہ ہوجاوین شیعہ بھلا ایسے بیہودہ ناپاک اقوال کا لا یعنی پر کب نظر کرتے ہین آپ وصیت رسول خدا کا کہ صبر
تحمل انکار کرتے ہین ارے حضرت صبر و تحمل اپنی مقام پر اون مکارم اخلاق حسنہ سے ہی کہ حق تعالے نے اسی صبر و تحمل
کی اپنی انبیا کو وصیت فرمائی حیث قال جلت آلاؤہ فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اور اسی صبر و تحمل کی وصیت
انبیانے اپنی اوصیا کو فرمائی اور اوصیانے کل مومنین اور مومنات کو مامور بصبر و تحمل کیا تعجب ہے کہ بقول سنیان
جناب رسول خدا حضرت عثمان کو خبر اونکی شہادت کی دین اور امر بصبر فرمادین یہانتک کہ کل اہل مدینہ اونکی
نصرت کی اجازت طلب کرین اور وہ قبول نہ فرماوین کہ خلاف وصیت رسول خدا ہوگا اور اپنے غلامون کو بھی جو جنگ
مردان کے مردانہ قبول کرلین اور ہتیار ہاتھ سے نہ پکڑین اوسکو منع فرماوین اور اپنی جانین وقف کردین
تا کہ وصیت پیغمبر بلکہ سنت عمر پر قایم رہین اور اسی طرح سے جناب رسالتمآب ابی ذر اور حذیفہ کو پیشین گوئی خبر
اپنی مابعد کی دین کہ بعد از من ائمہ جور ہونگے کہ مال اللہ کو کہا جائینگے اوسمین تصرف بیجا کرینگے اور جسم اونکے مثل ہمارے
مخاطب کے جسم آدمیونکے ہونگے اور قلوب اونکی قلوب شیاطین کے ہونگے اور اون صحابیون سے پوچھین
کہ تم اوسوقت کیا کروگے اور کوئی صحابی کہی کہ مین تلوار اپنی کندھے پر رکھونگا اور اوسوقت اون اشقیا کو مارونگا
یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون وہ حضرت اونکے جواب مین فرمائین افلا ادلک علی خیر من ذلک یعنی کیا مین
تمکو ایک بات بہتر اس تلوار مارنے سے نہ بتلاؤن بہتر یہ ہے کہ تصبر حتی تلقانی یعنی صبر کرو یہانتک کہ مجھسے ملاقات
کرو اور بعضو نسے فرمایا کہ تسمع و تطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع یعنے بہتر یہ ہی کہ تو صبر کرے اور
اونکی بات کو سنے اور بمصلحت وقت اونکی اطاعت کرے اگرچہ تیری پیٹھ پر وہ کوڑے بھی مارین اور تیرا مال بھی چھین لین
تب بھی اونکی حکم کو سن اور اونکی اطاعت کر چنانچہ کل احادیث اس مضامین کے جلد اول مین ہم صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے نقل کر چکے ہین کہ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ائمہ جور کے وقت مین وہ حضرت اپنی ادنی صحابی کو وصیت بصبر اور بہ اطاعت
و اطاعت فرماوین اور جناب امیر علیہ السلام کو باوجود اسکے کہ حضرت جانتے تھے کہ انکے نزدیک جب عمر بن عبدود
کی کچھ حقیقت نہ تھی تو عمر بن خطاب کی کیا حقیقت ہو گی کچھ نہ فرمائین کہ تمکو اون ائمہ جور کے وقت مین ذو الفقار

کھینچنا چاہیے کہ صبر کرنا چاہیے اور اگر کوئی کہے کہ مراد ائمہ جور سے ہمارے ثلثہ نہین ہین تو ہم کہینگے کہ ابی ذر
و حذیفہ تو ثلثہ ہی کے وقت مین مرے پیغمبر پیشین گو کا انسے فرمانا کہ تم اوسوقت کیا کروگے اور پہر فرمانا
کہ تم صبر و اطاعت کرنا یہ سب عبث تہا پس جسطرح پیغمبر پیشین گو کی لغو گوئی عقل باور نہین کرتی اوسیطرح عقل سلیم
بہی باور نہین کرتی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ اونکے صحابی کو تو وصیت بصبر کرین اور ایسے شخص کو جو ایک آن مین دنیا کو
اولٹ دینے پر قادر ہو کچھ وصیت نہ کرین اور وہ حضرت بدون حکم خدا اور وصیت رسولخدا غصب خلافت پر
اور خلفا کے خلافت پر صبر کرین اور فرمائین کہ فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نہبا وقد مرفی بیان
خطبۃ الشقشقیۃ و اعتراف اہل السنۃ بانہ خطبۃ علیہ السلام اور ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ وہ حضرت ہمیشہ افسوس
کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی بہی اسوقت اپنے موافق پاتا تو غاصبین خلافت پر حملہ کرتا پس عقل بداہت حکم کرتی ہے
کہ ایسے اشجع الاولین و الآخرین کا صبر کرنا بغیر حکم خدا و رسول ممکن نہین ہو سکتا ہی ہیجڑون کے ظلم و تعدی پر صبر کرنا
مردونکو کہ وہ دن کو ہو بہیں سی گران تر ہے لیکن وہ حضرت روحی فداہ نے بحکم آلہ و بحکم رسول اللہ اسپر صبر کیا انکو
اپنی صبر پر اوٹہا لیا واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ باقی طنز و تشنیع لفظ غصب پر پس جواب اسکا مکرر دیا گیا کہ غصب
بقر ینہ فلکہ نکاح اس جگہ بمعنی نکاح بظلم و جور و بجبر و اکراہ ہے اور شیعون نی اوسکی تصحیح نہین کی لیکن اہل سنت احادیث
جبر و اکراہ کی تصحیح کرتے ہین پس اگر اسمین کوئی قباحت ہے تو قابل سزا وہی علمائے اہل سنت ہین جو تصحیح کرتے ہین نہ
شیعہ جو بکثرت منکر کل روایات نکاح ہین اور جو الزاما للخصم قبول ہی کیا ہے تو فرضا کیا ہے پس جنہون نی حقیقۃ قبول
کیا ہے اور تصحیح روایات کی ہی وہی قابل سرزنش ہونگے نہ فرضا قبول کرنے والے باقی استبعاد اس امر کا کہ
کیونکر ہو سکتا ہے کہ اکثر صحابہ دین حق او خلیفہ برحق سی پہر جاوین یہ وہی شبہات پارینہ سے ہے جو مخاطب نی
شروع کتاب مین کیا ہے اور ہمنے جلد اول مین اوسکی جوابات شافی دیئے ہین اور کل امت موسی کا گوسالہ پرستی
کرنا اور حضرت ہارون سے پہر جانا الاّ من شاء اللہ کلام اللہ سی ثابت ہے پس اگر صاحب منزلت ہارونی سی بہی لوگ
بہ گا و ٔن سالہ پرستی پہر جائین تو کیا استبعاد ہے حالانکہ احادیث صحیح مسلم و بخاری مین موجود ہے کہ جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ جو امم سابقہ مین ہوا اس امت مین بہی ہوگا اور جناب سید الشہدا کے ساتہہ کل بہتر وفا شعارون کا
ہونا اور یزید کے ساتہہ لاکہون کروڑون کا بلکہ خود عبد اللہ بن عمر کا ہونا جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی کہ جسکے لیئے

حاجت بیان نہین یہ جواب بات کا بات سی ہی اب جواب پاجی پن کا جوتے کے ہاتھ سے چاہیے مگر ہمارا ہاتھ تھک گیا
اور یقین ہی کہ مخاطب کا سر بھی پلپلا ہوگیا ہوگا تھک مارین مارتے مارتے تھک گئی مگر اونکی خواہش بڑھتی جاتی ہی خیر
اور بھی دو چار ہاتھ لگا دینگے **قولہ** جو کہ اوپر صبر و تحمل کے تاویل ہی جواب دیکھئے **اقول** ہم بھی دس اوپر کے نیچے
اپنا قلم پر زور چلا چکے اور کل جوڑ بند آپکے ہلا چکے **قولہ** دوسری تاویل کو بیان کرکے **اقول** صبر و وصیت
اور وصیت بصبر جیسے یہ خوش فہمی مخاطب ہے کہ دو باتین فرماتی ہین **قولہ** خیال کیا کہ صبر کی تاویل درست نہین ہی
اقول یہ شیعون کا خیال نہین ہی بلکہ تم ایسے شیخ چلی کا خیال ہی دیکھو ہنسنے کیسا تمہارے سر کا گھڑا توڑ کر تمہارا
بنا گھر بگاڑا اور کبھی پیٹا اور کبھی چڑھوان تمہارے موچی صاحب کے خدمتمین پیش کرکے اونہین کیسا پچھاڑا **قولہ**
وصیت فرما گئے تھے کہ وہ سوائے صبر کے کچھ نہ کرین **اقول** ہرگز ہرگز عقل کسی عاقل کی باور نکریگی کہ جسکی شجاعت
کے دوست و دشمن مقر ہین اور کفار تک بھی وقت شمشیر زنی تمہینا اوسی کا نام لیتے ہین اور کیسے کیسے شجاعان
عرب اور رستم و شان معرکہ حرب و ضرب اوس سی زیر ہوئی ایسے شخص سے ممکن نہین ہی کہ بغیر حکم خدا اور رسول
کے چند بودون بزدلون کا محکوم ہو جائے اور صبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی فرمائے **قولہ** جو واقعی
پیش آنیوالے تھے لے **قولہ** جناب امیر سے کہ چکے تھے **اقول** بلکہ ادنی ادنی صحابی و ابوذر و حذیفہ سب سے
کہ چکے تھے اور ائمہ جور کے خبر دیچکے تھے اور ہر ایک کو وصیت بصبر و اطاعت حکام جور فرما چکے تھے کما فی
صحیح البخاری والمسلم **قولہ** اپنی حیا اور شرم کے جوہر دکھلاتے ہین **اقول** اہ باحیا او باشرم تیرے ہی علمای
باحیا و باشرم نے نکاح جبر و اکراہ کی روایتونکی تصحیح کی اپنی حیا اور شرم کے جوہر دکھلائی ہین شیعون نے
تو مطلق روایات نکاح کا انکار ہی کیا ہے تعجب ہی کہ قول کالبول کے فرض کر لینے والون کے شرم و حیا کی
جوہر دیکھے جائین اور اوسکے مصدقین و مصححین کے جوہر نہ دیکھے جائین شرم و حیا کے جوہر تو کشف ساقین
اور نظارے الی الفخذین وضم الصدر والتقبیل مین کھلتی ہین نہ جبر و اکراہ کے نکاح اور جور و ستم کے بیاہ مین لیکن
صاحبان قلب سیاہ کی نگاہ خطا و اشتباہ کرتی ہی کہ جوہر شناس و جوہر ہین اور مبصرین جمیع [illegible]
[illegible] ہین فذرہم فی سکرتہم یعمہون و سیعلمون بعدحین [illegible] **قولہ** [illegible] باحیا و ایسے
شیعیان با صفا تمکو اپنی حیا و صفا کی قسم [illegible] **قولہ** بیان کرین [illegible] ای سنیان باحیا اور ایسے عریان با صفا

تمکو اپنی عثمان باحیا کے قسم کہ ابن حجر مکی و عسقلانی اور ابو عمر بن عبد البر کے تقریر لطیف در بارہ نکاح جبر و اکراہ
مع کشف الساق والمہزرۃ التقبیل وضم الصدر کے بلا فت دیکھو اور اوسکے الفاظ اور مضامین کو سوچو کہ عمر
نوش کردار دوم خلفاء چہار اور بنات طیبات سرور کائنات کے نسبت کیا کچھ فرماتی ہین اور نکاح جبر و اکراہ ام کلثوم
کن لفظون سے تعبیر کیا ہی سبحان اللہ جناب عمر بن الخطاب اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے محبت کا دعوی بہی کرنا
اور اونکے بنات اور اپنے عمر خوش ذات پر ایسی ایسی تہمتین بہی لگانا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ مثل کشف الساق و
ضم الصدر اونکے شان مین زبان سے نکالنا قریب ہی کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہوا اور سوچو صاحب ایسا طی حتیٰ
اور صاحب صاحب پر غضب خدا نازل ہووی اور اونپر اور اونکے علمای مصدقین و مححین کے سر پر بجلی قہر کی گرے
کس منہ سے کسکے شان مین کیا کہتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ حضرت عمر وہ ہین کہ جسکی عدالت پر ابو بکر کے جہوٹے حالات
اور جسکی عفت پر جہلات انکے آلات نے قسم کہائی ہی اور ام کلثوم اوس معصومہ کی بیٹی ہین جسکی صورت کسی نے نہین دیکھی
جسکی عفت کی عصمت نے قسم کہائی اگرچہ اوس معصومہ کو ابو بکر نے دعوای فدک مین جہوٹا کردیا اور وہ مرتے دم تک
غضبناک رہین کما فی صحیح البخاری و المسلم اور جب اون معصومہ کا قیامت کے دن میدان محشر مین گذر ہوگا تب منادی
ندا کریگا کہ غضوا ابصارکم یعنے سب اپنی آنکہین بند کرلو کہ رسول کی بیٹی مظلومہ مغصوبۃ الحق گذرتی ہی کسیکی اوسپر نظر نہ پڑے
اسلیے کہ اونکی حالت پر نظر کرنیکی کسیکو اہل محشر سے تاب نہوگی بچہ معصوم محسن کا لاشہ ہاتہون پر پیراہن خون آلودہ
قتیل یوم السقیفہ دوش اطہر پر فرماتے ہونگے کہ خدایا اس اولاد میری بای ذنب قتلت غرضکہ جسکی ماں کی عصمت کی خدا کے
نزدیک یہ قدر و منزلت ہووی اوسکی جگر گوشہ کے حضرات اہلسنت ایسی فضیحتی اور رسوائی بیان کرین اور جو باتین لعل
سبط ابن جوزی لو کانت امۃ لما فعل کذا یعنے کسی لونڈی کی بہی نسبت وہ باتین کسی کی زبان سے نہ نکلین وہ اونکو ایسے
جناب کی شان مین بیان کرین فالی اللہ المشتکی کیون حضرت اتنو جواب ترکی بترکی طابق النعل بالنعل ہوا اور جوتے
پر جوتہ پڑا اور دو چار دہولین بہی اوپر سے جڑی گئین **قولہ** رہا عذر وصیت رسول خدا ؐ الخ **قولہ** نہ عقلاً لائق تسلیم ہی
نہ نقلاً **اقول** عقل عقلا تو یہی کہتی ہی کہ جب خود جناب رسول خدا ؐ نے کفار اور منافقین کی ایذا اون پر بحکم خدا
واصبر علی اذاہم صبر فرمایا تو اپنے اوصیا کو کیونکر وصیت بصبر نفرماتے اور عقل معاضد ہی باحادیث صحاح سنیان
کہ جب ادنی ادنی صحابی کو وصیت بصبر فرمادین اور کہین کہ تصبر حتی تلقانی و اسمع و اطع وان ضرب ظہرک و اخذ مالک

یعنے صبر کرنا تاکہ کبھی ملاقات کرے اور ائمہ جور کی اطاعت کر اگرچہ پیٹھ پر کوڑے پڑیں اور تیرا مال چھینا جائے
پس اوصیا کو یہ وصیت کرنا پیغمبر کے لئے لازم ہے **قولہ** واسطے ہدایت کے مبعوث ہوئے **اقول** ہان واسطے
ہدایت کے مبعوث ہوئے اسی لئے تو جہان جیسا محل و موقع تہا ویسا ہی فرمایا کبھی اوجہڑی و غیرہ خس و خاشاک کا سر پر
پڑنا گوارا فرمایا کبھی بیچارے ابو بکر کو پرانے جوتیان ابن ربیعہ کی کہلوائین کبھی غار تیرہ و تار مین چھپے کبھی تلوار دین کے
منہ پر چڑہے جب تکرار ہم بہاگ کھڑے ہوے ہمارے نزدیک تو یہ سب باتین ہدایت ہی کے لئے تہین مگر مخاطب کے
نزدیک یہ سب باتین ضلالت کی تہین جب تو اسلام کو چھوڑ کر نیچریت اور کرسٹانیت کی طرف مایل ہو گئی نعوذ باللہ
منہ **قولہ** خلفاء ثلثہ نے خلافت غصب کریا **اقول** ہمکو یقین ہے کہ حضرت نے یہ ہی فرمایا ہوگا مگر تمہارے حواریوں
اور رسالہ نویسان نے اپنے لفظوں مین تعبیر بائمہ جور کیا ہے لیکن ہمارے آگو کہین نہین جاتے علاوہ اسکے ائمہ جور کو خلفا تو
تمہین نے بنایا ہے خدا اور رسول نے تو سوائے جناب امیر کے کسیکو خلیفہ نہین کیا ائمہ جور تمہارے ہی خلیفہ ہین نہ خلیفہ حقیقی
فقط ان ہی الا اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان **قولہ** تمہاری بیٹیونکو چھین لیجادینگے **اقول** تمہاری ہان
بیٹیون کو جب بیگا اور گورے چھین لیگئے تو تمکو کب خدا اور رسول نے کہا تہا کہ تم اپنی جان لیکر بہاگ جانا پھر تم کیدن بہاگ کھڑے
ہوے تمہین نے اپنی آنکھون سے تم اپنی بیٹیونکو بہاگتے دیکھا کیا غیرت وحیا ہے کہ جنکے علما انکے نکاح جبر و اکراہ کی تصحیح کرین اور یہ بھی
چھین لینا بیٹیون کا نہ کہا جاوے اور جو اون احادیث کی تکذیب کرین اور اصل نکاح سے انکار کرین اونکی طرف
نسبت چھین جانیکی دیجاتی ہے اندہیر ہے اندہیر ہے **قولہ** کہ لوگ ظاہر اسلام نہ چھوڑدین **اقول** جن لوگون نے
ظاہر اسلام دنیا کیواسطے اختیار کیا تہا جب دیکھتے کہ جناب امیر مانع اوس دنیا کے ہوتے ہین تو بیشک ظاہر اسلام کو
چھوڑ دیتے اسلئے کہ جو غرض ظاہر اسلام سے تھی وہ حاصل نہوئی تو ضرور اپنے باطن کو ظاہر کر دیتے کیونکہ باطن تو بطون
مین رکھنے سے کوئی فایدہ نہ تہا **قولہ** جنہون نے جہاد اور لڑائیون مین اپنی جان دینی مین دریغ نہ کیا **اقول**
جنہون نے دریغ نہ کیا اور مارے گئے خود رسول خدا نے شہادت اونکے ایمان کی دی لیکن امثال ابو بکر اور
اونکے اخوان جنہون نے جان دریغ کیا اور پہر لڑائی سے بہاگ کھڑے ہوے انکو خود حضرت پیغمبر نے فرمایا تہا
لا ادری ما تحدثون بعدی یعنی مین نہین جانتا کہ بعد میرے تم کیا کروگے جیسا کہ جذب القلوب وغیرہ سے
سابق مین گذرا **قولہ** جنکی شان مین خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہون **اقول** سابق مین گذرا کہ آیات

فضیلت مومنین کی شان مین ہین نہ منافقین کے شان مین بلکہ منافقین کے شان مین آیات رذیلت ہین وقد مر **قولہ**
وے سب کے سب الا قلیلا منہم ایسے منافق اور ناقص الایمان ہون **اقول** یہ وہی باتین ہین جو ابتدا اسی کتاب مین
آپنے بیان کین اور ہم اوسکی رد بخوبی آپ ہی کے قول سے کر چکے کہ بعد جناب رسولخدا تہتر فرقون سے ایک ہی ناجی
ہی تو جب بہتر فرقے گمراہ ہوے تو اوسکے کتنے لوگ ہونگے اور ایک جو تہترواں حصہ ہی کتنا ہوگا اور پہر حضور نے
شروع کتاب مین فرمایا تہا کہ بعد ایمان کے شیطان نے اکثر لوگون کو گمراہ کر دیا اور اونکے دلونکو عقیدہ ہائی باطل
سے بہر دیا انتہی تو جب اکثر گمراہ ہوئے تو اقل باقی رہگئے وہی کامل الایمان تہی اور بیشتر منافق اور ناقص الایمان
اور مصداق اکثرہم لا یعقلون تہے اب بیان تعجب کرتے ہین کہ کیونکر سب گمراہ ہو گئے الا قلیلا منہم حضور کو اپنی
کہی ہوئی بات بہت جلد بہول جاتی ہے اسکو ہم کیا کرین **قولہ** اور پہر بہی کوئی مسلمان اونکا ساتہ نہ دی **اقول**
آپ خود ذکر فرما چکی ہین کہ کل مسلمانون نے اجماع کر کے ابو بکر کو خلیفہ بنایا پہر وہ کل مسلمان تو اپنے خلیفہ خود ساختہ کے
ساتہ تہی جناب امیر کا ساتہ دینے والا کون تہا الا قلیلا منہم اور وہ قلیل کہ چالیس سی بہی کم تہی ان ہزارون بلکہ
بقول آپکے لاکہون کا کیا کر سکتے تہے اسپر بہی جناب امیر فرماتے تہے کہ اگر چالیس معین بہی پاتا تو غاصبین پہ حملہ
کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید جو بڑا دوست عمر اور ابو بکر کا ہے لکہتا ہے **قولہ** تو ایسے جماعت کے ایمان و اسلام
سے کیا فائدہ تہا **اقول** بڑے بڑے فائدے تہے منجملہ اون فوائد کے یہ بہی تہا کہ تم ایسے فرعون اور ہم ایسے
موسی بقول مشہور لکل فرعون موسی پیدا ہوتے چلے جاتے ہین اور جنکا نطفہ بشرکت شیطان ناپاک ہی
وہ فرعون ہوتے ہین اور جنکا نطفہ باستفادہ باسم الرحمان پاک ہے وہ موسے ہوتے ہین پس اگر خلفا جبرا
فنا کر دیئے جاتے تو فراعنہ کسکے حامی ہوتے کیون حضرت کیسا ایک چہوٹا سا فائدہ ہمنے بتا دیا فکن
من الشاکرین ولا تکن من الکافرین **قولہ** ظاہر مین کلمہ گو رہتے تو کیا اور بت پرست ہو جاتے تو کیا **اقول**
اگر بت پرست ہو جاتے تو اونسے بت پرست ہی پیدا ہوتے ولا یلدوا الا کافرا فجارا اور جب کلمہ گو رہے
تو اونسے بمقتضائی یخرج الحی من المیت اٹھارہ سو نوجوان جنگل صفین مین معین امیر مومنان بہی پیدا ہوئے
کہ حضرت نے جب اونکیطرف نظر کی تو فرمایا کہ کہان ہین وہ لوگ جو مجکو شماتت کرتے تہے تلوار نہ کہینچنے پر
یوم السقیفہ اگر مین تلوار کہینچتا تو یہ لوگ کہانسے پیدا ہوتے **قولہ** ہی حضرات یہ معاملہ نکاح ام کلثوم کا ایسا

آسان نہین ہی **اقول** ای حضرات سنیہ بچارے شیعونکو تو ہم دیکھتے ہین کہ کل باتین مشکل ہین اور حضرات اہلسنت
کو کل باتین نہایت آسان بلکہ ابتدا ہی سی ایسا ہی ہے کہ خدا کی خدائی اونہین کے ہاتھ مین ہے جب تک پیغمبر موجود
تھے حضرت عمر اونکے اتالیق تھے کیا مجال تہی کہ بغیر اونکی رائی کے کوئی کام کرسکین جب منافق کے جنازہ پر نماز
پڑھنے لگے چونکہ خلاف رائے عمر تہا دامن پکڑ کے کہینچا فدیہ جو اُسارائی بدر سے لیا گیا خلاف رائی عمر تہا اوسکی
یہ سزا تہی کہ سوائے عمر کے کل مستحق عذاب ہوگئے غرض ہمیشہ کلام اللہ مطابق رائی عمر نازل ہوتا تہا جیسا کہ
اونکے اوصاف مین اہلسنت فرماتے ہین گویا خدا بہی تابعدار تہا اور مجال نہ تھی کہ خلاف رائی مہر ضیا اونکے
کوئی حکم دیسکے اور بعد پیغمبر کے حضرت عمر ہی نے فلتۃ بیعت فوراً او فوراً حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا کسی سی کیا
ہوسکا کیا سہل و آسان کام تہا انصار منکم امیر و منا امیر کہتے ہی رہے مگر جب حضرت عمر نے ابوبکر کی مشکل
آسان کردی تو پہر کیا مجال کہ گفتگو کسیکو بہی وسی برتاؤ پر حضرات اہلسنت کو بہی ہر بات آسان ہی جس بات کو
جی چاہا کہدیا کہ ثابت ہے جسکو جی چاہا کہدیا نہین ثابت ہے حدیث غدیر ایسی متواتر کہ جسکے قریب دو سو
صحابہ کے راوی اور صحاح مین موجود کہدیا کہ صحیح بخاری مین نہین ہی پس ضعیف ہوگئی اور اسکی خبر ہی نہین
کہ دست برد متعصبین ہوگئی پہر بہت ڈہونڈ ہکے نکالا کہ واقدی نی بہی ضعیف کہا ہے حالانکہ واقدی صاحب وہ
ذات شریف ہین کہ مؤلفین اہل سنت نے کہا ہے کہ اسنے بیس ہزار حدیثین جناب رسولخدا پر جہوٹہ بنائی ہین پس
ایک ایسے کذاب کے کہنے سے ضعیف ہوگئی گو پچاس عالم اونکے متواتر کہین تو کہا کرین اونکے کہنے سے
کیا ہوتا ہے اسیطرح سے حدیث عقد ام کلثوم کہ صحاح اہلسنت بالکلیہ اوس سی خالی ہین اور کل رواۃ کو اوسکے
کل علمائی رجال نی دجال اور شیطان اور کذاب اور وضاع کہا ہے مگر چونکہ بعض متعصبین نی اوسکے
روایات جبر و اکراہ کی تصحیح کرلی ہی پس وہ متواتر ہوگئے اب شیعونکے انکار سے کیا ہوتا ہے بلکہ انکار صحیح ہے
اسلیئے کہ کچھ علمائی شیعہ نے فرضاً و تسلیماً الزاماً للخصم اوسکا اقرار بہی کرلیا ہے تو اب اوسکے تواتر مین کوئی
شک ہی نہین ہی سبحان اللہ حضرات اہلسنت کیسے کیسے اپنی شرم و حیا کے جوہر دکہلا رہے ہین ای حضرات
اثبات نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ ایسا سہل و آسان نہین ہی کہ روایات جبر و اکراہ چند شیاطین و دجالین کی
تصحیح کرکے اوسکو چہٹ پٹ مثل تلقمہ بیعت بکری ثابت کرلو گے چند عبیدان عجوزۂ دنیای غدارہ کو فراہم کرکے

خلیفہ بنالینا بہت سہل اور آسان ہی مگر اثبات خلافت نبوی بہت مشکل ہی یہ شیعون ہی کا دل وجگر ہے کہ دو ہزار دلیلین
اثبات خلافت حقہ جناب امیر پر قایم کرین اور کتاب الفین لکھ ڈالین جسکا جواب ابتک نہو سکا کہان حضرات سنیہ اور
کہان اثبات نکاح ام کلثوم شیعون نی خود کسی حدیث نکاح کی تصحیح نہین کی سنیون نے کچھ احادیث جمع کر اوسکے
تصحیح کی مگر جب رواۃ اسکے شیاطین و دجالین ہین تب وہ تصحیح وعدم تصحیح مساوی ہی حضرت مخاطب سی بندہ
کہتا ہی کہ تمسے تو ایک دلیل بھی اثبات نکاح بنت فاطمہ پر قائم نہو سکا اور ہمنے ابتدائی بحث مین دلائل تحقیقی و
الزامی عدم نکاح پر چند طرح سے قایم کر دیئے ہین فانظر ثم وارجع البصر ثم ارجع البصر کرتین هل تری من فطور ومن لم
یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور **قولہ** اگر وہ نمک حلال ہوگا تو ضرور اپنی جان دینے پر مستعد ہوگا **اقول**
یہ بات سچ ہے مگر نمک حلال کہان ملتی ہین ایسے نمک حرام جمع ہوئے تھے کہ پیغمبر کو لڑائیون مین سپرد کفار
کرکے اپنی جان بچاکر بھاگ کھڑی ہوتی تھی بعد پیغمبر اونکی اولاد کا حق چھینا اونکے گھر جلانے پر مستعد ہو گئے الا قلیلا
منہم اور جو انکار ازروئے احادیث صحیح مسلم وبخاری وہ قلیل مامور بصبر تھے جیسا کہ ہمنے بیان کیا تو وہ
کیا کر سکتے تھے **قولہ** چار لاکھ اصحاب رسول مین ایک بھی ایسا نہ تھا **اقول** عجب تر شخص ہی چار لاکھ کا
دیتے ہین کبھی روز جمع ہونا محال عادی ہی اور دشمن ہین اگر ایسے ہوسے تو چار لاکھ جو خلیفہ بنانیوالے
تھے اونکا کیا کر سکتے تھے بجز اسکے کہ اپنے جان پر کھیلتے مگر جب وصیت بصبر تھی تو جان پر کھیلنا سہل تھا
مگر خلاف وصیت کرنا اپنے ایمان مین خلل لانا تھا **قولہ** کیا بنی ہاشم مین بھی کوئی شخص نہتا **اقول** بنی ہاشم
مین تھی ایسی تھی مگر بنی ہاشم بجز بنی ہاشم سب ملا کر چالیس سے کم تھے ورنہ جناب امیر کیون فرماتی کہ اگر
چالیس آدمی پاتا تو غاصبین پر حملہ کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید کہتا ہے **قولہ** تب ہم کہینگے کہ وہ وصیت جنگ
شام اور صفین مین کیون بھلا دی گئی **اقول** جنگ جمل وصفین فرماتے شرم آئی کہ بی بی عائشہ کو لشکر دین
کہان بچاتے پہرین ایسی سی شام وصفین کہا اور جمل وصفین نہ کہا لیکن کیا مضایقہ تھا سہو نہ ہو زن زن آ
نہ ہو مرد مرد ہو خدا ایچ انگشت نمایان نکرے اگر اونکے بابا جان نے بھی لڑائی مین نامردی کی تو اونکی بیٹی صاحبہ
تو مردانگی کی پہر کیونت آپکا یہ فرمانا بہت بیجا ہے اسلیے کہ آپ خود ہی ابھی ناقل ہو چکے ہین کہ پیغمبر خدا نے
وصیت کی تھی کہ تم خلفاء ثلثہ کے عہد مین کچھ کہنا نہتی اور جنگ جمل وصفین عہد خلفائے ثلثہ مین نہ تھی تو وصیت بھی نہ تھی

پھر بھول جانے کے کیا معنے اونمین تو صاف موجود ہے کہ جب لوگ تمہاری طرف رجوع کرین اوسوقت ناکثین
اور مارقین اور قاسطین کو سزا دینا کجا وہ وقت کہ جب اعوان و انصار جو شمر انکا جہاد سے ہے نمونہ جیسے
ہو لیے انکا غار مین چھپنا اور ابوبکر کا پرانی جوتیان ابن ربیعہ کی کہانا اور کہان وہ وقت کہ اعوان و انصار
موجود ہوان **قولہ** مرزا دبیر اور میر انیس کا مرثیہ ٹھہرا **اقول** کچھ بھلا دنیا مین ایسی بھی ہین کہ مضامین خیالیہ شعریہ
کو جنسے مقصود فقط قبض و بسط النفس ہوتا ہے اور خود قائل اوسکا مصدق نہین ہی اوسکی تصدیق کرتے ہین
اور اوسکو مضامین واقعیہ سے سمجھتے ہین ہمارے حضرت مخاطب بھی وہین لوگون سے ہین اور پہر لیات اور
غزلیات شعراء سے علماء معترض ہوتے ہین کیا کرین بیچارے اعتراضات شنیعہ سے سراسیمہ ہو کر ہر کوچہ
اور وادی مین سرگردان پہرتے ہین الا ترى انہم فى كل واد يهيمون وانہم يقولون ما لا يفعلون **قولہ** علی کے
ساتہ تھے **اقول** سچ ہے کہ علی کے ساتہ تھے اور عثمان کے ساتہ نہ تھے ورنہ بیچارے کی ٹانگ کٹتے نہ کہائی
گر کیا کیجیے کہ جسوقت ابوبکر اور عمر کے ساتہ تھی ہرگز علی کے ساتہ نہ تھے ورنہ ابوبکر و عمر سے کیون بیعت کرتے
اور علی کو کیون چھوڑ دیتے جیسا کہ جناب امیر نہج البلاغہ مین بعد از شکایت از خلیفہ اول فرماتے ہین فما راعنی
الا انثیال الناس الی فلان فامسکت یدی یعنی کوئی امر مانع نہ تہا مجکو خلافت کے لے لینے مین مگر رجوع کرنا لوگونکا
طرف ابوبکر کے اور نہ متوجہ ہونا میری طرف پس جب یہ امر مین نے دیکہا تو اپنا ہاتہ کہینچا لیئے جب مسلمانون نے
رجوع بباطل کی اور حق سے ہاتہ اوٹھایا تو مین نے بھی اپنا ہاتہ کہینچا بالجملہ ایک وقت مین اگر کوئی باطل پر ہو مثل
قوم موسی وقت گوسالہ پرستی اور پہر رجوع طرف حق کے کرے تو ہو سکتا ہے کون کہسکتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
ہارون کے ساتہ تھی کبھی سامری کے ساتہ نہ تھے اسی باعث سے جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ اولائی روز خلافت مین
فرمایا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ **شعر** شکر للہ تخت پر بیٹھے امیر ٭ جلوہ آرا حق ہوا باطل گیا

قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

قال المخاطب العقام ہداہ اللہ سبل السلام

پوشیدہ نرہے کہ قطع نظر دلایل عقلی کے جن سے ابطال اس وصیت کا ثابت ہوتا ہے اگر ہم احادیث

اخبار پر کتب شیعہ کے غور کرتے ہین تو اوس سے بھی غلط ہونا اسکا معلوم ہوتا ہے اس لیئے کہ حاصل وصیت کا یہ ہے
کہ حضرت علی خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین صبر و تحمل کرین اور انکی کسی ظلم و ستم پر کچھہ نہ بولین پس اگر حضرت علی اونکے زمانہ مین صابر
اور شاکر رہے ہون اور اونکے ساتھہ سختی اور درشتی کے ساتھہ پیش نہ آئے ہون اور اونکا مقابلہ نہ کیا ہو تو بیشک
ہم بھی تسلیم کر سکتے ہین کہ شاید ایسی وصیت ہوئی ہو لیکن اگر یہ امر ثابت ہو جاوے کہ حضرت علی نے اپنے جلال قہر کو
کام فرمایا اور خلفاء ثلثہ سے سختی پیش آئے اور اونسے مقابلہ کیا اور اونکو ہر طرح پر ڈرایا اور اونکی قتل پر آمادہ
ہوئے تو کیونکر ہم قبول کرین کہ پیغمبر خدا نے وصیت کی تھی اسلیے کہ اگر وصیت کرتے تو ضرور حضرت علی اوسپر عمل کرتے
اور کسی امر مین چون و چرا نہ فرماتے لیکن چھوٹی چھوٹی باتون مین تو حضرت امیر اونکا مقابلہ کرین اور مرنے مارنے پر
مستعد ہو جاوین اور وصیت نبوی کو بھلا دین اور ایسے بڑے معاملے مین مثل غصب ام کلثوم کے صبر و تحمل
کرین اور وصیت پر عمل فرماوین یہ امر ہماری ناقص فہم کی سمجھ سے باہر ہے اس دقیق مضمون کو حضرات شیعہ ہی
سمجھتے ہونگے اب ہم چند احادیث و اخبار کتب معتبرہ شیعہ کے نقل کرتے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی
ذرا ذرا سی بات پر مقابلہ خلفا کا کرتے تھے اور اونکے قتل پر مستعد ہوتے تھے پہلی روایت کشف الغمہ مین مجاہد ابن [illegible]
سی ایک روایت لکھی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر نے اثناء خطبہ مین لوگون سے کہا کہ اگر
مین چاہون کہ تمکو معلومات دینیہ اور معتقدات یقینیہ اور احکام شرعیہ محمدیہ سے پھیر دون اور یہ کہون کہ اسکو
چھوڑکر ان قاعدون پر چلو جو جاہلیت کے زمانے مین تھی تو تم میری اطاعت کرو یا نہین کسی نے کچھہ جواب نہ دیا
جب تین مرتبہ اسطرح پر حضرت عمر نے پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا کہ اگر یہ حالت تمہاری ہم دیکھین اور تمکو
خدا کے دین سے پھرا ہوا پاوین تو دوسرا تائب ہم طلب کرین اور اگر تم توبہ کرو تو تمہاری توبہ قبول کرین اور
اگر توبہ نہ کرو تو ہم تمہاری گردن مارین حضرت عمر نے یہ سنکر کہا کہ الحمد للہ کہ ہمارے دین مین ابھی ایسی آدمی ہین
کہ اگر مین منحرف ہو جاؤن تو وہ مجھے راہ راست پر لا سکتے ہین فقط پس جب حضرت علی حضرت عمر کے پوچھنے پر
ایسا سخت جواب دین اور اونکے قتل کرنے اور گردن مارنے پر اپنی مستعدی ظاہر کرین تو اگر حقیقت
مین حضرت عمر دین سے پھر جاتے اور احکام شرعیہ محمدیہ کو بدل دیتی تو حضرت علی اپنی قول کو پورا کرتے اور
ضرور اونکو مار ہی ڈالتے پس حضرت علی بھی مستعد کیونکہ حضرت عمر کو اپنی بیٹی لے جانے دیتے اور کچھہ چون و چرا

نہ کرتے اصل ترجمہ بلفظہ اوس حدیث کا یہ ہے روایت است از محمد بن خالد الضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنائ خطبہ از
حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شمارا از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شرعیہ منحرف نمایم و گویم کہ از
معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقول من کہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد و آیا تابع من و رائ
خواہید شد یا مخالف من مردمان ہمہ خاموش شدند و ہیچکس جواب نگفت عمر بار دیگر ہمین سخن را اعادہ کرد از ہیچکس
جوابی نہ شنید پس بار سوم ہمین مقالہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ کردید و ترا از
دین مصطفی منحرف یابیم تائب و تحقیق طلب کنیم و اگر تو بہ کنی تو بہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن زنیم عمر چون این سخن از شاہ اولیا
شنید گفت کہ در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم ما را بطریق مستقیم ثابت دارند انتہی بلفظہ دوسری روایت
ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین ایک حدیث طویل نقل کی ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ عمر فاروق کے دل مین اسقدر
خوف اور ہیبت شاہ مردان کی تہی کہ انکو دیکھنے سے لرزہ آجاتا تہا چنانچہ بعد لکہنے ایک قصہ طویل طویل کی اس
مضمون کو ان لفظون سے ادا کیا ہے علی ابراہیم از ابو ذر ثلثہ روایت کردہ است کہ گفت روزی با عمر بن خطاب
براہی میرفتم ناگاہ اضطرابی در راہ یافتم و صدائی از سینہ او شنیدہ شد مانند کسیکہ از ترس مدہوش شود گفتم چہ میشود
ترا ای عمر گفت مگر نمی بینی شیر بیشۂ شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشندہ طاغیان و باغیان و زنندہ شمشیر را
و علمدار صاحب تدبیر را چون نظر کردم علی بن ابی طالب را دیدم الی قولہ تا این ساعت ترس او از دل من بدر نرفتہ است
و ہرگاہ کہ او را می بینم چنین ہراسان میشوم فقط پس اب اس حدیث سے زیادہ اور کیا سند چاہیے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت عمر حضرت علی کے صورت دیکھنے سے ڈر جاتے تھے اور اونکے بدن پر ہیبت سے لرزہ ہونے لگتا تھا اور
بہت دیر تک ہوش و حواس اونکے درست نہوتے تھے پس جب کہ حضرت علی کے دیکھنے سے یہ حال حضرت عمر
کا ہوتا ہو اور اونکی ہوش و حواس اونکی صورت دیکھنی سے جاتے رہتے ہون تو کیونکر قیاس مین آوے
کہ پھر اونکی بیٹی بے انکے جبر نکاح کر لیا ہو شاید حضرات شیعہ یہ فرماوین کہ اوسوقت حضرت علی کا جلال جاتا رہا تھا
بلکہ معاملہ برعکس ہوگیا تھا تیسری روایت جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ عماد الاسلام مین لکھتے ہین کہ
کتب اہلسنت مین لکھا ہوا ہے کہ حق تعالے نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ سب کے دروازہ مسجد سے بند کرین سوای
اپنے اور علی کے دروازہ کے چنانچہ بند کروا دیے کہ حضرت عباس نے عرض کی کہ میرے لیے بھی خدا سے عرض کیجیے

کہ میرا دروازہ کھولدیا جائی آپ نے کہا ممکن نہین تب حضرت عباس نے کہا کہ ایک میزاب ہی اسکے لیے دعا کیجئے
حضرت خاموش ہوئی اور خدا نے حضرت عباس کی درخواست ثانی کو منظور کیا پس حضرت خود اوٹھے اور حضرت اپنی
حضرت عباس کے سقف خانہ پر پرنالہ نصب کیا چنانچہ وہ پرنالہ تیئس برس تک زمانہ خلافت عثمان قایم تہا ایک روز اوس
پرنالہ کا پانی بہتا تہا کہ عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے حکم دیا کہ یہ پرنالہ اوکہاڑ دیا جائی چنانچہ وہ اوکہاڑ دیا گیا اور عمر نی
غیظ و غضب مین آکر کہا کہ اگر کوئی اسکو پہر لگائیگا تو مین اوسکی گردن مارونگا حضرت عباس اپنے لڑکون پر تکیہ کرکے
اوسی شدت مرض مین حضرت امیر کے پاس فریاد کو آئے اور کہا کہ مین دو آنکھین رکھتا تہا ایک تو جاتی رہی یعنی
پیغمبر خدا دوسری باقی ہی یعنی علی بن ابی طالب مین نہجانتا تہا کہ تمہاری جیتی جی مجھپر یہ مصیبت ہوگی حضرت امیر نے
فرمایا کہ تم اپنے گہر مین آرام سے بیٹھو دیکھو مین کیا کرتا ہون ثم نادی یا قنبر علی بذی الفقار فقلدہ ثم خرج
الی المسجد والناس حولہ وقال یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعہ وقال
علی وحق صاحب ہذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر لہ بذلک ولاصلبنہما فی الشمس حتی یتقددا فبلغ
ذلک عمر بن الخطاب فنہض ودخل المسجد ونظر الی المیزاب وہو فی موضعہ فقال لا یغضب احد ابا الحسن
فیما فعلہ ونکفر عنہ عن الیمین فلما کان من الغداۃ مضی علی بن ابی طالب الی عمہ العباس فقال لہ کیف اصبحت یا عم
قال بافضل النعم ما دمت لی یا ابن اخی فقال لہ یا عم طب نفسک وقر عینا فواللہ لو خاصمنی اہل الارض فی المیزاب
لخصمتہم ثم لقتلتہم بحول اللہ وقوتہ ولا ینالک ضیم ولا غم فقام العباس فقبل بین عینیہ وقال یا ابن اخی ما خاب من انت
ناصرہ فکان ہذا فعل عمر بالعباس عم رسول اللہ وقد قال فی غیر موطن وصیۃ منہ فی عمی ان عمی العباس بقیۃ الآباء
والاجداد فاحفظونی فیہ کل فی کنفی وانا فی کنف عمی العباس فمن آذاہ فقد آذانی ومن عاداہ فقد عادانی فسلمہ سلمی وحربہ حربی
وقد اذاہ عمر فی ثلث مواطن ظاہرۃ غیر خفیۃ منہا قصۃ المیزاب ولولا خوفہ من علی علیہ السلام لم یترکہ علی حالہ انتہی
بلفظہ پس حضرت امیر نے قنبر کو آواز دی اور کہا کہ میری ذوالفقار لانا چنانچہ وہ ذوالفقار لایا اور حضرت علی
نے اوسکو حمایل کیا اور ہمراہ آدمیونکی مسجد مین آئی اور قنبر سے کہا کہ پرنالہ کو جہان تہا وہان لگادی چنانچہ
قنبر نے لگا دیا بعد اوسکے حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم ہے مجکو صاحب قبر و منبر کی کہ اگر کسی نے اس پرنالہ کو
اوکہیڑا تو مین اوسکی گردن مارونگا یہ خبر عمر کو پہونچی تب وہ مسجد مین آگئے اور پرنالے کو اپنی جگہ پر دیکہا اور

کہا کہ کوئی ابو الحسن یعنے امیر کو غضب مین نہ لاوے وقت صبح کے حضرت امیرؑ نے حضرت عباس سے پوچھا کہ کیسے کیا ہوا حضرت عباس نے کہا کہ جبتک تم زندہ ہو چین و آرام سے گذرتی ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر تمام اہل زمین مجھسے بخصومت پیش آوین مین سب کو قتل کر دون فقط اس روایت کو بطاعن حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین لکھکر مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ اگر عمر کو علی کا خوف نہوتا تو کبھی پرنالہ اپنی جگہ پہر لگانے نہ دیتے غرضکہ جب ایک خفیف بات یعنے پرنالہ کے لگانے پر جناب امیرؑ اسقدر غیظ و غضب مین آجاوین اور قنبر سے ذوالفقار منگاکر مسجد مین آوین اور اپنے سامنے کھڑے پرنالہ نصب کراوین اور باوجودیکہ حضرت عمر کو تین برس گذر چکے تھے اور اونکے خلافت کا زمانہ شباب پر تہا اور پہر بہی اونسی نہ ڈرین اور اونکے قتل کرنے پر مستعد ہوجاوین بلکہ تمام دنیا کے قتل کا بحالت مخالفت دعوی کرین تو کیونکر قیاس قبول کرے کہ پیغمبر خدا نے اونکو وصیت صبر کی ہوگی اگر واقعی حضرت نے وصیت کی ہوتی تو اس واقعہ میزاب مین جناب امیرؑ کیون اوسکو بہول جاتے اور کس لیئے ذوالفقار لیکر باہر آتے اور اگر حضرت علی بہی حضرت عمر ڈرتے ہوتے تو کیون وہ چپ ہو جاتے اور کس لیئے انکے لگائے ہوئے میزاب کو اوکھڑوا نہ دیتے عجب حال ہے حضرات شیعہ کا کہ کبھی تو حضرت علی کو ایسا شیر دلیر بنا دیتے ہین کہ ذرا ذراسی بات پر اونکی قہر و جلال کے قصے بیان کرتے ہین اور خفیف خفیف معاملات مین اونکا قتل و قتال پر مستعد ہوجانا ثابت کرتے ہین اور کبھی اونکو ایسا خائف اور کمزور کر دیتے ہین کہ بڑے بڑے معاملات مین اونکو صابر و شاکر کہتے ہین کیا حضرات شیعہ کے نزدیک حضرت ام کلثوم کا غصب ہونا حضرت عباس کے سقف خانہ کے میزاب کے برابر بہی نتہا کہ اسپر تو اسقدر غیظ و غضب ہووے اور اوسپر صبر و سکوت کیا جاوے کاش جناب امیر میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے اور حضرت ام کلثوم کے معاملہ مین اپنے جلال و قہر کو ظاہر کرتے اور قنبر سے ذوالفقار لیکر باہر آتے اور عمر کے قتل کرنے اور گردن مارنے پر مستعد ہوتے تو یہ قہر و غضب بجا بہی ہوتا معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اس نکاح کو قبل از واقعہ میزاب کے روایت کرتے ہین یا بعد اوسکے اگر نکاح قبل از واقعہ میزاب تہا تو حضرت عباس کا جناب امیرؑ کے پاس معاملہ میزاب مین فریاد کو آنا بعید از قیاس ہے اسلیے کہ حضرت عباس خوب جانتے تھے کہ حضرت عمر کے ڈر سے اونہون نے اپنی بیٹی کو دیدیا اور کچھ نہ بولے تو کیونکر حضرت عباس

اپنے میراث کے معاملہ مین اونکے پاس فریاد کو جاتے کیونکہ جب جناب امیر لڑکی کے معاملہ مین نہ بولے اور صبر کیا تو پھر ایسے خفیف معاملہ مین کیا بولتے اور اگر یہ نکاح بعد از واقعہ میراث ہوا تو جب حضرت عباس حضرت علی کو سمجھانے گئے تھے کہ عمر آمادہ فساد ہے تم نکاح ہونے دو ورنہ وہ تمکو تکلیف دیگا تب اگر حضرت عباس اس قصہ کو بھول گئے تھے تو جناب امیر یاد دلاتے کہ چچا تمکو یاد نہین ہی کہ تمہاری میراث کے معاملہ مین مین نے کیا کیا اور کیا کیا ڈرا دیا پس کیونکر ایسے بڑے معاملہ مین مین اوس سی ڈر جاؤن اور اوسی وقت قبر سے تلوار نکالکر عمر کے پاس آتے اور اونکو میراث کے معاملہ کیطرح ڈرا دیتے اگر ایسا کرتے تو پھر کیا مجال عمر کی تھی کہ وہ کچھ بولتا نہ ضمنا ابتو حضرات شیعہ ان روایات کو دیکھین اور صبر یا وصیت کا نام زبان پر نہ لاوین اس لئی کہ ان روایات سے اونکا ابطال ایسا نہین ہوا ہی کہ کسیکو کچھ کہنے کی گنجایش رہی ہو

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

ہمنے بیان کیا کہ دلائل عقلیہ مخاطب علیل اور اوسکی بعقلی کے دلیل ہین اور مبنی ہین اوپر استبعادات بیجا کے کہ کیونکر اکثر بیدین ہو گئے الا قلیلا منہم حالانکہ خود ہی شروع کتاب مین کہہ چکا ہے کہ شیطان نے بعد ایمان کے اکثر لوگون کو بہکایا اور اونکے دلونکو اعتقاد باطل سے بھر دیا یہانتک کہ تہتر فرقون سے فقط ایک ہی فرقہ ناجی ہوا پھر اگر پیغمبر خدا نے اون قلیل لوگون کو مطابق احادیث صحیح مسلم و بخاری امر بہ صبر کیا ہو اور تا بہ رجوع امر الی الحق وصیت بصبر فرمائی ہو تو کیا قباحت لازم آئی اور کیون عقل اسکو قبول نہین کرتی باقی مخاطب صاحب اب جو دلیل نقلی بذکر چند احادیث بترجمہ غلط و تصحیف الفاظ بیان کرتے ہین وہ بھی باطل ہی اسلئے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جن جن مقامات مین بعلم وحی رسول اللہ یا بعلم الہامی یا بعلم ما کان و ما یکون جانا کہ ان مقامات مین سیر اسع کرنا موجب فساد عظیم ہوگا اور نوبت بقتال وجدال و انحراف عوام الناس از طریقہ اسلام نہ پہنچیگی وہان اشقیا کو مانع افعال شقاوت مآل ہی ہوئے اور جہان دیکھا کہ مآل اسکا طرف اقبح کے ہوگا پس بلحاظ اسکے کہ قول الفصیحین حسن ہے سکوت اختیار فرمایا اس سے لازم نہین آتا کہ ہر وقت کا ایک ہی حکم ہوا اور وصیت بصبر متعلق انہین مواضع سے تھی جہان کہ فساد عظیم ہوتا اور جن مقامات مین جناب امیر مانع ہوئی آخر نے دیکھا کہ نوبت

کسی فساد کی نہین آئی باقی رہا یہ امر کہ حبیب خدا نے اونکو ایسی قدرت اور قوت اور طاقت بخرق عادت دی تھی تو پھر
کل مقامون مین مقابلہ اشقیا کیون نہ کیا پس یہ وہ شبہہ واحدہ ہے جو کل انبیا اور اوصیا پر ہوتا چلا آتا ہے اور جیسے
اسکا جواب مقامات متعددہ مین دیا ہے کہ مشیت خدا نظر بمصالح شتی مقتضی اسکی ہوئی کہ لوگ مجبوری راہ دین نہ اختیار
کرین اور من شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر پر رہین انبیا و اولیا اللہ کبھی غالب ہین تا حجت خدا تمام ہو اور کبھی مغلوب
رہین تا کہ شائبہ الوہیت سے لوگ انکو بری سمجھین اور انبیا خاشع و خاضع رہا کرین اور بلکہ عباد مکرمون کی تصدیق
کرین اس سے لازم نہین آتا کہ ہر غالب کو لازم ہے کہ ہر جگہ غالب ہو اور ہر مغلوب ہر جگہ مغلوب ہو جناب رسول خدا
اکثر مقامات مین مغلوب ہوئے اور دست کفار و منافقین سے اذیتین اوٹھائین اور اکثر مقامون پر بقوت تیغ ذوالفقار
اور بقدرت اعجاز اور بطاقت خرق عادات اشقیا پر غالب آئے ہین مخاطب صاحب کے نزدیک کل مقامات
اور اوقات کا ایک ہی حکم ہے اور سبب وہان بالکل پوشیدہ ہین یہ کمال لیاقت علمی و جودت طبع اونکی ہے
قولہ ساتوان روایت کشف الغمہ **اقول** اس روایت سے ثابت ہے کہ عمر نے ایسے کفر کا اظہار کیا کہ جسکو
پابندان اسلام ظاہری نے بھی جو اسلام فقط واسطے حصول دنیا کے لائے تھے پسند نہ کیا اور کوئی اوسکا
ہمداستان نہوا لیکن خلیفہ صاحب کا رعب فظاظت و غلاظت مانع انکار بھی ہوا جناب امیر نے اوس کلمہ
کفر کا ایسا جواب دیا کہ پسند خاطر خلیفہ ساز و مخلص ہوا اور کسی نے اوس سے انکار نکیا اور خلیفہ صاحب کو سوائے
بات بنانے کے کوئی چارہ نہوا اور ایسی بات پر کسی طرح کا شر اور فساد کہ موجب جدال و قتال و فتنہ عباد
بسبب فقدان شرائط کے پیدا نہ کیا پس ایسے مقام پر خاموشی کا اصل تھا اور وصیت خاموشی محل فتنہ
و فساد مین تھی نہ ہر جگہ پر **قولہ** دوسری روایت ملا باقر مجلسی نے **اقول** اس روایت سے ڈرجانا
عمر کا ایک وقت خاص مین کسی وجہ خاص سے ثابت ہوتا ہے بسبب تنہائی کے کہ اوس وقت مین ذریات
شیطان رفاقت شیطانی نہ تھی ہوش و حواس باختہ ہو گئے اس سے لازم نہین آتا کہ ہر وقت اونکا
یہ حال ہو بلکہ وقت طلب بیعت جو غلاظت و فظاظت عمر نے کی مشہور ہے کہ جسکو نقل کر کے مولوی [illegible]
سنی حنفی مین فرماتے ہین کہ یہ کلام وحشیانہ تھا عمر سے سرزد ہوا اور صاحب مقاصد نے بھی کہا ہے کہ
بیعت کے مغلظات اس بارہ مین کہے ہین آنکا آپ ہی جس وقت اور انفعال اوسکے وقت وحشت بسبب تھے
[illegible]

منظور خدا اور رسول یہ تہا کہ شیطان تو سایہ حضرت عمر سے بھاگ ہی گیا تہا اب ضرور تہا کہ کوئی خلیفۃ الشیطان بجائے
شیطان واسطے امتحان خلائق کے رہے اسلیئے جناب امیر سے وصیت کی کہ جب کہ چند شیاطین ملکر خلیفہ رسول اللہ
بنائین اوسکو چھوڑ دینا اور اوسکے اذیتون پر صبر کرنا اسلیئے جناب امیر نے بعد انتقام محبت خدا صبر فرمایا اور مضمون
واصبر وما صبرک الا باللہ واللہ مع الصابرین والشیطان مع الجابرین فی الجائرین پر عمل کیا **قولہ** تفسیری روایت جناب مولوی
سید دلدار علی صاحب **اقول** اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ ابن خطاب نے نکون فی المیزاب نے
اوسکے بارہ مین خلاف حکم صریح جناب ختمی مآب کے ایک حکم دیا کہ مسلمانان ظاہری بھی کسی فی اوسکو پسند نکیا اور
جناب امیر علیہ السلام نے جب اوسکے خلاف کیا تو حزب الشیطان سے کسی نے اوسکا انکار نہ کیا اور چونکہ جناب امیر
کو بقرائن یا باخبار رسول اللہ یا بالہام یا بعلم ماکان ومایکون معلوم تہا کہ طالبان دنیا سے جو نکہ مقصد اونکی دنیا کو
ہین ہی اس بارہ مین کوئی پرخاش نہ کریگا پس خوف کسی فتنہ وفساد کا نتھا اس لیئے پرنالہ لگا دیا جب عمر نے دیکہا کہ
کسی نے میرا ساتھہ نہ دیا تو مجبور ہو کر اپنی قسم توڑی اور اپنے بدعت سے عثمان عزیمت موڑی آور عمر کے ڈرنیکی وجہ
وصیت ظاہر ہے کہ وزیارت شیطان کو شیطان نے اپنا معین بنایا **قولہ** تو کیونکر قیاس قبول کرے کہ پیغمبر خدا نے
اونکو وصیت صبر کی کی ہوگی **اقول** قیاس مختل الاساس حضور کا وہی قیاس اول من قاس ہی ورنہ عقل تو
ہر صاحب دین ویقین کی حکم کرتی ہی کہ جو شخص قتل تمام دنیا کا بحالت مخالفت عموی کر چکا ہو خبر خدا اور رسول کی بھی سنکر رہی ہو وہ بغیر حکم خدا
و رسول کی چند نامردونکی ایذا دہی پر صبر نہین کر سکتا آرسے جن مقامات کو جانا کہ وہان وہ فتنہ وفساد نہین ہو گا
جس مین حکم بصبر ہی وہان صبر کیا ضرورت تہی اسی سبب سے چھوٹی باتون پر صبر نکیا اور بڑی باتون پر کیا
ور معلوم تہا کہ غرض خدا و رسول امتحان للناس چند ہی مہلت دینا شیاطین انس کو مہلت وہی شیاطین
جن تہی اور قتل وقتال مخالفت اس غرض کی تہا پس جہان دیکھتے تھے کہ خلاف مرضی خدا و رسول نہو گا
وہان چشم نمائی فرما دیتی تہی ورنہ صبر فرماتے تھے **قولہ** کاش جناب امیر میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے
اقول کاش حضرت عمر ہی میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے اور ام کلثوم کے نکاح کے حسب روایات
شیعہ بجبر واکراہ خواہان نہوتے تو چندان بیجا نہوتا **قولہ** معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اس نکاح کو قبول زوا قعہ
میزاب روایت کرتے ہین **اقول** شیعہ تو اس نکاح سے انکار ہی کرتے ہین مگر بفرض روایات سنیہ

جبر واکراہ کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ حضرات سُنّیہ اس نکاح جبر واکراہ کو قبل از واقعہ میزاب روایت کرتے ہین
یا بعد اگر قبل از میزاب تہا تو سمجہانا عباس کا جو روایات ذخائر العقبیٰ اور روایت سبط ابن جوزی تذکرہ
خواص الامۃ مین ہے کہ قال العباس زوّجہ فقد بلغنی منہ کلام بیجا نہ تہا اس لئی کہ کوئی کلام کسی نافرجام کا اونکو ایسا
پہونچا تہا کہ جس سی اونکو خوف فتنہ و فساد عظیم ہوا اور اگر بعد از میزاب تہا جب بہی بیجا نہ تہا اسلیئے کہ معاملہ
میزاب مین کوئی خوف فتنہ و فساد مثل انکار اوس جناب کے نکاح سے نتہا تو نالش کرنا بہی بیجا نہ تہا بخلاف
نکاح ام کلثوم کے کہ اونکو سننے سے کلام نافرجام بعض اللیام کے خوف فتنہ عظیم ہوا اسپر سمجہانا بہت بجا اور درست
تہا اور خود ہی مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ معاملہ میزاب چہوٹی بات تہی اور نکاح بڑی بات اور ظاہر ہے کہ
چہوٹی بات مین چہوٹا فساد ہوگا اور بڑی بات مین بڑا فساد ہوگا پہر حکم چہوٹے اور بڑے کا ایک کیونکر ہوگا
مگر یہ کہ فرمائین کہ ہمارا یہی دستور ہے کہ ہم چہوٹے بڑے کو ایک حکم مین رکہتے ہین لہذا بڑی بڑی ام کلثوم یعنی
بنت جرول خزاعی اور بنت عقبہ بن معیط اور چہوٹی ام کلثوم یعنی بنت ابی بکر جو عمر کے مرنیکی وقت سات آٹہ
برس کی تہین دونون ہی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنواتے ہین شیعہ کہتی ہین بہت ٹہیک بہت بجا بارے
شکر خدا کا کہ حضرت عمر اور ام کلثوم بنت ابی بکر سے بلا حرج و مرج قریب مرگ کچہ معجزے بزرگ ظاہر ہوئے
انا نسخر منکم کما تسخرون لیکن مسخرون سے کہانتک مسخریہ کیا جاوے

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

تیسری تاویل تقیہ اگرچہ جو کچہ ہم نے جبر اور وصیت کی تاویل مین بیان کیا اسکا بہی بطلان بخوبی ہو گیا
لیکن خاص اس لفظ سے ہم کچہ بحث کرتے ہین بعض علمائی شیعہ نی فرمایا ہی کہ حضرت امیرؑ کو حکم تقیہ کرنے کا تہا
اس لئی وہ معذور و مجبور تہے اور نکاح کر دینے مین وہ بجا آوری فرمان الٰہی کی کرتے تہے اور امتثال
امر الٰہی مقتضی اجر ہے چنانچہ اسی مضمون کو باین الفاظ صاحب نزہۃ اثنا عشریہ نے بجواب تحفہ کے ادا کیا
قائلین بہ تقیہ میگویند کہ شارع فعلے را کہ بطریق تقیہ واقع شود مقام ماموربہ قرار دادہ پس در بجا
آوردن آن امتثال امر الٰہی است و این معنی مقتضی اجر است اور اسی طرح پر سید مرتضیٰ ملقب بہ علم الہدیٰ

اور ابن مطہر حلی نے بھی فرمایا ہی کہ یہ تقیہ اوس سی زیادہ نہین ہی جو کہ درباب امامت کے جناب امیرؑ نے کیا اور صاحب تحفہ
کی یہ عبارت بعینہ ترجمہ مصائب النواصب کے اعتراض چہارم کا ہے غرضکہ ان روایات سے یہ امر ثابت ہے کہ
جناب امیرؑ نے تقیہ کے سبب سے نکاح کرادیا اور چونکہ حضرت امیرؑ ماموربہ تقیہ تھے اسلیئے اس نکاح مین مستحق اجر ہوئے
لیکن تاویل تقیہ کے باطل ہے چند وجوہ سے **وجہ اول** تقیہ خود تہمت حضرات شیعہ کی ہے اہلبیت کرام پر اور
کبھی کسی امام نے نہ تقیہ کیا نہ وہ ماموربہ تقیہ تھے کہ اسکو ہم بحث تقیہ مین ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالے **وجہ دوم**
تقیہ کرنیکے دو سبب خیال مین آتے ہین یا خوف جان یا خوف عزت عزت تو اس نکاح کے کردینے سے جاتی ہی
رہی پس اسکا خوف تو باقی ہی نرہا جسکے لیئے حاجت تقیہ کے ہوتی رہا خوف جان اوسکے سبب سے جناب امیرؑ
ماموربہ تقیہ نہ تھے کہ اسکو علمائی شیعہ نے خود تسلیم کیا ہے جیسا کہ تقلیب المکائد مین علامہ کنتوری لکھتے ہین کہ شیعیان ہرگز
نمیگویند کہ حضرت امیرالمومنین بسبب خوف ہلاکت جان خود ترک قتل و قتال ابوبکر کردہ بود بلکہ میگویند کہ حضرت امیرالمومنین
ہیچیک از فرائض و واجبات را ترک نکردہ و تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف ہتک عرض و ناموس
بود **وجہ سوم** اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی کو خوف جان کا تہا تو خود حضرات شیعہ اسکو قبول نکرینگے اسلیے کہ اونکے
مذہبی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی دفعہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما
نے حضرت امیرؑ کے قتل کا ارادہ کیا تہا لیکن وہ بسبب شجاعت حضرت امیرؑ کے پورا نہوا جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین
مین لکھتے ہین کہ جب حضرت علی نے معاملہ فدک مین ابوبکر و عمر کو بہت سخت سُست کہا اور اونسے معارضہ کیا تب
ابوبکر نے عمر کو بلایا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ آج علی نے کیا کیا اگر ایک دفعہ اور ایسا ہی وہ کرینگے تو ہماری سب کام
درہم برہم ہوجاوینگے یہ سُنکر عمر نے کہا کہ میری صلاح یہ ہے کہ علی قتل کردیئے جاوین اور اس خدمت پر خالد
ابن الولید کو متعین کیا اور صبح کی نماز کا وقت اونکے قتل کا مقرر ہوا چنانچہ جب صبح کے نماز کو حضرت علی مسجد مین
آئے اور براہ تقیہ ابوبکر کے پیچھے نماز کو کھڑے ہوئے اور خالد تلوار باندھکر حضرت علی کے برابر کھڑے ہوئے
جبکہ ابوبکر تشہد کے لیئے بیٹھے تب اونکو ندامت ہوئی اور فتنہ و فساد سے ڈرے اور شدت اور سطوت
و شجاعت حضرت امیرؑ کی اونکو معلوم تہی تب ایسا خوف ابوبکر پر غالب ہوا کہ نماز ختم نکرسکے بار بار تشہد پڑھتے تھے
اور خوف کے مارے سلام نہ پھیرتے آخر خالد سے کہا کہ جو کچھ مین نے تمسے کہا ہے وہ نہ کرنا چنانچہ بعد نماز کے

حضرت علی نے خالد سے پوچھا کہ تمسے ابوبکر نے کیا کہا تھا اونہون نے کہا کہ تمہارے قتل کو کہا تھا اور اگر وہ مجھے
منع نہ کرتے تو ضرور مین تمکو مار ڈالتا کہ حضرت علی نے غصے مین آکر خالد کو پکڑا اور زمین پر دے مارا جب عمر چلانے لگے
اور لوگ جمع ہو گئے تب حضرت امیر نے خالد کو تو چھوڑ دیا اور گریبان عمر کا پکڑا اور کہا کہ اگر وصیت رسول
خدا کی اور تقدیر الٰہی نہوتی تو تم اسوقت دیکھتے کہ کون ضعیف ہے ہم یا تم اور ایک روایت مین یہ ہے کہ
حضرت امیر نے خالد کو ایک انگلی پر اوٹھا لیا اور ایسا دبایا کہ اوسکی جان نکلنے کے قریب ہو گئی اور خالد نے پاخانہ
پھر دیا اور پاؤن مین رعشہ پڑگیا اور بات زبان سے نہ نکل سکی اور جو کوئی نزدیک جاتا کہ خالد کو چھڑا دے اوسکی طرف
شیر خدا اپنے غضب کے نگاہ سے دیکھتے کہ وہ ڈر کے مارے لوٹ جاتا آخر حضرت عباس آئے اور اونہون نے
قسم دیکر خالد کو چھڑایا فقط اے حضرت شیعہ اس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصی رسول کی شجاعت اور مردانگی
پر خیال کرو اور پھر معاملہ نکاح ام کلثوم پر نظر کرو اور سوچو کہ اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہوتا
تو عمر کی یا کسی شخص کی مجال تھی کہ وہ جناب امیر کو ڈرا کر اونکی بیٹی لے لیتا اور حضرت علی قتل کے خوف سے کچھہ
نہ کہتے اگر حضرت امیر کو حضرت عمر نے خوف دیا تھا اور اونکی مار نیکی دھمکی دی تھی تو کیون حضرت علی خاموش ہو گئے
اور کس لیئے عمر کو ایک انگلی پر اوٹھا کر زمین پر نہ دے مارا اور اگر کوئی اونکا حامی ہوا تھا تو کیون اوسکی طرف
غضب کے نگاہ سے نہ دیکھا ہم اگر اس روایت کو ملا باقر مجلسی کے قبول کرین تو پھر بھی ہمارے ذہن مین یہ بات
نہین آسکتی کہ حضرت علی ام کلثوم کے نکاح مین ایسے خوف زدہ اور مضطر ہو جاوین کہ کچھہ نہ فرماوین اور اپنی
معصومہ بیٹی کا غصب ہونا پسند کرین اگر اس روایت پر بھی خاطر جمع نہو تو ہم دوسری سند شجاعت علی مرتضی
شیر خدا کے بیان کرتے ہین کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین مین لکھتے ہین کہ بعد از غصب فدک حضرت امیر المومنین بہ ابوبکر
نامہ نوشت در نہایت شدت و حدت و تہدید و وعید بسیار دران درج نمود چون ابوبکر نامہ را خواند بسیار
ترسید و خواست کہ فدک را و خلافت را بہ او رد کند پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کی ایک
خفگی کے خط سے حضرت ابوبکر صدیق ایسا ڈر گئے کہ فدک اور خلافت چھوڑنے پر مستعد ہوئے تو حضرت علی
کو کون مانع تھا کہ حضرت ام کلثوم کے معاملہ مین بھی حضرت عمر کو ایک نامہ لکھتے اور اپنے شجاعت اور مردانگی یاد دلاتے
اور جو تہور اور سطوت پہلے حضرت نے ظاہر کی تھی اوسکا ذکر کرکے ڈراتے حالانکہ یہ کسی روایت شیعہ نکی

ثابت نہین ہوتا کہ حضرت علی نے کوئی خط لکھا ہو یا حضرت عمر کو ڈرایا ہو اگر اور کچھ نہوتا تو حجت تو تمام ہوجاتی لیکن جناب امیر
کے سکوت اور خاموشی کا سبب ایسے نازک معاملہ مین ہماری سمجھ مین نہین آتا اور تقیہ کرنیکی کوئی وجہ ایسی بڑی ظاہر مین
ہمکو معلوم نہین ہوتی شاید اس معاملہ مین کوئی سر اسرار امامت سے ہوگا جو ہماری سمجھ مین نہین آسکتا اس لئے کہ اسرار
امامت کو سوائی ملک مقرب اور پیغمبر مرسل کے اور مومن کامل کے دوسرا سمجھ ہی نہین سکتا ہی جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین
مین لکھتے ہین کہ غرائب احوال وخفایای اسرار ایشانرا خلق نمیدانند وتاب شنیدن انہا ندارد مگر ملک مقربے یا
پیغمبر مرسلے یا مومن کاملے کہ حقتعالے دل اورا امتحان کردہ باشد وبنور ایمان منور گردانیدہ باشد مجھے اس مقام پر
ایک حدیث امام محمد باقر علیہ السلام کی یاد آتی ہے جو کہ کلینی نے بسند معتبر لکھی ہے کہ امام کی دس نشانیان ہین منجملہ ان نشانیون
کے نشانی نہم مین وہ لکھتے ہین کہ جو فضلہ امام سے جدا ہوتا ہے اوس سے مشک کی بو آتی ہے اور زمین کو خدا نے
موکّل کر دیا ہے کہ وہ اوس فضلہ کو نگل جاتی ہے فقط پس نہایت تعجب ہے حضرات شیعہ سے کہ باوجودیکہ امام کے
فضلہ کے نسبت تو یہ اعتقاد کرین کہ اوسکو زمین نگل جاتی ہی اور اوس مین بدبو نہین ہوتی بلکہ مشک کی بو اوس سی
آتی ہی اور پارہ اوسی امام کے جگر کے پارے اور بدن کے ٹکڑے کے نسبت یہ کہین کہ اوسکو ایک غاصب نے غصب
کر لیا ای حضرات شیعہ ذرا تو سوچو کہ فضلہ امام کا زمین کو کس لئے سپرد ہوا اور خدا نے کیون اوس مین مشک
کی خوشبو رکھی ہی واسطے کہ فضلہ ایک نجس اور ناپاک چیز ہے اگر وہ زمین پر رہیگا کیڑے پڑینگے بدبو پھیلیگی لوگ
دیکھکر نفرت کرینگے اور چونکہ اوسکو ایک تعلق امام سے ہے گو وہ تعلق نہایت تعلّقات بعیدہ سے ہے اس لئے
خدا نے امام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے فضلہ کو زمین کے سپرد کیا کہ وہ نگلجاوے تو کیا حضرت ام کلثوم جو حضرت
سیدۃ النساء کے ایک جزو تھین اور حضرت علی کے جسم کی ایک ٹکڑا تھین خدا کے نزدیک ایسی بے قدر تھین کہ
خدا نے اونکی کچھ بھی حفاظت نکی اور اونکو ایک غاصب کے پنجہ سے نہ بچایا کیا اونکو کچھ بھی نسبت حضرت علیؑ
سے نہ تھی اور کیا اونکو کچھ تعلق سیدۂ پاک سے نہ تھا اور کیا اونکی ایسی بے عزتی سے کچھ لوث دامن پاک
پر جناب امیر کے نہ آتا تھا اور کیا اونکے غصب سے کوئی داغ ائمہ اطہار کے شان مین نہ لگتا تھا ای شیعو
ذرا سوچو اور شرماؤ اور انصاف کو دخل دو کہ سوائی اسکے کہ تم اقرار کرو کہ حضرت عمر صلاحیت زوجیت
کی رکھتے تھے کسیطرح پر یہ الزام رفع ہوسکتا ہی یا نہین

ہمنے سابق مین بیان کیا کہ تقیہ بصبر تہا اور صبر بتقیہ تھا اور نہ صبر منافی شجاعت ہی نہ تقیہ منافی شجاعت ہان
جبن البتہ منافی شجاعت ہی جسطرح حضرات ثلثہ کہ شدائد حرب وضرب پر صبر نہ کرسکتے تھے اور میدان جنگ سے
بھاگ کھڑے ہوتے تھے اگر صبر منافی شجاعت ہوتا تو خداوند عالم اپنے پیغمبرون کو حکم بصبر بر ایذای کفار و منافقین
پر نہ فرماتا قال اللہ تعالی فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل یعنی جسطرح کل انبیائی اولے العزم نے صبر کیا تو بھی
صبر کر پہر فرماتا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما یمکرون یعنے صبر کر اور نہین ہی صبر
تیرا مگر ساتہ اللہ کے اور نہ غمگین ہو اوپر اونکے اور نہ دل تنگ ہو اونکی مکاریون سے بلکہ کل مومنین سے
فرماتا ہے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین یعنے اگر عوض لو موذیون سے تو بمقدار
اوسکے لو جو تمنے ایذا پائی ہے اور اگر صبر کرو یعنے عوض نہ لو تو بہتر ہے وہی صبر کرنا واسطے صابرین کے پہر
فرماتا ہے واللہ مع الصابرین یعنی خدا ساتہ صابرین کے ہے بلکہ حکم صبر صاحبان قوت وقدرت وشجاعت
ہی کو کیا جاتا ہے اور جو عاجز اور جبان ہے وہ تو جہک مار کے صبر کریگا اور صبر نہ کریگا تو پہر کیا کریگا باعتقاد کل
اہل اسلام جناب رسولخدا اشجع الاولین والآخرین تھے مگر کیسی کیسی ایذاؤن پر کفار اور منافقین کی صبر کیا
بلکہ باوجود قدرت صبر کرنا اعلائی مرتبہ کی شجاعت ہی نہج البلاغہ مین جناب امیر بھی فرماتے ہین الصبر شجاعۃ
صبر شجاعت ہے کتاب مستطرف ستنیان مین مذکور ہی عن ابی ہریرہ قال قال رضی اللہ عنہ لیس الشدید بالصرعۃ
انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب مثلہ فی المشکوٰۃ بل ہو متفق علیہ علی ما ذکرہ فی بلوغ المرام یعنے فرمایا
جناب امیر نے کہ نہین شدید وقوی وشجاع ہے زمین پر گرا دینے والا بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنے نفس پر
قادر ہو اور صبر کرے وقت غیظ وغضب اور مثل اسکے مشکوٰۃ مین بھی ہی بلکہ صاحب بلوغ المرام نے
کہا ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہی بالجملہ کچہ الو مثل حضرت مخاطب کے سمجھتے ہین کہ ہر جگہ مار ڈالنے اور مرجانے
کا نام شجاعت ہے خواہ اوسکا محل ہو یا نہو حالانکہ اسکو تہور کہتی ہین کہ صفات مذمومہ سے ہے اور شجاعت
جو امر ممدوح ہے وہ یہ ہے کہ جو محل جان دینے اور مارنے اور مرنے کا ہے جسطرح وقت مقابلہ کفار صف جنگ مین

کہ خدا نے فرمایا ہے کہ مارو اور مرو وہان مثل حضرات ثلثہ کے بھاگ کھڑا ہونا جبن و نامردی ہے اور جسجگہ خدا نے
کسی مصلحت سے جان دینے اور لینے کا حکم نہین دیا ہے بلکہ منع فرمایا ہے وہان کتنا ہی غیظ و غضب ہو
اور جان و مال و آبرو پہ بنے اور دشمن کے فی النار کرنے پر بھی قدرت تامہ حاصل ہو مگر ابتغاء لرضاء اللہ
صبر کرنا اور نفس کشی کرنا انتہا مرتبہ کی شجاعت ہے کہ جس سے فوق دنیا مین کوئی شجاعت نہین ہوسکتی
اور باتفاق ہمارے اور مخالفین کے جناب امیر کو عہد ثلثہ مین حکم جہاد نتھا سنیونکے نزدیک تو اسوجہ سے
کہ کوئی حق جناب امیر کا نتھا اور شیعونکے نزدیک حق انھین کا تھا مگر مصالح خداوندی براے
چندے القاے غاصبین ظالمین مثل ابقاے شیاطین کے امتحاناً للناس اصلح تھا یا بسبب فقدان شرائط
جہاد کے کہ اوسی سے قلت اعوان و انصار ہے حکم جہاد نہوا پس مثل جناب رسولخدا ابتداءً ہین
ایذاے کفار و منافقین پر صبر کیا اب کوئی بیحیا اس صبر کو بیحیائی کہے اور کوئی رذیل رذالت کہے
اور کوئی ذلیل منافی شجاعت کہے تو یہ سب کہنا دلیل اوسکی حماقت اور بیدینی کی ہے اب اسی پر
قیاس امر تقیہ کو بھی کرنا چاہیے کہ تقیہ بھی وقت تقیہ ایک امر مامور من اللہ ہے پس اوسکی بجاآوری
مین مردان خدا پر جو گذر جاے وہ گذر جاے اوسپر صابر اور متحمل ہونا عین شجاعت ہوگی نہ منافی شجاعت
ورنہ جناب رسولخدا کا کبھی غار تیرہ و تار مین کبھی خانۂ زید ارقم مین چھپنا اور بناے خانہ کعبہ کو بطور صلی
بخوف ارتداد قوم عائشہ ترک کرنا اور خندق گرد مدینہ کھودنا اور مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کرنا اور
یار غار کو پرانی جوتیان ابن ربیعہ کی کھانے دینا سب منافی شجاعت سمجھنا چاہیے حالانکہ باعتقاد
کل اہل اسلام وہ حضرت اشجع الاولین و الآخرین تھے پس جسطرح طاعن اونحضرت پر ملحد و زندیق ہوا اوسیطرح
طاعن جناب امیر پر ملحد و زندیق ہے اور اثبات تقیہ نظر بمصالح تقیہ مقامات متعددہ مین اس کتاب کے
مذکور ہوچکا ہے اور نظر بمصالح وقت کسی وقت مین سکوت کرنا اور خاموش رہجانا کسیطرح منافی قوت
و قدرت نہین ہوسکتا ورنہ خداوند تعالی کا چار چار سو برس مدعیان الوہیت سے سکوت کرنا مثبت عجز
قادر علی الاطلاق ہوجاتا۔ حالانکہ واللہ اشد باساً و اشد تنکیلا خود خدا فرماتا ہے اور بیٹی کو ایک
بادشاہ وقت سے کہ وہ منافق بظاہر مسلم ہو نظر بمصلحت وقت بخوشی خاطر بیاہ دینے مین کوئی

ہتک عزت و آبرو نہیں ہے پس یہ عی ہتک حرمت محض جھوٹا اور دغاباز اور مکار ہے واللہ مومن کیا اونکا ذہین و نعمۃ
علی اونکا ذہن **قولہ** اوسکا بھی ابطلان بخوبی ہوگیا **اقول** اوس ابطلان کا ابطلان بھی بحمد اللہ بخوبی ہوگیا اور بھار [illegible]
[illegible] سا ہوگیا اور آگے کیا چلتے ہو اپنے پیچھے کی تو خبر لو **قولہ** غرض کہ ان روایات سے یہ ثابت ہوا
اقول ان روایات کا مشار الیہ معلوم نہوا کہ کون روایات مراد ہیں آیا وہ روایات مراد ہیں کہ علماے
شیعہ اوسکی تصحیح نہیں کرتے بلکہ اوسکے ضعیف اور مجہول و نامعتبر ہونیکی تصریح کرتے ہیں یا وہ روایات مراد
ہیں کہ علماے سنیہ اوسکی تصحیح کرتے ہیں اور شیعہ اوسکو فرض و تسلیم کرکے جوابات دندان شکن دیتے ہیں پس اگر حقیقت میں
وہ روایات جھوٹے ہیں جیسا کہ اعتقاد شیعو نکا ہے اور کیونکر جھوٹے ہوں حالانکہ مضامین قبیحہ مستہجنہ مثل [illegible]
کتاب کشف الساق والمیزر پر مشتمل ہیں تو پہلے اونکے راویان رجالین و شیاطین کو برا کہو جیسا کہ تمہارے علماے
رجال نے کہا ہے پھر بار دیگر اپنے علماے مصححین کے نام پر ہزار ہزار جوتیان مارو کہ ایسے اخبار واہیہ کی تصحیح کیوں
کرتے ہیں کہ شیعہ اوسی کو فرض کرکے اولٹی سیدھی جوتیان مارتے ہیں **قولہ** وجہ اول تقیہ خود تہمت حضرات
شیعہ کی ہے **اقول** یہ تو جب ہو کہ ہم آیات قرآنی اور احادیث صحاح سنیہ سے تقیہ ثابت نکریں اسی
کتاب کے مقامات متعددہ میں ہم اسکو عقلاً و نقلاً و بآیات و باحادیث و تفاسیر اہلسنت ثابت کرچکے ہیں
فمن لا تقیۃ لہ لا دین لہ والتقیۃ دینی و دین ابائی وصح ذلک عن ائمتنا الکرام علیہم السلام رغماً لانا ف اللئام
قولہ ہم بحث تقیہ میں ثابت کرینگے **اقول** یہ حیلہ حوالے اپنے بھائیوں کے جھگڑے قضایے لینے کیجیے
سے آدمی را بچشم حال نگر ۔ از خیال بری و دی بگذر ۔ ابھی تو آپ جھوٹے ہیں آیندہ بھی انشاء اللہ
جھوٹے ہی رہیں گے جب کتاب بطن کیف سے مقام تقیہ بروز کریگا تو دیکھا جائیگا انشاء اللہ اوسکی بھی [illegible]
مسدود کرنے والے ہزاروں ہو جائینگے خاطر جمع رکھیے دیکھتے رہیے گا کبھی کورے نہ رہیگا **قولہ** وجہ دوم
تقیہ کرنیکے دو سبب خیال میں آتے ہیں یا خوف جان یا خوف عزت **اقول** حضور کا خیال تو شیخ
چلی کا خیال ہے ہم پوچھتے ہیں کہ وجہ انحصار دو میں کیا ہے کیا احتمالین دایر بین النفی والاثبات ہیں
کہ احتمال ثالث محال ہو جناب رسولخدا کا ترک ہدم بیت بناے ابراہیمی بخوف ارتداد قوم عائشہ
بخوف جان تھا یا بخوف مال تھا یا بخوف آبرو تھا اصل یہ ہے کہ تقیہ کسی خوف سے نہیں جز خوف خدا کے

یعنے جس مقام پر جان یا مال یا آبرو دینے کو خدا نے نہین کہا ہے یا جس جگہ فتنہ و فساد جدال و قتال کو خدا نے
منع فرمایا ہے وہان جان و مال و آبرو دینا یا فتنہ و فساد ممنوع قائم کرنا خلاف طاعت خدا ہے اور
دوستان خدا کو البتہ معصیت خدا سے ڈرنا لازم ہے اور اسیطرح جسجگہ پر خدا نے جان و مال و آبرو پر
کھیل جانے کو اور فتنہ و فساد جدال و قتال کفار کے ساتھ عمل مین لانے کو کہا ہے جیسے مقام جہاد مین
وہان جان و مال و آبرو بچانا اور فتنہ و فساد سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہونا جیسے حضرات ثلثہ کو اتفاق ہوا یہ بھی
عین معصیت خدا ہے پس جو شخص کہ معترض جناب امیر پر ہے پہلے وہ حکم خدا و رسول نسبت جناب امیر علیہ السلام
بدلیل عقل و نقل ثابت کرے پھر اوسکی مخالفت جناب امیر سے ثابت کرے تب قصد اعتراض کرے اور بغیر اسکے
زق زق و بق بق کرنا محض جھک مارنا ہے **قولہ** عزت تو اس نکاح کے کر دینے سے جاتی ہی رہی تھی **اقول**
ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اس نکاح سے مراد کون نکاح ہے کہ جس سے عزت گئی آیا وہی نکاح بجبر و اکراہ کہ عباس کے
سمجھانے سے ہوا اور اوسکے روایات کاذبہ کے علمائے سنیہ نے تصدیق کی اور تصحیح کی تو اوس سے عزت
جانیکی کیا وجہ اسلیے کہ دنیا سبھی بیٹیان خواہ بخوشی خاطر خواہ بناخوشی خاطر بمصلحت وقت کسیکے سمجھانے سے
بیاہ دیجاتی ہین اور کسی کی عزت نہین جاتی خصوصاً جبکہ بیٹی ایک بادشاہ وقت سے بیاہ دیجاوے کہ اہل دنیا
اوسکو سرمایۂ عزت و افتخار سمجھتے ہین ہر چند وہ بادشاہ اکفر الکفرہ اور افجر الفجرہ ہو کہ عزت سلطنت دنیا اور
چیز ہے اور کفر و نفاق جو سبب آخرت ہے اور چیز ہے تو اس نکاح مین جناب امیر کی عزت کیون گئی یا مراد وہ
نکاح بجبر و اکراہ ہے جسکے روایات چند شیاطین اور دجالین نے بضمیمہ سہامین و واہیہ مثل ضم الصمد بر کشف
الستار و المیزر بنظر ہتک حرمت جناب امیر کے بنائے اور تمہارے علمائے اوسکی بھی تصحیح کی تو مصححین سے
اون احادیث کے پوچھو کہ تمنے ایسے روایات کہ جس سے فسق و تجدید خلیفہ دوم اور ہتک حرمت خلیفہ
چہارم لازم آتی ہے کیون کی اور کسی شیعہ نے تو ان روایات واہیہ کو ولو فرضاً بھی قبول نہین کیا
تصدیق و تصحیح کے کیا معنی پھر حضرات اہلسنت کو اپنا گناہ دوسرے کے سر تھوپنا مصداق من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا ہوتا ہے سبحان اللہ تم خود روایات ہتک حرمت
کی تصحیح کرو اور شیعہ کو الزام دو کہ عزت تو جاتی رہی تمہنے تو اصل نکاح ہی افترا سے نہ سمجھا اور کسی

روایت کی تصحیح تکی پھر اوسپر الزام کیسا دیکھو ان تبانون پر کہین زمین تمھارے نیچے کی اور آسمان تمھارے
اوپر کا نہ پھٹ جاے **قولہ** رہا خوف جان **اقول** جو لوگ ہمیشہ دعا مانگتے تھے کہ اللھم قتلاً فی سبیلک
توفیق لینا اونکو خوف جان کیسا ہان خوف جان اونکو تھا جو لڑائیونسے نوک دم بھاگتے تھے البتہ دوستان خدا
کو خوف خدا تھا کہ ایسا نہو کہ جان و مال و آبرو ایسی جگہہ پر تلف ہو کہ جہان حکم خدا اوسکے تلف کرنیکا نہو اور فرمانا
صاحب تقلیب کا بھی اسوجہ سے درست ہے کہ شجاعونکو بسبب ڈرونسے خوف جان خود نہین ہوسکتا لیکن
بسبب اسکے کہ بیچ ڈرونکو فی النار کردینکا مصالح خداوندی حکم تھا اسلیے مال و آبرو کا ضرر دونسے ہوسکتا تھا
اسلیے کہ دفع ضرر بغیر فی النار کیے ممکن نتھا اور حکم خدا فی النار کرنیکا مثل شیاطین جن کے نتھا تو بجز سکوت
و خموشی کے کیا چارہ تھا **قولہ** وجہ سوم اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی کو خوف جان کا تھا **اقول** ہم
مکرر کہہ چکے کہ مردونکو بیچ ڈرونسے خوف جان کیا ہوگا خصوصاً اونکو جو راہ خدا مین عین سعادت اپنی
جانتے مگر جس مقام پر حکم جان دینے کا اور جدال و قتال کا بسبب فقدان شرائط جہاد کے نہو تو ایسے
وقت مین لڑنا اور جان دینا معصیت خدا تھا اور دوستان خدا اوس سے ہر دم خائف و لرزان تھے
پس بجز صبر و سکوت کیا چارہ تھا اور ہرگز یہ صبر و سکوت منافی شجاعت نہین بلکہ عین شجاعت ہے طرفہ یہ ہے
کہ شجاعت جناب امیر کو ہمارے احادیث سے ثابت کرتے ہین ارے حضرت حال شجاعت دشمنونسے
پوچھو ہمسے کیا پوچھتے ہو اور اپنی خوش خیالی پر کچھ شرمندہ ہو کیونکہ صبر کو منافی شجاعت کہتے ہو تو لازم آتا ہے کہ
جناب رسول خدا بھی کہ جو صابر انبیاے سابقین پر تھے معاذ اللہ شجاع نہون حالانکہ باتفاق امت وہ حضرت
اشجع اولین و آخرین تھے **قولہ** ملا محمد باقر حق الیقین مین لکھتے ہین **اقول** بہت سچ لکھتے ہین مگر تقریر
تمھاری غلط کچھ الفاظ زاید لغو تمکو شرم بھی نہ آئی کہ کتاب کثیر الوجود ہے جو کوئی اصل عبارت کو ترجمہ سے
ملا کر دیکھیگا کہ خالد کو درمیان دو انگلیون کے دبانیکو خالد کو ایک اونگلی پر اوٹھا لیا کہتے ہو
اگر چہ جب شخص دو انگلیون سے پہنچے پر جبر اوٹھالے اوس کو خالد کو ایک اونگلی پر اوٹھا لینا کیا بات ہے مگر یہ تمکا
اپنی غلط سے بنانا اور بات ہے بہرکیف یہ روایت معاضد ہے نقل مخالف کو لو اچھا لا جیسا کہ خود اوسی
کتاب مین ہے کہ کسی سائل نے شاگرد امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ امام صاحب کے نزدیک تحدیث و احداث

بجاے سلام جائز ہے اوسنے کہا کہ ہان جائز ہے حضرت ابوبکر نے خالد سے قبل سلام کلام کیا تھا جب سائل نے
پوچھا کہ کیا کلام کیا تھا تو کچھ جواب نہ دیا جب اوسنے اصرار کیا تو کہا کہ سنکا لا . ورافضی معلوم ہوتا ہے الغرض
ابتدا سے روایات مین جناب امیر کا حجت غاصبین خلافت و فدک پر تمام کرنا اور اونکو لاجواب کرنا اور جہنم اور
قہر خدا سے ڈرانا ہے اور آخر روایت مین باغواے شیطان یعنی بادرش بئس القرین آل یہ ہوا کہ غاصبین فکر قتل امیرالمومنین
مین رہے گو تدبیر اونکی مطابق تقدیر نہوئی اور بعد اسکے حاصل تقریر مذکور مخاطب یہ ہے کہ جب عمر نے جبر و اکراہ نکاح پر
کیا تھا تو جناب امیر نے عمر کو کیون نہ ڈرایا جواب اسکا یہ ہے کہ جب جناب امیر نے غصب خلافت پر اور غصب فدک پر ڈرایا مگر کچھ نہ ہوا
تھ جز انکہ قتل جناب امیر پر مستعد ہوئے کیا ہوا خلافت کو پھیر تو نہ دیا فدک سے دست بردار تو نہوئے بلکہ اس
مین بھی اگر ڈرلتے تو اوسکا ثمرہ بھی یہی ہوتا کہ اہل قساوت اپنی شقاوت سے کبھی باز نہ آتے اور قصد قتل کرتے
بلکہ بغیر ڈرلئے بھی کیا تو ڈرانا کیا فائدہ دیتا بلکہ خدا نے بمقتضاے انذرتکم نارا تلظی ڈرایا اور رسول نے
بمقتضاے انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید ڈرایا اور اشقیاے امت کو اس ڈرانے سے کچھ فائدہ نہوا
جز انکہ حجت خدا تمام ہوگئی اوسی طرح جناب امیر نے بھی بہت ڈرایا مگر جز اتمام حجت کوئی فائدہ نہوا اور اگر کوئی
کہے کہ پھر قتل ہی کیون نکر ڈالا کہ جھگڑا قصہ تمام ہوتا تو ہم کہین گے کہ خدا و رسول قادر تھے اشقیا کے افنا پر
پھر جب اونھین نے قصہ جھگڑا نہ تمام کیا تو جناب امیر علیہ السلام کون تمام کرنے والے تھے بالجملہ نظر بمصالح
و حکم جسطرح دنیا مین اشقیا کو مہلت دینا ضرور تھا اوسیطرح نظر باتمام حجت ڈرانا بھی ضرور تھا اگرچہ اوس ڈرانے سے
اونکا طغیان اور اونکی سرکشی بڑھتی گئی جیسا کہ فرمایا و نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا یعنی ہم اشقیا کو ڈراتے ہین
مگر اس ڈرانے سے جز انکہ اونکی سرکشی بڑھے اور کچھ نہین ہوتا ہے بس اسیطرح جناب امیر کے ڈرانے سے اونکی
سرکشی بڑھی اور فکر تدبیر قتل مین ہوئے گو تقدیر نے مساعدت تدبیر نکی ظاہر معنی آیہ وافی ہدایہ مذکورہ تو
یہی ہین جو ہمنے بیان کیے مگر بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ ایک باطنی معنی اسکے اور بھی ہین اور کلام خدا مین ایک
ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور ہر باطن کے لیے بھی باطن ہے یہانتک کہ بعض احادیث مین سبع بطون وارد ہیں
بس سمجھو ایک باطن یہ ہے کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ شجرہ ملعونہ فی القرآن یعنی بنی امیہ کو ہم ڈراتے
ہین بس نہین سے بڑھتا یعنی بنی امیہ کا مگر طغیان کبیر یعنی ازسرتا پا طغیان ہے جیسے زید عدل

ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ یزید و معاویہ و عثمان بلکہ ابوبکر سب بنائے ہوئے عمر کے ہین پس اونکا مرتبہ
مراتب عالیہ و مناقب غالیہ نفاق و شقاق مین کہین یزید سے بڑھکر ہے کہ یہ اوّل ہین اور وہ آخر ہے
اور یہ موسس اساس الظلم ہین اور وہ متمم اوسکا ہے پس فضیلت حضرت عمر ہی کو ہے وہو یسبق
فایز تفضیلا ٭ والفضل للمتقدم کیا لطیف اشارہ کیا ہے بعض عرفا نے ایسکی طرف فللہ درہ
حیث قال ؎ ز فرے از اصل کا یکویم ٭ گر ترا از جمل خبر باشد ٭ این تنزل کند یزید شود
وان ترقی کند عمر باشد ٭ **قولہ** اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہوتا **اقول**
روایت مطلق نکاح کو غلط کہا جن بدبختون نے نکاح بجبر و اکراہ کو کہا ہے اور اسکے روایات کی تصحیح کی ہے
اونہین سے یہ کہو کہ اے بیحیاؤ تم یہ کیا بکتے ہو بلکہ بخاری و مسلم جو غصب خلافت اور بیعت نکرنے جناب امیر کے
ایسے شہرہ اور غصب فدک کے اور منع قرطاس وغیر ذلک کی تصحیح کرتے ہین اونسے بھی کہو کہ تم کیا
بکتے ہو حضرت عمر نے منع قرطاس کیا اور غصب فدک کیا تب جناب امیر نے عمر کو ایک ونگلی پر کیون نہ اوٹھا لیا جب
لوہے کے در خیبر مین اونگلی ڈرائی تو ظاہر ہے کہ حضرت عمر کا جسم لوہے سے سخت تر تھا ورنہ وقت بیعت جب
زلیخا سا غلام اونکے بدن کو دبا اٹھا تو کیونکر دبا تھا **قولہ** دوسری سند شجاعت الی قولہ حق الیقین این لکھین
اقول حضرت مخاطب بڑے صاحب غیرت و حیا ہین کہ آخر روایت کے لکھنے مین شرمائے اور اوسکو چھوڑ دیا
اے جزاک اللہ ہم حضور سے پوچھتے ہین کہ مآل اس تہدید و تخویف کا کہ حضرت نے انما المجہ کیا تھا کیا ہوا خلافت
ابوبکر نے چھوڑ دی کہ فدک کو چھوڑ دیا ابوبکر کا ڈرنا کس کام آیا جب عمر مصداق نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا کے
تھے جب ابوبکر ڈرے تو عمر اونکے شیطان ہوئے جب عمر ڈرے تو اور بہت سے اخوان الشیاطین اونکی تشجیع پر مستعد
ہوئے **قولہ** ہماری سمجھ مین نہین آتا **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ تم ہر بات کو سمجھ لین اگر تم مین کچھ بھی سمجھ ہوتی
تو شیعہ سے اشعری اور اشعری سے نیچری کیون ہوتے **قولہ** مجھے اس مقام پر ایک حدیث امام محمد باقر کی یاد آئی –
اقول مجھے بھی ایک حدیث سنیون کی اسمقام پر یاد آگئی کہ بعض صحابہ خاص مثل حضرت عمر اور ابوبکر کے ایکدن
فضلہ جناب رسولخدا کھا گئے تھے اور فرماتے تھے کہ اوسمین بو مشک و عنبر کی تھی جبھی سے زمین کو حکم خدا ہوا تھا
کہ فضلہ جناب رسالت مآب کو بلع کر جایا کرے پس جب پیغمبر کے فضلہ کی خدا کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہو تو

کہ مسلمین سے چھپایا گیا بنظر اسکے کہ کہین ایسا نہو کہ اسکو کہا کے اپنا فضلہ بنا کے نجس کردین تو اونکو یا یہ ہے کہ
جگر بیٹیان اونکی تحت تصرف منافقین کفار رہین اور یہ اسکو عقل عقلا کیونکر قبول کرے اسی سے ثابت
ہوا کہ کل روایات نکاح ام کلثوم صحیح نہین اور انکار فرقہ شیعہ اس نکاح سے بہت صحیح ہے اور اقرار محض
دفع ضرر از اللئام واللہ ہو العاصم من کل طارق وغاشم

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

چوتھا قول جب کہ حضرت شیعہ نے دیکھا کہ نہ تاویل صبر کی درست ہوتی ہے نہ وصیت اور تقیہ کی توجیہ سے کچھ مطلب
حاصل ہوتا ہے اسلیے بعضون نے ان سبکو چھوڑ کر اور ہی دعوی کیا اور صحبت اور ہمبستری سے انکار کیا چنانچہ صاحب
سیف صارم فرماتے ہین کہ اگرچہ در حقیقت قربت معصومہ طاہرہ یعنی وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاہر مین غایت
مناکحت ہی بموجب قرار شیخ فانی اور ہم بسبب صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تھا اور باعتبار ظاہر کے
بھی اور باعتبار باطن کے از رو علم باطنی کے بھی حضرت مولی پر ہویدا تھا اور پھر بعد چند اوراق کے مولف
مذکور لکھتے ہین کہ مواعظ حسنہ جناب غفران مآب وغیرہا کتب حقہ مین جو اہل ایمان تصریح دیکھا چاہین تو
وہان رجوع کر سکتے ہین صاف واضح ہوگا کہ وصلت و قربت زن و شوئی ہرگز نہین وقوع مین آئی [illegible]
اہلبیت طاہرہ روایات صحیحہ مخبر ہین اس بات کی کہ ظاہر مین یہ تزویج و صوبت بیشک مولاے مومنین نے
اپنے سر لیا لیکن حقیقت مین قربت و مواصلت با معصومہ ہرگز وقوع مین نہین آئی بلکہ از راہ اعجاز یہ ثابت کیہ
کارساز ایک جنیہ مسماۃ سحیقہ بشکل جناب معصومہ حوالہ کی گئین اور جناب معصومہ تا حیات شیخ فانی نظر سے لوگونکے غائب
کی گئین ورید التصریح فی المبسوطات انتہی بلفظہ جو کہ مولف سیف صارم نے بعد اس عبارت کے بڑی بڑی
کتابون پر حوالہ دیا ہے اس سے مشتاقین کو اشتیاق اونکے دیکھنے کا بھی پیدا ہوگا تاکہ معلوم ہوئے کہ او
بڑون نے کیا نکات و اسرار لکھے ہین اس لیے مین اونکے علماء اعلام کے قول کو بھی نقل کرتا ہون اور رسائل معتبرین
کے یہ حالت منتظرہ باقی نہین رکھتا ہون واضح ہو کہ قطب الاقطاب اونکے مولف [illegible] نے
دعوی کیا ہے اور جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ نے مواعظ حسنیہ مین اوسکو ان لفظون سے بیان
فرمایا ہے گفت عرض نمودم بخدمت حضرت صادق علیہ السلام کہ مخالفین برما حجت می آرند و میگویند کہ چرا

علی دختر خود را بخلیفه ثانی داد پس حضرت صلوات الله علیه که تکیه کرده نشسته بودند درست نشسته فرمودند
که آیا چنین حرفها میگویند بدرستیکه قومیکه چنین زعم میکنند لا یهتدون سواء السبیل سبحان الله حضرت امیر را
این قدر قدرت نبود که حائل شود میان خلیفه و دختر خود دروغ میگویند که هرگز چنین نبود بدرستیکه چون خلیفه
ثانی پیغام عقد را بحضرت امیر داد حضرت انکار نمودند پس خلیفه ثانی بعباس گفت که اگر دختر علی را بمن عقد نمیکنی
سقایت و زمزم از دست تو میگیرم پس عباس بخدمت حضرت امیر آمده حقیقت حال را گفت حضرت انکار
نمودند چون عباس باز الحاح نمود حضرت امیر باعجاز خود جنیه را از اهل نجران طلبیدند و او یهودیه بود پس او
بموجب امر بصورت ام کلثوم ممثل گردید و حضرت امیر ام کلثوم را باعجاز خود از نظرها مستور گردانیدند پس
تا مدت دراز جنیه بخلیفه ماند تا آنکه یک روز بعضے از قرائن دریافت نمود که زن او ام کلثوم نیست بلکه
از بنی آدم هم نیست گفت ندیده ام ساحر تر از بنی هاشم کسے را و چون خواست که این امر را اظهار نماید خود
کشته شد پس جنیه بخانه خود رفت و ام کلثوم ظاهر گردید انتهی اے حضرات شیعه اپنے قطب الاقطاب اور اپنے
قبله و کعبہ کے علم و عقل و فہم کی داد دو اور شکر اونکے احسان کا ادا کرو کہ ایک نکتہ مین سب مشکلین حل
کردین اور سنیون اور ناصبیون کے اعتراض کو ایک لطیفہ مین دور کر دیا اور معصومہ کی عصمت و عفت
بچانے کے لیے اونکی مقارنت سے ساتھ حضرت عمر کے انکار کیا اور حضرت امیر کی قدرت اور معجزہ دکھانیکے
واسطے ایک جنیه کا بشکل ام کلثوم متشکل کرونیکا دعوی کیا حقیقت مین اس تقریر سے تمام اعتراض ناصبیونکے
باطل ہوگئے اب نہ کوئی معصومہ کی عصمت پر حرف رکھ سکتا ہے نہ اہلبیت کے نہ کوئی حضرت امیر کو عاجز
کہہ سکتا ہے نہ کوئی خلیفہ دوم کی فضیلت بیان کر سکتا ہے نہ اہلبیت کے ننگ و ناموس پر کوئی انگشت
اوٹھا سکتا ہے لیکن اس جواب مین یہ ادنی اعتراض کرنیکے ہے کہ اگر جنیه بشکل ام کلثوم کے بنا کر خلیفہ دوم
کے پاس بھیجدی گئی تو اولاد بھی اوس سے پیدا ہوئی تھی یا کہ وہ ام کلثوم سے وہ زید بن خطاب جو بالغ ہو کر مرا
مان اوسکی وہی جنیه تھی یا ام کلثوم

یقول المتمسک بولاء علی ابن ابیطالب علیه السلام

یہ جواب بھی بفرض و تسلیم روایات نکاح جبر و اکراه شیعیان ہے نہ کہ فقیر اہلسنت نے ام کلثوم کو زوجہ ثانی ہونے جانبہ

وکرہ مذموم کا ہے اور علماے معتبرین اہلسنت نے اون روایات کی تصحیح کی ہے اور ہمنے ابتداے بحث مین اون روایتونکا
ذکر کیا ہے اوسمین سن چار یا پانچ برس کا ہے اور تین برس کے بعد حضرت عمر نے بقر او سدھارے پس وہ لڑکی عمر کے مرنیکے وقت
سات آٹھ برس کی ہوئی پس ایسے صغیرہ السن سے ہمبستری عقل مین حیثیت العادہ محال جانتی ہے چہ جاے انکا ایک لڑکا اور ایک
لڑکی بھی پیدا ہو مگر یہ کہ فرماے کہ یہ خرق عادات بکرامات حضرت عمر جائز ہین تو معتقدین حضرت عمر تو آمنا وصدقنا کہینگے مگر شیعہ
جو امنا باللہ وکفرنا بالجبت والطاغوت کہتے ہین کب ماننیگے باقی رہا جواب ایت جنیہ کا پس ابتدا اوسکا بالصراحۃ دلالت
کرتا ہے کہ حقیقۃً نکاح ام کلثوم سے نہین ہوا اور مدعیان نکاح بالکل دروغ گو ہین خواہ بنت حقیقی علی ہو خواہ بنت مجازی
پس اولاً مطلق نکاح سے انکار ہے اور ثانیاً بفرض وتسلیم روایات نکاح کے کہا اگر روایت نکاح سچ ہو اور یہ نکاح سمجھا جاے
عباس کے بروایات اہلسنت ہوا ہو تو ظاہر مین ہوا ہوگا نہ حقیقت مین اسلیے کہ جناب امیر قادر تھے اس بات پر کہ درمیان اپنی بیٹی
حقیقی یا مجازی کے اور درمیان میان عمر کے حائل ہون بنا بر اسکے ہم کہتے ہین کہ جناب امیر نے فلان جنیہ یہودیہ کو بلوا کر کہ وہ
متشکل بشکل انسان ہوئی تھی عمر سے نکاح کر دیا پھر حقیقۃً ام کلثوم کے ساتھ نکاح ہونیکا ثبوت نہین ہو سکتا ہے اور کلام کا بر تقدیر
فرض وتسلیم بحذف شرط وادوات شرط ہونا اور محتمل الوقوع کو بلفظ وقوع بیان ہونا اور منکر کو مقر اور مقر کو منکر قرار دینا کلام فصحا
وبلغا مین شائع وذائع ہے وقد مثلہ من علماے اہل السنۃ فی تاویل حدیث اکذا ذب الغادر الخاین الآثم کما فی شرح صحیح المسلم
فتذکر اور جائز ہے کہ مقصود کلام امام کو راوی نے سمجھا ہو اور جو خود سمجھا ہو اوسی کو بیان کیا ہو باقی رہا استبعاد جنیہ کا متشکل بشکل
انسان ہونا پس کافی ہے واسطے دفع استبعاد کے حدیث صحیح بخاری کی کہ جسمین بندریا کا زنا اور رجم ہے پس جب علماے
اہلسنت نے اوسکی توجیہ مین جنات کو بشکل بندر وبندریا متشکل ہونا جائز تحریر کیا ہے تو ہم اگر بشکل انسان متشکل ہونا
جائز کرین تو کیا جاے استبعاد ہے اور جب حضرت عمر سے یہ خرق عادت جائز ہو کہ سات برس کی لڑکی سے ایک لڑکا اور
ایک لڑکی جنوائین تو جناب امیر کے اعجاز سے اگر جنیہ متشکل بشکل انسان ہوئی تو کیا بعید اور سابق مین ہمنے بیان کیا ہے کہ بتصریح
صریح معتبرین علماے اہلسنت زید بن عمر بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا کہ جس بان بیٹے پر امام حسین نے نماز پڑھی
اور عہد معاویہ مین مرے نہ بیٹا اوس ام کلثوم کا جو چار پانچ برس کی لڑکی تھی اور نہ بیٹا ام کلثوم بنت فاطمہ کا کہ بعد امام
حسین علیہ السلام مقیدہ ہو کر شام کو گئین اور نہ بیٹا اوس جنیہ کا تعجب ہے کہ اطنب الامقام سے کہ شروع بحث مین دعوی
کیا تھا کہ ہم نکاح عمر با بنت فاطمہ ثابت کرتے ہین اگر کتب شیعہ سے نہ ثابت ہو سکا تھا تو کہین کتب اہل سنت ہی سے

بیٹی فاطمہ زہرا کا ثابت کرنا اور پھر عمر کا نکاح ام کلثوم سے ہوا تھا کاش کتب شیعہ سے اسکو ثابت کر سکتا تھا تو کتب اہلسنت ہی سے کوئی
روایت ایسی لکھتا کہ جسکی اونکے علما نے تصحیح کی ہوتی آپ جب اونکے علما روایات جبر و اکراہ کی تصحیح کر چکے جیسا کہ صحیح بخاری میں پہلے
اون روایات کو لکھا تو اب کیا مشکل ہے کہ روایات خوشی خاطر کی بھی تصحیح کریں مگر یہ کہ فرماویں کہ ہم اشعریہ لاشعوریہ کے نزدیک عقل کو
کچھ دخل نہیں ہے ہم اجتماع الضدین و النقیضین سب جائز جانتے ہیں تب ہم کہینگے بہت اچھا ہم ہارے آپ ہی جیتے لکم دینکم ولی دین
مخاطب الاحتجاب کو اشعریہ کے لاشعوریت اور ہمکو امامیہ کی بصیریت مبارک ہو اور آخر سطر کتاب میں زید بن خطاب فرمایا
زید بن خطاب تو عمر خطاب کے برادر بچپان برابر تھا اوسکا یہاں کیا ذکر اوسکی ان تو ضمنیت تھا کہ مشتبہ تھی ہمکو بعض نساب
حضرت خطاب کی بیٹی زینب و دو بیر و کہتے ہیں خدا کرے کہ جولاہے کے تیر کی طرح جو تصرف ہو جائے تا آنکہ غلطی کیا ہے بجائے
عمر کے خطاب ہو گیا یا ہمارا جواب صاحب کتاب مخاطب الاحتجاب کا ہے مخاطب اشعبیہ کا تبدیل کلام و بدل کتاب نے اس کتاب میں
بڑی بڑی منتظر ہویاں دکھائیں اور ہمیشہ بھی ہر جگہ اونکے تبدیل کی کج فہمی و خیانت ظاہر کردی اور لڑکی جو یہاں دکھائی ہیں
یہ ہم صاحبان انصاف سے طالب انصاف ہیں کہ اگر ہمکو سرزنش بلاوجہ لسانی و تیز زبانی کریں تو بادی الظلم کو بھی ملاحظہ
فرمائیں اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کو بھول نجائیں اور دیکھیں کہ ابتدا بدزبانی و شتم و استہزا کرنے کی
مخاطب نے کی ہے کہ فقط [illegible] یا انہیں ملے ہے کہ اگر شاید کبھی ایسا اتفاق ہو کہ مخاطب الاحتجاب
کی خدمت میں شرفیابی نصیب ہو تو یعلم اللہ بجمیع ما ابداہ تو نہایت معذرت خواہ بعوض جرم و گناہ ہونگا
والعذر عند کرام الناس مقبول ونختم الکلام علی ہذا المقام فلله الحمد وله الشکر علی ما وفقنی للاختتام اللهم اختم لی بالحسنی
حسنی و عمری وما توفیقی الا بالله [illegible] صلوات الله علیهم ما هم والسلام علی
من اتبع الهدى ثم استقام و بذل النصفة ولم یاخذه العزة بالاثم

تمت الکتاب المسمی برد علی المجالات وقد وجد التاریخ فی لفظ

دفع تعریف الآیات

۱۲۹۵

DATE	NO.	DATE	NO.